اشاعۃ السنۃ النبویۃ
علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم — جلد ہفتم

معہ

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت ماہ ربیع الاول والثانی ۱۳۰۱ھ مطابق جنوری فروری ۱۸۸۴ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہہ رسالہ اور اُسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شایع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ مل سکتا ہے (۴) رسالہ کی اصولی اغراض ذیل ہین ۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکے فروع عظام سے خصوصًا جو متعلق معاشرت ہون بحث کرنا

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اتحاد و اتفاق ہین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانون کی دُنیاوی ترقی کے مضامین شایع کرنا۔

(د) پولیٹیکل مضامین سے جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے ۔

(۶) قیمت رسالہ نوابون و رئیسون سے سالانہ للعہ گورنمنٹ اور عام اغنیا سے عہ متوسط اہل وسعت سے ے کم وسعت لوگون سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھتے ہین ہے بے وسعت اہل علم سے اسکی اشاعت کرین دعا خیر قیمت ضمیمہ ہر ایک درجہ والون سے ربع قیمت رسالہ کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ دتقرری خریدارون کے بیان یا ایمان پر ہے

(۸) خط وکتابت و ارسال زر مہتمم کے پوری نام وخطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے ۔

(۹) سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہو گا — ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ

مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

فہرست
(مضامین رسالہ)

عذر

بعض احباب کے مضامین جنمین مدت سے ہماری پاس جمع ہین ہم اس پرچہ مین درج نہین کر سکے آیندہ درج کئے جاوینگے ۔ انشاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

کیفیت سال ہشتم

الحمد والمنتہ کہ رسالہ کا سال ششم عافیت سے ختم ہوا اور سال ہفتم شروع ۔ سال گذشتہ میں اس رسالہ نے محض خدا تعالیٰ کے فضل و تائید غیبی سے جو تحریک سال سوم میں جاری ہوئی تھی (جسکی تشریح کیفیت سال ششم میں ہو چکی ہے) خیر ترقی کی ہے ۔ اسکے خریدار درجہ اول کے خریدار سوا سے زیادہ ہو گئے ہیں ۔ گو یہ ترقی ہنوز کاغذون اور حساب رجسٹرون میں ہے ۔ اس سال کا روپیہ اکثر خریدارون کے ذمہ باقی ہے ۔

اس سال بھی رسالہ کا اہتمام اشاعت جیسا کہ چاہیے ہم سے نہیں ہو سکا اور نہ کوئی اور مہتمم یا معاون جسکے لئے ہم کئی بار اشتہار دے چکے ہیں ہمکو میسر آیا ہے سال آئندہ میں امید ہے اسکے اہتمام اشاعت کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہہ رسالہ نمایان ترقی کریگا ۔ اس سال بھی رسالہ وقت معہود پر (ماہ بماہ) نہیں نکلا اور یہہ امر ناظرین و شائقین کے سخت انتظار و انتشار خاطر کا موجب ہے مگر جواسمین ہمکو عذر ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہمکو مضمون نویسی کے لئے کافی وقت نہیں ملتا اس رسالہ کے بالائی کام طبع و اشاعت و حساب و کتاب و خط و کتابت اور بعض قومی کام ہماری اوقات پر ایسے محیط ہو جاتے ہیں کہ بعض دفعہ مہینے بھر میں ایک صفحہ مضمون لکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا با اینہمہ ہم اس نقصان کے جبر سے بیفکر نہیں ہین ۔ ماہ بماہ رسالہ نکالنے کے لئے جہانتک ممکن ہوا ہم انشاء اللہ کوشش کرینگے اور ناظرین و شائقین کو خوش کر دینگے ۔

مگر ناظرین اسباب ... کہ اس تاخیر و التوا مین کچھ انتشار اور اور کوئی انکا حرج نہین - مضامین رسالہ ایسے نہین کہ وقت گذر جانے کے بعد وہ بے لطف و ناقابل دید ہو جائین یہہ رسالہ مثل اخبارون کیطرح خبرون اور قصون پر (جو تازہ و تازہ لطف دیتی ہین اور وقت گذر جانے کے بعد تقویم پارینہ نظر آتی ہین) مشتمل نہین ہوتا بلکہ یہہ اصول و مسائل علمیہ سے بحث کرتا ہے جو کبھی پرانے اور بے لطف نہین ہوسکتے -

یہی وجہ ہے کہ یہہ رسالہ برسون گذرنے کے بعد زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے - رسالہ کی قیمت پہلی نہین سکتا - مدت سے ہمارے پاس سنہ [illegible] کے پورے پرچے نہین ہین جب کوئی خریدار پیدا ہوتا ہے تو ہم اوروں سے لیکر اسکے پرچے پورے کر دیتے ہین - اور قیمت بارہ روپیہ عہ سال سے کم نہین لیتے - سنہ ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۰۰ کے بھی [illegible] چار پورے فائل ہین - انکی قیمت بھی فی جلد ؏ بارہ روپیہ سے کم نہین لیتے [illegible] کل کو چہارم حصہ معاف ہی - سنہ [illegible] کے پورے فائل بھی پانچ سات سے زیادہ نہونگے جو فی جلد چھہ روپیہ سے کم قیمت کو نہین ملتے -

ناظرین اہل اشتیاق کی یہہ شکایت بجا ہی کہ اشاعت السنہ کے مضامین جلد ختم نہین ہوتے اور کئی پچھلے مضامین جنکی نسبت مدت سے وعدہ چلے آتے ہین (جیسے ابطال قدم عالم - بحث نبوت - مسئلہ وحدت الوجود - دنیا - اقسام ملازمت وغیرہ وغیرہ) شروع ہونا نہین پاتے - مگر اسمین ہمارا عذر یہی (جو ہم جلد ششم کے سرورق مین عرض کر چکے ہین کہ ہم ضرورت وقت و تقاضا و مصلحت کے پابند ہین سلسلہ رسالہ کے پابند نہین) بیجا نہین ہے - ومع ذلک ہم دلی خواہش کرتے اور کوشش کرنا چاہتے ہین کہ ان سب مضامین کو ختم کرین اور مضامین موعودہ کو جلد شروع کر کے اختتام کو پہنچا دین وما توفیقی الا باللہ -

اس سال بھی اس رسالہ نے کوئی طرز جدید اختیار نہین کیا اُسی طرز قدیم (اصول و فروع اسلام سے بلا شخصی خطاب بحث کرنا اور باہمی اتفاق و مصالحت کی طرف مسلمانون کو بلانا) پر اسکا سلوک ہے۔ جو لوگ اسکے بعض مضامین (مسلمانون کی خوفناک حالت ۔ ترقی معکوس ۔ مسلمانون کی افسوسناک حالت وغیرہ) کو اس روش مصالحت کے مخالف سمجھتے ہین یہہ اُنکی نافہمی یا ہٹ دھرمی ہے ۔ ہم اسکا علاج جلد ۶ کے نمبر ۴ صفحہ ۱۲۶ نمبر ۸ صفحہ ۲۲۳ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۵ مین بتا چکے ہین مگر دوا کا استعمال کرنا شرط شفا ہے ۔

اس سال کے افسوسناک حالات سے ایک یہہ ہے کہ اس سال انجمن ہمدردی کی کوئی کارروائی اس رسالہ مین مشتہر نہین ہوئی اور نہ کوئی معتد بہ خدمت انجمن اس رسالہ یا اسکے اڈیٹر سے (جو اس انجمن کا سکرٹری ہے) ہوئی ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اس سال اکثر ایام اڈیٹر اکثر قومی اور بعض ذاتی ضرورتون کے سبب سیر و سفر مین (کبھی بٹالہ کبھی لودہیانہ کبھی کوٹلہ کبھی سملہ کبھی دہلی کبھی ضلع انبالہ وغیرہ) مین رہا ہے لاہور مین قیام نہین کر سکا ۔ اسلئے انجمن کی خدمت مین سے قاصر رہا ہے اور اس قصور پر دل مین سخت نادم و متاسف ہے ۔ مگر اپنی ذات سے بڑہکر اُن ممبرون اور معاونون پر (جو لاہور مین رہکر سرد مہری اختیار کر بیٹھے ہین) افسوس کرتا ہے کہ اونہون نے اس اثناء مین (باوجودیکہ عمدہ عمدہ موقع پیش آئے) انجمن کیطرف سے کوئی کارروائی نہین کی یا (اگر کی ہے تو) مجھے اس سے اطلاع نہین دی ۔ وہ حضرات اگر خاکسار کی عدم موجودگی کا عُذر پیش کرین تو اُسکو سامعین و ناظرین عُذر بدتر از گناہ قرار دینگے ۔ اور بنائے علیہ اس انجمن کو انجمن نہ کہین گے کیا قومی کام ایک شخص خاص کے ذات پر منحصر ہوتے ہین اور ایسے کام کبھی چل سکتے ہین ؟ جسدن اس شخص کو کوئی نیکی بدی پیش آئی اُسیدن اس کام نے عدم کی راہ لے ۔ ممبران

ومعاونین لاہور اگر انجمن کو ایسا ہی سمجھتے ہین تو یہہ انجمن نہین - اِس **صورت** مین
وہ ہمارا **استعفا** قبول فرمائین اور کوئی ایسا سکرٹری مقرر کرین جسکی طرف کوئی
تغیر تبدل زوال وانتقال راہ نپائے -

اور اگر انکو انجمن کے نسبت ایسا خیال نہین ہے اور یہہ سردمہری صرف اُنکی
سُستی یا ذاتی کامون مین مصروفیت کا نتیجہ ہے تو آیندہ اِس سردمہری کو گرمجوشی
سے مبدل فرمائین اور ہمیشہ حسب موقعہ مہینے مین ایک بار یا دوبار جلسہ کرکے تدابیر مفید
عام پر غور کیا کرین - خاکسار بھی حتمی وعدہ دیتا ہے کہ جب تک لاہور کے قرب وجوار
(بٹالہ وغیرہ) مین رہے مہینے مین ایک دفعہ ضرور شریک جلسہ ہوگا - اگر ایک ہفتہ پیشتر
انجمن کا نوٹس خاکسار کے پاس پہنچا اور امور واجب التقدیم کا اہتمام پہلے سے ہو جایا
کریگا اور اگر آیندہ بھی کسی سے کچھہ نہین ہونیکا اور اِس انجمن کا جوش لاہوریون کے
سینہ سے بالکل خارج ہوچکا ہے تو اس صورت مین ایک جلسہ عام (جسمین خاکسار بھی حاضر
ہوگا) کرکے اس انجمن کا سابق حساب جمع وخرچ عام ممبرون کو دکھا کر آیندہ اِسکو فسخ کرین
اور اِس حالت تباہی پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر **قومی ترقی کا جنازہ** نکالین اور
اُسپر یہہ **مرثیہ** پڑھین - بیت

بآب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ

ہم اِس دردناک رائے کی طرف **اوّلاً** اُن پُرجوش ممبرون کو جنہون نے اِس انجمن
کی بنا قایم کی ہے توجہ دلاتے ہین **ثانیاً** (بخیال اِس امر کے کہ ہر ایک سوسائٹی
یا کمیٹی کا بالآخر گورنمنٹ سے بھی تعلق ہو جایا کرتا ہے) اپنے تعلیم یافتہ ممبرون (لیڈرون
وقانون دانون) کو متوجہ کرتے ہین - **ثالثاً** اُسکے معزز عہدہ دارون (پٹرن وائس پٹرن
پریزیڈنٹ وائس پریزیڈنٹ سکرٹری صیغہ نال وغیرہ) سے جنپر اِس انجمن کا اثر فسخ وقیام
(نیک نامی یا ---) اور ممبرون کی نسبت زیادہ تر ظاہر ہونیوالا ہے توجہ کرنے کے

† یہ لفظ لکھتے ہوئے ہماری آنکھین پُرآب ہوگئین اور وہ کیفیت طاری ہوگئی جو کسی پیارے کے موت سے عارض ہوتی ہے

خواستگار بیعت ہین۔

اور اگر کسیکو یہہ خیال پیدا ہو کہ اَب تو (عرصہ تقریباً ایک سال سے) قدیمی انجمن اسلامیہ لاہور بھی لیگل (قانونی یا باضابطہ) ہو گئی ہے اب انجمن ہمدردی کی (جو کہ اسکی پرانی حالت کو دیکھکر قایم کیگئی تہی) کیا حاجت ہے اب اسکا فسخ ہی کرنا مناسب ہے تو یہہ نہایت ہی دہوکہ دینے والہ خیال ہے۔ انجمن اسلامیہ گو اب لیگل ہے (جسکی ممبری کا ہمکو بھی شرف حاصل ہے) مگر وہ انجمن ہمدردی کا کام ہرگز نہین دیسکتی یہہ بات ہم تفصیل سے لکھہین تو شاید ممبران انجمن اسلامیہ جو انجمن ہمدردی کے ممبر نہین اسکا کوئی اور محمل نکالین جس سے ہمارا سینہ صاف ہے۔ لہذا ہم مجملاً لکھتے ہین کہ یہہ بات اسکی اور اُسکے اصول و اغراض اور ممبرون کے مقابلہ و موازنہ سے بخوبی ثابت و محقق ہو سکتی ہے اسکی ایک ادنی مثال یہہ ہے کہ اِس انجمن کے دُنیاوی کام ایسی جمہوری اور پالیٹیکل ہو سکتے جسمین ہنود و عیسائی وغیرہ اقوام کی آراء بھی شامل ہو سکتی ہین اور اس سے انجمن کے رائے کو گورنمنٹ مین زیادہ وقعت ہونا ممکن ہے۔ اور یہہ بات انجمن اسلامیہ مین جسکے اغراض محصور اور ممبر اہل اسلام ہین محدود ہین نامتصور ہے۔ ہان اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ دونو انجمنین اپنے اپنے اصول پر رہین اور پھر باہم اتفاق سے کام کرین اسکو ہم شیر و شکر کا ملاپ کہہ سکتے ہین۔

انجمن ہمدردی کے پرجوش ممبرون کی سرد مہری کی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ اکثر حضرات معاونین نے آجتک اور اعانت تو کیا ممبری چندہ ہی نہین دیا۔ سکرٹری صیغہ مال نے کئی دفعہ خطوط تقاضاے چندہ جاری کئے مگر ایسے لوگ کم نکلے جنہون نے اپنی جیبون مین ہاتہہ ڈالے۔ بہتیرون نے موہنہ مین ڈال لئے اور چندہ کا نام سُنکر ممبری سے استعفا دینے کو تیار ہو گئے۔ بہتیرون نے انکے کان بند کر لئے گویا وہ خطوط اُنہون نے دیکھے ہی نہین اور نہ سُنے۔ لہذا آجتک انجمن کے اکثر مصارف

سکرٹریون کی جیب خاص سے چلے - اب وہ بیچارے کہانتک ہمدردی و گرمجوشی
ظاہر کرین اور اپنی گرہ سے کہانتک خرچ کرتے جاوین -

اگر ممبران انجمن خصوصاً اُسکے معزز عہدہ دار قومی ہمدردی کو کام مین لاکر
اسکی مالی معاونت کرین اور نہین تو چندہ ممبری ہی ادا کرتے رہین تو امید ہے کہ اُن
ہمدرد ممبرون کی رگ حمیت پھر جوش مین آوے

ایک دو معاونین پر جنہون نے رقم معقول پیشگی دینے کا وعدہ کیا ہم نہایت
تعجب کے ساتھہ افسوس کرتے ہین کہ اونہون نے اپنا وعدہ پورا نہین کیا اور غالباً آجتک
ایک حبہ نہین دیا -

المختصر اتفاق راے سے انجمن کو فسخ کرین یا اُسکی کارروائیون مین سرگرم رہین
موجودہ حالت سکوت و تساہل عامہ خلایق خصوصاً اقوام ترقی پسند و حکام ہمت بلند
کی نظرون مین حقارت و ذلت کا موجب ہے -

اس سال کے **افسوسناک حالات سی دوم** یہہ ہے کہ اس سال اکثر خریدارون نے
ارسال قیمت رسالہ و ضمیمہ مین ایسی سنگدلی اختیار کی ہے جو پہلے کبھی نہین کی
اسوقت ڈیڑہ سو باقی دارون کی فہرست ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہے جب کبھی
ہمنے مجملاً و اشارۃً مطالبہ قیمت کیا تو اکثر حضرات نے یہی خیال کرلیا کہ یہہ ہمکو نہین لکھا گیا
ہمکو تو اشاعۃ السنہ سے واحد خانگی کے نسبت ہے اِس سے کوئی اور اجنبی نادہند مراد ہوگا
یا یہہ خیال کرلیا کہ اِن اشارون پر عمل کرنیوالے بہت لوگ نکلین گے ہمنے عمل نہ کیا
تو کیا حرج ہوگا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ اِس خیال نے اکثر خریدارون کو ارسال قیمت سے
روک دیا - وہ مہربان اب بہی انصاف کو مروت کو کام مین لاوین اور بے اعتنائی کو
دور فرماوین - اِس اشارہ کو بہی اُن حضرات نے اورون ہی کیطرف رجوع کیا تو ہم آیندہ
اُن ڈیڑہ سو اشخاص کی تفصیلی فہرست دکہائین گے بہتر ہے کہ وہ حساب دوستان در دل

عمل کرین اور اس فہرست کی تشہیر نہ کراوین۔

تعجب ہے کہ ہمکو تو محض دینداروں سے جو ایک دینی رسالہ بنظر ثواب آخرت خرید فرماتے ہین کام پڑا ہے پھر وہ لوگ ہمکو ملکی اخبار (جنکے خریدار اکثر دنیا دار ہوتے ہین) والون کیطرح اس شکایت پر کیون مجبور کرتے ہین اور ثواب لیتے لیتے گناہ عذاب کے کیون مستحق بنتے ہین۔

قیمت اشاعت السنہ و ضمیمہ مین جو پانچ مراتب کی تفریق ہے اسکا تصفیہ خریدارون کی دیانت و امانت پر چھوڑا گیا ہے وہ جو اپنی حیثیت تجویز کر کے اسکے موافق قیمت مقرر کرتے ہین ہم اسی کو منظور کر لیتے ہین اسمین جو خلاف امانت کریگا اپنی حیثیت سے کمتر قیمت دیگا اُسکی گردن پر ہمارا حق رہیگا یہہ اسلئے جتایا گیا ہے کہ ہمکو بعض خریدارون کا حال معلوم ہوا ہے کہ وہ سوسو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ پھر متوسط اہل وسعت کی قیمت ۸ بلکہ کم وسعت لوگون کی قیمت ہر مدتون ادا کرتے رہے ہین انکا تو ہمنے پرچہ بند کر دیا ہے اور جنکی آمدنی و حیثیت کا ہمکو علم نہین اُنکو یہہ امر جتایا گیا ہے۔

بقیہ مضمون

مسٹر بلنٹ او راسلام

اور

سلطان روم و الا مقام

یہہ تو اور ترکی صاحب ہیں اس سے صاف اور بدیہی نتیجہ نکلا کہ حضرت سلطان روم مسلمانون
کے (ہند کے ہون خواہ عرب یا ٹرکی کے) امام اور خلیفہ اور بحسب محاورہ قدیمہ امیر نہین
ہو سکتے وہو المدعا۔

ہمارے اس بیان سے ہمارا **مدعا** (جسکا اثبات ہمکو حصہ دوم مین پیش
نظر تھا) تو ثابت ہوا مگر اس سے کئے اور **سوالات** اور **خیالات** (یا یون کہو کہ تشویشات)
مسلمانون مین پیدا ہوئے۔ لہذا اُن سوالات وخیالات کو نقل کر کے اُن کے جوابات
قلمبند کرنا واجب ہوا سو عمل مین آتا ہے۔

سوال اول۔ سلطان روم مسلمانون کے خلیفہ نہین تو پہر کون ہین؟ اور
مسلمانان ہند سے انکی نسبت کیا ہے۔

جواب جناب ممدوح سلطان ہین بادشاہ ہین بحسب محاورہ جدید امیر ہین
رئیس ہین۔ بجز خلیفہ (یا امام یا امیر المومنین بحسب محاورہ قدیمہ) جو کچھہ کہو سو ہین

+ ارطغرل کے بیٹے سلیمان کے پوتے۔

شجرہ نسب حضرت سلطان عبد الحمید خان سلمہ اللہ تعالی سلیمان مذکور تک حسب تفصیل ذیل ہے

سلطان عبد الحمید (ثانی) بن محمود (ثانی) بن عبد الحمید (اول) بن احمد (ثالث)
بن محمد (رابع) بن ابراہیم۔ بن احمد (اول) بن محمد (ثالث) بن مراد (ثالث)
بن سلیم (ثانی) بن سلیمان (ثانی) بن سلیم (اول) بن بایزید (ثانی) بن محمد (ثانی) بن
مراد (ثانی) بن محمد (اول) بن بایزید (اول) یلدرم بن مراد (اول) بن ارخان بن
عثمان (اول) جو سلاطین ترکیہ کا پہلا بادشاہ ہے جسکی طرف سلطنت عثمانیہ منسوب ہے)
بن ارطغرل بن سلیمان (یہہ شخص صحراء ارمینیہ کا رہنے والا تہا رفتہ رفتہ سپہ سالار
علاؤ الدین سلجوقی ہوا ۶۲۸ھ مین نہر فرات مین غرق ہو کر وہین مدفون ہوا۔

(دیکھو **نظم الممالک** مصنفین اسلام وغیرہا)

مگر اپنی ہی حدود سلطنت مین اور اپنی ہی رعایا کی نسبت - مسلمانان ہند سے اُنکو کوئی خاص نسبت (جو حاکم و محکوم مین ہوا کرتی ہے) نہین ہے - ان سے اُنکو وہی نسبت ہے جو اُن سے امیر کابل یا امیر بخارا وغیرہ اسلامی رئیسون کو ہے - یعنی اخوت اسلامی اور اتحاد قومی جس سے اُنکو ایک گونہ فخر ہے اور اسکے لوازم و احکام ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین بضمن امر ہفتم منجملہ امور تمہیدی بیان کر چکے ہین - اِس سے بڑھکر جیسے کہ امیر کابل یا امیر بخارا کو کوئی نسبت (وجوب اطاعت وغیرہ) مسلمانان ہند سے نہین سمجھے جاتے ایسی ہی سلطان روم سے نہین ہے -

اگر کسی کو یہہ **شبہ** پیدا ہو کہ سلطان روم اور امیر کابل وغیرہ مین یہہ فرق ہے کہ سلطان المعظم پُرانی اسلامی گدّی اور قدیمی تخت خلافت شاہی پر (جو زمانہ صحابہ سے چلی آتی ہے) جانشین ہین لہذا انکا حق اطاعت تمام مسلمانون پر وہی ہونا چاہیے جو اس خلافت کا حق ہے تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ کسی جگہہ پر بلا استحقاق و بلا تحقق شروط بیٹھہ جانے سے اُس جگہہ کے حقوق کا استحقاق ثابت نہین ہوتا لہذا تخت خلافت پر بیٹھہ جانے سے کوئی شخص خلیفہ نہین ہو سکتا اور نہ وہ اِس حق اطاعت کا (جو خلفاء کا حق ہے) مستحق ہو جاتا ہے - (خدانخواستہ باشد) اِس تخت خلافت پر کوئی اقوام غیر سے بیٹھہ جاوے (جیسا کہ بعض حصص سلطنت قدیمی اسلامی پر یوروپ کے اقوام روس وغیرہ قابض ہو گئے ہین) تو کیا وہ بھی خلیفہ ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین -

اگر کہو وہ شرط اسلام کی فوت ہونیکے سبب خلیفہ نہین ہو سکتا تو کہا جائیگا کہ سلطان روم شرط قرشیت کے فوت ہونیکے سبب خلیفہ نہین ہو سکتے -

سوال دوم جناب سلطان المعظم مسلمانون کے خلیفہ نہین تو پھر اور کون اُن کا خلیفہ ہے -

جواب ہمکو تو مسلمانون کا کوئی خلیفہ اسوقت نظر نہین آتا اور کسیکو عرب و عجم مین

(بلحاظ شروط خلافت) خلیفہ نہین کہا جاسکتا -

عرصہ تقریباً ۸۰ سال سے ہمکو اس امر سے تفحص رہا ہے ہمکو کسی شخص کا شروط خلافت کے موافق خلیفہ ہونا ثابت و محقق نہین ہوا - اِسمقام مین ہم ان شروط کی تفصیل کو اجنبی سمجھتے ہین جنکو ہمارا بیان سنکر تعجب پیدا ہو انکی خدمتمین ہماری یہی التماس ہے کہ وہ کتب کلامیہ وغیرہ مجلدات اسلامیہ مین اُن شرطون کی تفصیل ملاحظہ فرماکر ہماری تفحص و خیال کے نسبت جو کہنا ہو سو کہین -

سوال سوم - اس صورت مین اِس اُمّتِ محمدیہ کا جس نے نصب امام (جو اہلسنت کے نزدیک اِن کے ذمہ پر واجب تہا) ترک کیا کیا حال ؟ اور اُن (۲) احادیث کا جنمین یہہ ذکر ہے کہ جسکی گردن مین امام کی بیعت نہین وہ اُسی حالت مین مری تو کفار کی موت مرتا ہے - کیا جواب ؟ اور اِن (۳) احادیث سابق الذکر کا جنمین یہہ بیان ہے کہ جبتک دُنیا مین دو آدمی رہین گے خلافت قریش کے لئے رہیگی کیا مطلب ؟

من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ
مسلم صفحہ ۱۲۸ جلد ۲

جواب یہہ اُمت مرحومہ اِس حالتِ موجودہ مین معذور ہے اور اِس ترک واجب مین بے قصور ہے اِسپہ گناہ یا قصور کا الزام تب عاید ہوتا جبکہ بالاختیار و بلا اضطرار اِس سے یہہ واجب ترک ہوتا -

(۲) اور وہ احادیث جنمین کسی امام کی بیعت نہ کرنے پر وعید وارد ہے اِسی حالت کا حکم بتاتی ہین جبکہ امام موجود ہو اور کوئی مسلمان اُسکی بیعت سے قاصر رہے امام موجود نہو تو نہ اس حدیث کا حکم و مفہوم متحقق ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان اِسکا مورد و مصداق بن سکتا ہے

(۳) اور اُن احادیث کا جنمین ہمیشہ کے لئے قریش کا خلیفہ ہونا بیان ہوا ہے مطلب

مطلب یہہ ہے کہ استحقاق خلافت قریش ہی کے لئے ہے چنانچہ ان احادیث کے ترجمہ مین
ہم اس مطلب کو ادا کر چکے ہین ان کا یہہ مطلب نہین ہے کہ قریش کی خلافت ہمیشہ قائم
و مستمر رہیگی وہ احادیث گو لفظاً اخبار ہین مگر معنی انشا ہین اور خلافت کا محل اور حکم
بتاتی ہین - ہمارے اس جواب کے ہر ایک فقرہ پر علماء متقدمین محدثین و متکلمین کے
کلام مین شہادت موجود ہے -

علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام مقرر

فان قیل لو وجب نصب الامام لزم اطباق
الامة فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب
لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات
سیما بعد انقضاء الدولة العباسیة ولقوله علیه السلام
الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا
عضوضا وقد تم ذلک بخلافة علی فمعاویة
ومن بعده ملوک وامراء لا ائمة وخلفاء
واللازم منتف لان ترک الواجب معصیة و
ضلالة والامة لا تجتمع علی الضلالة قلنا
انما یلزم الضلالة لو ترکوه عن قدرة و
اختیار لا عجز و اضطرار (شرح مقاصد)

کرنا امت کے ذمہ پر واجب ہو تو اس سے
امت محمدیہ کا تارک واجب ہونا ثابت ہوتا
ہے کیونکہ امام واجبی صفات سے موصوف
مدت سے خصوصاً دولت عباسیہ کے گذر جانیکے
بعد مفقود ہے اور ایک حدیث مین آیا ہے
کہ خلافت میرے بعد تیس ہی برس ہوگی پھر
بادشاہت ہو جائیگی جو لوگون کو کاٹیگی
سو حضرت علی کی خلافت سے پوری ہو گئی
معاویہ اور جو اون کے بعد ہوئے بادشاہ ہوئے
نہ خلفا - اور یہہ امر (امت کا تارک واجب ہونا)
ہو نہین سکتا کیونکہ ترک واجب گناہ
ہے اور یہہ امت گناہ پر متفق نہین ہوتی - تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ترک واجب مین گناہ تب
ہو جبکہ اسکو اختیاراً ترک کرین نہ اس صورت مین کہ عجز و اضطرار سے ترک کرین -

اس کلام مین علامہ تفتازانی کے تیس برس تک خلافت رہنی کا جواب

والجواب عن هذا ان المراد فی حدیث

ادا نہ ہوا - اسکا جواب امام نووی وغیرہ علماء نے

الخلافۃ ثلثون سنۃ خلافۃ النبوۃ وقد جاء مفسرا فی بعض الروایات خلافۃ النبوۃ بعدی ثلثون سنۃ (شرح مسلم نووی)	یہہ دیا ہے کہ خلافت نبوت تیس برس تک ہے چنانچہ بعض روایات مین صاف آچکا ہے کہ میرے بعد خلافت نبوت تیس برس تک ہوگی

یعنی عام خلافت کی یہہ حد بیان نہین ہوئی تا کہ اور احادیث مجوزہ عموم خلافت کے مخالف ہو

عمدۃ القاری اور فتح الباری شروح صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ امام قرطبی نے

قال القرطبی ھذا الحدیث خبر عن المشروعیۃ ای لا ینعقد الامام الکبری الا لقریش مہما وجد منھم احد فکانہ جنح الی انہ خبر بمعنی الامر (عینی فتح الباری)	فرمایا ہے کہ آنحضرت کا یہہ قول کہ خلافت قریش مین رہیگی خلافت کے حکم شرعی کا بیان ہے کہ بجز قریش خلافت کسی کے لئے صحیح نہ ہوگی جبتک کہ کوئی ایک ان مین سے موجود

رہیگا انکی اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خبر کے بمعنی امر ہونیکیطرف مائل ہوئے ہین۔ ایسا ہی نواب صاحب بہوپال نے عون الباری شرح صحیح بخاری مین فرمایا ہے۔

سوال۔ اس جواب پر علماء کی شہادت تو معلوم ہوئی کہین کتاب یا سنت مین بھی اسبات پر ایسی صریح شہادت پائی جاتی ہے کہ بحالت عجز و اضطرار بلا بیعت و امام رہنا جائز یا ممکن ہے۔

جواب اہلسنت و جماعت کے لئے تو ایسی شہادت کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ مین موجود ہے شیعہ اسکو مانین خواہ نہ مانین

صحیح بخاری مین ایک باب مقرر کیا ہے جسکا عنوان یہہ ہے کیا حال جب مسلمانون کی

باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ۔ حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ابن جابر قال حدثنی	جماعت نہ ہے پہر اس باب مین حذیفہ سے یہہ حدیث روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا ہے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کا حال پوچھتے

بسر بن عبید اللہ الحضرمی انہ سمع ابا ادریس الخولانی انہ سمع حذیفہ بن الیمان یقول کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسالہ عن الشر مخافتہ ان یدرکنی فقلت یا رسول اللہ صلعم انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاء نا اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قال قلت فھل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ صفھم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت وانت علی ذلک (صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴۹ صحیح مسلم صفحہ ۱۲۶ وغیرہ) +

تھے میں آپ سے برائی کا حال پوچھتا رہتا اس ڈر کے مارے کہ وہ برائی مجھے نہ آ لگے میںنے پوچھا یا رسول اللہ ہم ایک زمانہ جاہلیت (کفر) اور برائی میں ہی پھر خدا تعالے یہہ خیر (اسلام) لایا اس خیر کے بعد بھی برائی آنیوالی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا ہاں - میںنے عرض کیا اس برائی کے بعد بھی خیر آئیگی آپنے فرمایا ہاں پر اسمیں دھندلا پن ہوگا - میںنے عرض کیا وہ کیا - آپنے فرمایا ایسی قوم پیدا ہوگی جو میرے راہ کے بغیر اور راہ چلیگی - انمیں تم اچھے باتیں بھی پاؤگے بری بھی - میںنے عرض کیا اس خیر کے بعد بھی برائی ہوگی آپنے فرمایا ہاں دوزخ کے دروازے پر بلانے والے لوگ ہونگے جن نے انکا کہنا مانا اسکو وہ جہنم میں پھینک دینگے - میںنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکا کچھ حال بیان فرماویں آپنے کہا وہ ہم میں سے ہی ہونگے اور ہماری ہی بولی بولینگے (یعنی کلمۃ الاسلام کہیں گے) میںنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا حکم دیتے ہیں اگر مجھہ پر وہ دن آوے آپنے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھہ ہو جاؤ - میںنے عرض کیا اگر کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو

+ سنن ابن ماجہ شـ

آپ نے فرمایا کہ پھر سب فرقون سے کنارہ ہو جاہو اگرچہ درخت کی جڑ دانت سے کاٹنی (دبینے
کھانیکے لئے بجُز درخت کچھہ نہ ملے) اسی پر رہو یہان تک کہ تجھے موت آپہنچے -
اہلحدیث کو دیکھکر اہلسنت کو تو ہمارے جواب کی تسلیم مین کوئی عذر نہ ہوگا اور انکو
اپنی موجودہ حالت بلا بیعت و بلا امام پر کسی وجہ سے نقصان ایمان یا معصیت کا خوف
نہ ہوگا - اہل تشیع کے لئے) جو اہلحدیث کو شاید نہین مانتے وہ مشکل باقی رہی اس
مشکل کے دور کرنیکے لئے جو انہون نے یہہ تجویز کر رکہا ہے کہ ہمارا امام (مہدی صاحب العصر)
زندہ موجود ہے جو شہر سُرّہ مَن رَاٰی مین بخوف اعدا زمین مین غائب ہے پر انھون نے
یہہ خیال نکیا کہ ایسے امام کے (جو سالہا سال سے زمین مین پوشیدہ ہے) ہونے سے فایدہ ہی
کیا - اس مسئلہ مین اہلسنت انکو سخت الزام دیتے ہین اور ان کے مقابلہ مین انہون نے
اپنی کتب عقاید مین یہہ مسئلہ داخل کیا ہے - الامام لایکون مختفیاً " کہ امام وقت چھپا نہین
رہسکتا - ان مباحث کی تفصیل پرانی کتب کلامیہ فریقین مین موجود ہے ہم انکی تفصیل
نہین کر سکتے - ہمارا مدعا اس بیان سے یہہ ہے کہ ہم اپنے اصول مذہب اہلسنت کے مطابق
اس الزام سے کہ تمہارا کوئی خلیفہ و امام نہین بری ہین - ان سوالات و جوابات سے امید ہے
ناظرین کے اکثر تشویشات دور ہونگے اور جو سوال یا تشویش کسیکی باقی رہی وہ پرائیوٹ
طور پر بذریعہ خط ہمکو اس سے آگاہ کرے ہم بلا اظہار اُسکے نام کی اسی رسالہ مین اس تشویش
کا ازالہ کرینگے وباللہ التوفیق

یہہ سوال و جواب پولٹیکل اعیان برٹش گورمنٹ کے توجہ کے بھی لائق ہین ان سے
اُنکے مسلمانون کے نسبت بہت سی توہمات اور بے اصل خیالات دور ہوسکتے ہین ازانجملہ ایک
یہہ خیال کہ مسلمان خصوصاً اہلحدیث ہر وقت جہاد کے مُنتظر ہین ایک اسی فقرہ سے دور
ہوتا ہے کہ انمین اسوقت کوئی امام ہی نہین (جو جہاد کے لئے بحکم اس حدیث کے کہ

الامام جنۃ یقاتل من ورائہ ویتقی بہ (بخاری صفحہ ۱۵۱ مسلم جلد ۲)	امام ڈھال ہے اسکی آڑ مین مسلمان لڑین اور اس سے

بچا ؤ لین ایک شرط ہے - پہر وہ بلا امام مذہبی جہاد کیونکر کر سکتے ہین اور شروط جہاد تو در کنار رہین - اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور ناظرین سے توجہ انصاف کے ملتجی ہین گو ہم کو اپنے قوم و معاصرین سے توجہ و انصاف کی امید کم ہے بلکہ یہہ خوف ہے کہ پارسا و متقی لوگ ہمپر دنیا داری کا حکم لگا دینگے - جنٹلمین اور مہذبین بدخواہ قوم و مخالف مدرسہ علیگڈہ قرار دینگے - ہمارے ملکی و مذہبی ریفارمر ہمپر توہین سلطانی کا فتوی لگا دین وعلی ہذا القیاس - مگر ہمکو اس خوف سے اپنے نیک خیال کے (جسکو ہم نیک سمجھتے ہین) اظہار سے رکنا نہین چاہئے کوئی سنے خواہ نہ سنے ہم کہنے سے نہ ٹلین گے - اب نہین تو کوئی آیندہ ہی سنیگا -

فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع
ففی الدھر من یرجی لہ الفوز ظافرا

آنریبل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی کا سفر
اور
اسپر دیسی اخبارون کی نظر

سیّد احمد خان صاحب بالقابہ کا اپنے سفر پنجاب مین دنیاوی اغراض (فراہمی چندہ وغیرہ) مین کامیاب ہونا تو غالباً مسلّم کل ہوگیا گو اسکے سبب مین اختلاف ہو کہ وہ عام خیال ہمدردی ہے یا خاص اُنکی وجاہت یا اُن کے ممبران پنجاب کی رعایت) انکے بعض† ہمخیال احباب نے یہہ بہی دعوی کیا ہے کہ آپ اِس سفر مین **دینی غرض** (اپنے مذہب کے تصویب و تصدیق کرانے) مین بھی کامیاب ہوے ہین۔ پنجاب کے مختلف اسلامی گروہ (جنمین اہلحدیث بہی شامل ہین) آپکے مداح و موافق مذہب ہوگئے اور بعض ان کے قدیمی مخالف اپنی مخالفت دیرینہ سے نہ صرف متاسف بلکہ اِس سے تائب اور عفو کے طالب ہوئے

---

† یہہ صاحب اڈیٹر اخبار انجمن پنجاب ہین جو اسکے نمبر ۶ جلد ۵ مطبوعہ ۹ رفروری ۱۸۸۴ء مین بہت شدومد کے ساتھ اس کامیابی کا اظہار فرماتے ہین ہم اسمقام مین آپکے چند کلمات آپ ہی کے الفاظ سے نقل کرتے ہین آپ فرماتے ہین "مسلمانون کے ہر فرقہ کے آدمی موجود تہے شیعہ لوگ بہی تہے جنمین جناب مولوی **الفت حسین** صاحب قابل ذکر ہین غیر مقلد†† بہی موجود تہے جنمین سے میان **رجب الدین** صاحب قابل ذکر ہین۔ سید صاحب نے جو کچھہ فرمایا ہر شخص کو

---

†† لفظ غیر مقلد کے استعمال کو اہلحدیث اپنی نسبت مکروہ اور دشنام سمجھتے ہین۔ (دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۶ وغیرہ) اور وہ خود غیر مقلد نہین کہلاتے ہین جیسا کہ اہل نیچر فخر سے نیچری اور اہل تقلید شوق سے مقلد کہلاتے ہین ہمارے معاصرین آیندہ یہہ لفظ اُن کے حقمین استعمال نہ فرماوین اور اگر انکو خواہ مخواہ عام مسلمانون سے علیحدہ کر کے کوئی خطاب دینا ہو تو لفظ اہلحدیث (جو انکا قدیمی نام ہے) انکو مخاطب کرین۔
(حاشیہ الحاشیہ)

اسپر بعض **معاصرین** (اڈیٹر اخبار مشیر قیصر وغیرہ) نے تو اہل پنجاب کو بھولا بنا دیا اور یہہ فرما دیا کہ وہ لوگ بھولاپن سے سید احمد خان کے دم مین آ گئے یا نیچری بنگئے۔

بعض **معاصرین** (اڈیٹر اخبار **سیر اعظم**+ مراد آباد) نے اسپر حیرت و تعجب ظاہر کرکے اِس امر کو مستبعد قرار دیا ہے اور آپکی تفسیر وغیرہ تالیفات سے آپکے چند اعتقادات (جو عموماً مسلمانون مین کفریات سمجھے جاتے ہین) التقاط کرکے مدعی کامیابی مذہبی اور دیگر معاصرین سے یہہ سنفسار

پسند آیا × × × × × لاہور مین ہر متنفس خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان برہمو ہو یا آریا مقلد ہو یا غیر مقلد سُنی ہو یا شیعہ سید صاحب کا مداح نظر آیا اور صرف اسلئے کہ سید صاحب کے دنیاوی خیالات کو چھوڑکر جنکا ہر شخص پہلے ہی سے ہمدرد تہا مسلمانون کی طرح طرح غلط فہمیان اس لکچر سے انکی مذہبی عقاید کی طرف سے بالکل دور ہوگئین × × × اس روز سید صاحب نے اپنے پورے خیالات ظاہر کرنیسے تمام مخالفت کو مسلمانون کے دل سے زایل کردیا۔ اِس لکچر مین مولوی اُلفت حسین بہی موجود تہے اور ہر فقرہ پر آمنا و صدقنا کی صدا بلند تہی آخر مین اونہون نے کہڑے ہوکر کمال خلوص نیت سے سید صاحب کا شکریہ ادا کیا بلکہ یہانتک سید صاحب کی دیرینہ مخالفت سے **اپنے تئین گنہگار** تصور کیا کہ کمال ادب سے سید صاحب کی خدمتمین عرض کیا کہ آپنے کمال سماحت سے اُن محسن کشون کو معاف فرمایا جنہون نے قومی خدمت کے عوض مین آپکی تکفیر کی لیکن اگر مینے یہہ مخالفت دُنیا کے واسطے کی ہو تو ہرگز معاف نہ کیجیے گا × × × ×

میان **رحیب الدین** صاحب جو غیر مقلد لوگون کے سرگروہ سمجھے جاتے ہین وہ بہی اسبات کے معترف ہوئے کہ لاہور کے غیر مقلد لوگون کے اور خصوصاً اُن کی تردید کرنیوالون کے مخالفت ہی غلط فہمی پر مبنی تہی۔ اسیطرح اکثر مسلمانون مین یہہ خیال پہیل گیا ہے کہ سید احمد خان پورے مسلمان اور پورے خیرخواہ اسلام و مسلمان ہین" دیکہو مشیر قیصر نمبر ۵ جلد ۸

+ آپ نمبر ۲ جلد ۹ مطبوعہ ۱۱ فروری مین آپکے خیالات و تاثیرات اخبار انجمن پنجاب و رفیق ہند سے نقل کرکے فرماتے ہین۔ اِس خبر کے معلوم ہونے سے ہمپر ایک عجیب حیرت طاری ہوئی اِسلئے

کیا ہے کہ کیا تمام مسلمان ان اعتقادات مین سید احمد خان صاحب کے تابع ہو گئے ہین یا
سید احمد خان ان اعتقادات سے تائب اور عام مسلمانون کے تابع ہو گئے ہین ؟ اور خاصکر
خاکسار کو مخاطب کر کے دریافت کیا ہے کہ آپ لوگ تو قرآن و حدیث کے مقابلہ مین مجتہدین
کی تقلید بھی نہین کرتے سید احمد خان کے ساتھ کیونکر ہو لئے ۔

اس استبعاد و استفسار پر اڈیٹر انجمن پنجاب نے اپنے دعوی کو بدل دیا اور برخلاف

کہ دو حال سے خالی نہین یا تو پنجاب کے لوگون نے سید صاحب کے عقیدون کو قبول
کر لیا یا سید صاحب نے اپنے عقیدون سے توبہ کی مذہبی اتفاق کی یہی دو صورتین ہین
ب ہم اڈیٹر انجمن پنجاب سے خاص خطاب کر کے نہایت عاجزی کے ساتھ التماس کرتے ہین کہ
اسوقت تک جو سید صاحب کے عقیدے ہمکو اُن کی تفسیر وغیرہ سے معلوم ہوئے ہین انہین
سے بعض یہہ ہین (اسکی تفصیل و تمثیل مین اڈیٹر اعظم نے بارہ عقاید و اقوال سید احمد خان
کے بیان کئے ہین - جیسے قرآن مجید کا آنحضرت کے وجود سے خارج الوجود جبرائیل کے ذریعہ
سے نازل نہونا (۲) کسی حدیث کا (خواہ صحیحین کی ہو) لایق اعتبار نہونا (۳) ملایکہ و شیطان
سے صرف قوائے مراد ہونا (۴) معجزہ و کرامت خارق عادت کا نہ ہو سکنا (۵) حضرت موسے
کے لئے دریا کا نہ پھٹنا (۶) قرآن مین معجزہ فصاحت نہ ہونا (۷) مسیح کا یوسف نجار کے
نطفہ سے پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ اسکے بعد سوال کیا ہے) پنجاب کے تمام مسلمانون نے سید صاحب
کے ان تمام عقیدون کو قبول کر لیا اور مخالف مذہب اسلام کے نہ سمجھا یا سید صاحب نے ان تمام
عقیدون سے توبہ کی اور رجوع کیا - ہم اس سوال کا جواب مولوی الفت حسین صاحب اور
میان رجب الدین صاحب غیرہ وغیرہ سے چاہتے ہین اور فلان فلان اوڈیٹر سے استفسار
کرتے ہین کہ تحریر اڈیٹر انجمن پنجاب کہان تک صحیح ہے - ہم جناب **ابو سعید** مولوی **محمد حسین**
صاحب لاہوری اڈیٹر اشاعۃ السنہ سے بھی پوچھتے ہین کہ کیا واقعی آپ کے فرقہ کے لوگ
بھی امور دین مین سید صاحب کے ساتھ ہو لئے × × ہمکو پنجاب کے غیر مقلد فرقہ کے لوگون سے

بیان سابق یہہ لکھدیا ہے کہ ہمنے کبھی نہین لکھا کہ پنجاب کے سب فرق کے مسلمان امور دین مین اُنسے موافق ہوگئے ہین البتہ اسبات کو ہم دوبارہ لکھتے ہین کہ اب لاہور کے مسلمان سید صاحب کو کافر نہین سمجھتے اور جو اُنکی قوم سے پہلے نکل چکا تہا کہ سید احمد خان کے عقاید سنکر لوگون کی غلط فہمی و مخالفت بالکل دور ہوگئی اسکا مطلب و سبب آپنے یہہ بتایا ہے کہ مسلمانون کے عقاید مسلمہ اور ارکان اسلام کا سید احمد خان نے اعتراف و اقبال کیا ہے نہ یہہ کہ

جو سید صاحب کے معتقدین مین شامل ہوگئے سب سے زیادہ تعجب ہے کیونکہ یہہ فرقہ عمل بالحدیث کا مدعی ہے اور حدیث کے مقابلہ مین ائمہ مجتہدین کے اقوال کو بھی نہین مانتا۔ باینہمہ ایسے شخص کے معتقد جو علانیہ بخاری اور مسلم کے حدیثون کا بھی منکر ہے"۔ (دیکھو [illegible] ۱۹)

† چنانچہ اخبار نمبر ۷ جلد ۱۵ مین آپ فرماتے ہین اب ہم اپنے ہم عصر کے خدمت مین عرض کرتے ہین کہ اس لکچر مین سید صاحب نے ان تمام عقاید کا اعتراف کیا جو مسلمان ہونیکے لئے ضروری ہین چنانچہ اونہون نے توحید کا اقرار کیا۔ نبوت کا اقرار کیا غرض پورا کلمہ بر زبان کیا اور باقی چار ارکان اسلام یعنے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کو تسلیم کیا اور کہا کہ مین انکو اسیطرح فرض جانتا ہون جسطرح ایک جاہل سے جاہل مسلمان فرض سمجھتا ہے ہر مسلمان کے عقیدے کے موافق یہہ باتین اصول اسلام ہین اور جو شخص انپر ایمان لاوے اُسکی تکفیر مذہبا ناجایز ہے۔ اب اگر اہل اسلام لاہور نے جنمین ہر فرقہ کے لوگ شامل تہے سید صاحب کو یہہ عقاید معلوم کرکے پورا مسلمان سمجھا تو کیا گناہ کیا اور ہم صاحب اخبار اعظم کی خدمت مین کمال ادب سے گزارش کرتے ہین کہ ہمنے کبھی نہین لکھا تہا جیسا کہ شاید اونہون نے سمجھا ہے کہ پنجاب کے سب فرقہ کے مسلمان امور دین مین اُن سے موافق ہوگئے × × × × × × × اس لکچر کے ساتھ اسبات کا ذکر بھی بیجا نہ ہوگا کہ جناب مولوی الطاف حسین صاحب کا بانی التفسیر سمجھنے مین ہمنے کسیقدر غلطی کی تہی ہم مولوی صاحب کا ہر موقع پر داد دینا صدق دل سے سمجھتے رہے لکچر کے بعد بعض آدمیون سے ہمنے یہہ بھی سنی کہ مولوی صاحب نے جو کچھ کیا

نتیجہ مسلمانون نے سید احمد خان کے نیچری عقاید کا اتباع کیا - اور جو انہون نے بعض مجالغیر سید احمد خان صاحب کا تائب ہونا بیان کیا تہا اُسکی نسبت یہہ فرمایا ہے کہ اسمین ہمنے کسیقدر نہین کے ہے جو کچھ اُنکے مخالف نے بطور ہنسی تمسخر کہا تہا اسکو ہمنے دلی توبہ سمجہہ لیا تہا -

نتیجہ **بیان صداقت نشان** اڈیٹر انجمن پنجاب کا اسی قابل تہا کہ اسپر فریقین (موافقین و مخالفین سید احمد خان صاحب) کا اتفاق ہوجاتا اور سلسلہ بحث و نزاع قطع ہوجاتا کیونکہ اسمین اتفاقی اصول و ارکان اسلام پر اتفاق ہوجانیکا بیان تہا نہ عام مسلمانون کے اُن خصوصیات بیجہ کا جنکو سید احمد خان صاحب نہین مانتے اور نہ سید احمد خان صاحب کے اُن نیچری عقاید پر جنکو نتیجہ مسلمان بُرا سمجہتے ہین - مگر **افسوس** فریقین نے اسپر اتفاق نہین کیا - آپ کے مخالفین نے تو آپ کی اِس مجمل اقرار اصول و ارکان اسلام کو ناراستی (یا تقیہ) پر حمل کیا اور صاف کہدیا ہے یہہ سب زبانی جمع خرچ † ہے - دل سے اُنکو اِن باتون کا اعتراف نہین ہے -

---

اور کہا صرف تمسخر سے تہا لیکن بفحواے ظنوا المومنین خیرًا کے ہمنے ایسے خیال کو دلمین جگہہ نہ دی × × × جہانتک ہمکو یاد ہے لکچر مین نیچریت کی کوئی بات نہ تہی - افسوس ہے کہ مولوی صاحب کے الفاظ پورے پورے بہت کم آدمیون نے سُنے اور اسی سبب سے لوگون کو غلط فہمی واقعہ ہوئی "

† یہہ صاحب اڈیٹر اخبار مشیر قیصر ہین اسکے نمبر ۱۱ جلد ۸ مطبوعہ ۱۱ مارچ مین فرماتے ہین - "اسلام کی ادعا مین ہمارے سید صاحب ہادر کو کمال ہے آپنے پنجاب کے سفر مین اسلام کی سب باتون کا قرار کرلیا اور صاف صاف کہدیا کہ مین نماز روزہ کو دل سے پسند کرتا ہون ماشاءاللہ زبانی جمع خرچ اسکو کہتے ہین اسوقت فردق کی پیشین گوئی پر خواہ مخواہ صاد کرنیکو جی چاہتا ہے (رباعی) جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال ؛ دیکہتا ہون مین اب وذوق یہہ انکا احوال ؛ جسطرح سے کہ ہنسا دینے کو بیدینون کے ؛ نقل کرتا ہے مسلمانون کی کوئی نقال ؛ فاعتبروا یا اولی الابصار (دیگر) ہین قول ہمرے باتین بنانے کے اور اور فعل بہی ہین کہانے کرانیکے اور ؛ مشہور ہے یہہ مثل کہ ہاتہی کے دانت ؛ کہانیکے اور ہین دکہانیکے اور ہ"

اور آپکے **موافقین** نے آپ کی اس مجمل اقرار کو ایسی تفصیل پر† حمل کیا ہے جسکی عام مسلمان قایل نہین وہی لوگ قایل ہین جو نیچری کہلاتے ہین۔

† یہہ صاحب کوئی **نیچری مسلمان** ہین جو اپنے تئین مسلمان کے نام سے موسوم کرکے ایک طولانی تقریر اس مضمون کی **پنجابی اخبار** لاہور نمبر ۲ جلد ۲۰ مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۴ء مین شایع فرماتے ہین جسکی شروع مین ہے "جو کچھہ ۱۱ فروری کے نیر اعظم مین ہمارے اور ہمارے ملک کی نسبت چھپا اور نیز ہمارے سامنے سید صاحب کے چند غلط عقاید پیش کرکے ہمسے دریافت کیا ہے کہ جسحالت مین سید صاحب کے ایسے عقاید ہین تو تم لوگون نے سید صاحب کی ایسی تعظیم کیون کی اور اپنا پیشوا کیون مانا ہے ؟ پس ہمکو جو کچھہ سید صاحب کے عقاید کی نسبت معلوم ہے پبلک کے سامنے پیش کرکے انصاف پذیر صاحبون سے دریافت کرتے ہین کہ آیا یہہ مخالفت اسلام کی ہے ؟ یا علماء وقت کی ؟ جنہین وہ خود ہی مختلف ہو رہے ہین۔ سب سے پیشتر ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ دنیا مین انسان کو خدا نے مختلف طبایع پر پیدا کیا ہے جسکے سبب ہر ایک فرد بشر کی رائے۔ پسند۔ اور سمجھہ بوجھہ بالکل مختلف ہے (اس موقع پر ہم دو شخصون کی نظیر دیتے ہین جنکو زمانہ ابوجہل اور حضرت عمرؓ پکارتا ہے) جسکے سبب ایک گروہ ایک بات کو پسند کرتا ہے دوسرا اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اب ضرور ہوا کہ کوئی معیار انسان اپنے لئے ایسے مقرر کرے جس سے اپنی صداقت اور دوسرون کی غلطی کا فیصلہ کرے وہ کیا ؟ وہ ایک کتاب ہے جو خدا نے اپنے ہاتھہ سے اپنی قلم سے لکھی جسکو لوگ نیچر یا فطرت اللہ کہتے ہین۔ (اس تمہید کے بعد آپ نے جبرائیل علیہ السلام کا صرف قوت ہونا اور بوجود خارجی موجود اور مجسم دکھائی نہ دینا اور قرآن کا ایسے جبرائیل (موجود بوجود خارجی محسوس و مرئی) کے ذریعہ سے نازل نہ ہونا ایسا ہی شیطان کا بوجود خارجی موجود نہونا۔ اور آنحضرتؐ سے معجزہ خرق عادت کا صادر نہ ہونا۔ جنت مین وجود نعیم جسمانی تسلیم کرنیسے اسکا چکلہ بنجانا۔ مسیح کا بلا پدر پیدا نہونا۔ حضرت موسی کی لاٹھی مارنے سے دریا کا نہ پھٹنا اور نہ ٹھہر جانا۔

اس اختلاف مین فریق اول نے تو اپنی تجویز مین سوء ظنی کے سبب صرف اپنا نقصان کیا ہی
فریق ثانی نے سید احمد خان صاحب کا نقصان کیا اور انکی حکمت عملی اقرار اجمالی کا خلاف
کیا اور انکا کیا کرایا کھویا اونہون نے اس تحریر ل تفصیل سے اُس سوء ظنی کو اور بڑہایا اور مستحکم
کر دیا اور لوگون کو یہہ جتا دیا کہ تم یہہ نہ سمجھہ لینا کہ سید احمد خان صاحب نے عام مسلمانون کے عقاید
کو مان لیا ہے اور اُن سے اتفاق کیا ہے - اس اجمالی اقرار سے اُن کی وہی مراد ہے جو انکا
قدیمی اعتقاد ہے - ان حضرات (انکے نادان دوستون) نے اپنی طرفسے تو انکی خیرخواہی
اور دوستی کی ہے مگر حقیقت مین یہہ پوری دشمنی ہو گئی - اسی جگہہ سے کہا گیا ہے کہ نادان
دوست دانا دشمن سے بدتر ہے -

اس ہمہ قسم اختلاف پر ہمارا ساکت رہنا اور ان مختلف آراء اور اصل محل نزاع کی
نسبت اپنی رائے ظاہر نکرنا سخت حیف و تعجب کا موجب ہوگا خصوصاً اس حالت مین کہ ہماری
قوم کے لوگ موافقت مذہب نیچریہ سے متہم و بدنام ہو چکے ہین - اور ہمارے معاصرین ہمسے
خصوصیت کے ساتھ اصلی حقیقت کے مستفسر ہوئے ہین لہذا ہم اپنی رائے اس اختلاف اور
اصل محل نزاع کی نسبت ظاہر کرتے ہین -

ہماری رائے ناقص مین اڈیٹر اخبار انجمن پنجاب کا پہلا بیان (مندرجہ نمبر ۲ جلد ۱۵
انجمن پنجاب) صحت و صداقت سے کوسون دور ہے (۲) اور اسکے بہروسے اڈیٹر
شیر قیصر کا اہل پنجاب کو بہولا قرار دینا اور بھی دور اور رجم بالغیب ہی (۳) اور ان بیان
پر اڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد کا استبعاد و استفسار بہت درست و با موقع ہے (۴) اور انکے

ویسا ہی بیان کیا ہی جو نیچریون کا اعتقاد ہے اور سید احمد خان صاحب کے تفسیر مین مذکور ہی اور اُس پر آپکے
تفسیر کے صفحات کو بطور شہادت نقل کر دیا ہی جسکے ملاحظہ سے ناظرین کو خوب یقین ہو سکتا ہی کہ ایک
سید احمد خان صاحب کے یہی عقاید ہین اور اس مجمل اقرار سے بہوت وغیرہ سے آپنے یہی عقاید مراد رکہی ہین اور ان ہی عقائد
کے ساتھہ اہل پنجاب نے انکو پیشوا مانا ہے - اونہون نے اعتقاد عام اہل اسلام قبول نہین کیا -

جواب مین اڈیٹر اخبار انجمن پنجاب کا **دوسرا بیان** (مندرجہ نمبر ۹ جلد ۵ انجمن اخبار) قرین صحت وصداقت اور لایق تسلیم ہے (۵) ایسکے اڈیٹر مشیر قیصر کا ماننا اور سید احمد خان کے اقرارون کو (جو اسمین منقول ہین) ناراست بیانی پر حمل کرنا بلا وجہ سوء ظنی ہے (۶) اور اسکے جواب مین **نیچری** مسلمان کا مضمون (منقول پنجابی اخبار نمبر ۲ جلد ۲۰) خلاف واقع و غیر **صحیح ہونیکے علاوہ** منشاء و مقصد آنریبل **سید احمد خان** کے بہی مخالف ہے اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قایلہ اور دوستی نادان کا مصداق ہے

ہمارے یہہ **دعاوی ستہ** ہمارے بیان سابق مین ضمناً مدلل ہو چکے ہین اسمقام مین ہم بنظر افہام عوام (جو ضمنی باتون کو مشکل سے سمجھتے ہین) ما علم ضمناً کی تصریح اور ان دلایل کے تشریح کرتے ہین

ہمارے دعوی **اول** پر اڈیٹر انجمن پنجاب کا دوسرا بیان کافی اور روشن **دلیل** ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اسکا پہلا بیان صحیح نہین ہے - علاوہ بران اور متعدد وسایل اور ایک خاص مراسلت سی بہی ثابت ہی کہ جو کچھہ اخبار انجمن کے نمبر ۶ جلد ۵ مین مولوی سید الفت حسین صاحب و میان رجب الدین کی نسبت بیان ہوا ہے اس سے دونون صاحب کو **انکار** رہے -

مولوی الفت حسین صاحب کا اظہار متضمن انکار ہم اسلئے بلفظہ نقل نہین کرتے کہ جو انجمن پنجاب کے نمبر ۹ جلد ۵ مین انسے منقول ہے وہ اس سے بڑہکر اور لطیف تر ہے میان **رجب الدین** صاحب کا انکار قابل بیان و اظہار ہے انہون نے مولوی **محمد غضنفر** صاحب مدرس اورینٹل کالج لاہور کے قلم† سے اس مضمون کا خط لکھوا کر بہیجا ہے کہ مین اس جلسہ مین ذرا نہین بولا - ارادہ تو تہا

† دوسرے کی قلم سے لکھوانے کی یہہ وجہ ہے کہ میان رجب الدین صاحب خود لکھے پڑھے آدمی نہین ہین - اس سے اڈیٹر انجمن پنجاب کے اس مبالغہ کا کہ میان رجب الدین صاحب سرگروہ (اہلحدیث) کے سرگروہ ہین کا ہی ناظرین کو خوب اندازہ ہو سکتا ہی -

کہ کچھ بولوں مگر اس خیال سے کہ شاید ایک بات میرے نزدیک بہتر ہوا ور مین کہہ دوں اور میری
جماعت کے لوگ اسمین خطا پکڑین مین بالکل خاموش رہا - البتہ باہر نکلکر دو چار آدمیوں سے کہا
تہا کہ اسکے دیکھنے سید احمد خان صاحب کی (تحریر مین (جو لوگ بیان کرتے ہین) اور اس تقریر
مین زمین وآسمان کا فرق ہے یہان تو اس سے لغزش نہین ہوئی - اتنی بات کہین ممتاز علی
(متعلم بی اے کے گورنمنٹ کالج لاہور) نے سُن لی اور ایسے کئی اور آملے چپنے انکو الزام دینے
کے لئے کہا کہ تمہارا پیر تو یون کہتا ہے اور تم ایسے اور ایسے ہو - سو محمد اشرف (اڈیٹر انجمن پنجاب)
وممتاز علی وغیرہ ہما نے اس مطلب کی ٹکڑی کو (کہ اس سے یہان لغزش نہین ہوئی) تو بڑہا لکھدیا
اور باقی کو چھوڑ دیا جیسے کسینے لاتقربوا الصلوۃ کو لیلیا تہا اور انتم سکاری کو چھوڑ دیا تھا -

دعوی دوم وسوم پر یہی دلایل کافی ہین جب پہلا بیان اڈیٹر انجمن پنجاب صحیح نہ ہوا
تو بناءً علیہ اڈیٹر مشیر قیصر کا اہل پنجاب کو بہولا کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور اڈیٹر اخبار نیر اعظم کا
استبعاد و استفسار کیون صحیح اور واجبی نہ ہوگا -

دعوی چہارم کی صداقت پر یہہ دلیل ہے کہ وہ اس شخص کی نسبت ایک ایسی تجویز وفیصلہ ہے
جسکا خود اس شخص کو اعتراف ہی اور خارجی دلائل (جنکو ہم دعوی اول کے تائید مین پیش کر چکے ہین)
نیز اسکے مؤید ہین -

دعوی پنجم کی صداقت پر یہہ دلیل ہے کہ سید احمد خان صاحب کی اجمالی اقرارون
کے اور لوگ بھی بکثرت راوی ہین اور اجمال کو خواہ وہ ایک ایسے معنی کی نیت سے استعمال
کیا جائے جسکو مخاطب سمجھین لغتہ وشرعاً وعقلاً ناراستی نہین کہا جا سکتا - اور کیا بعید ہے
کہ سید احمد خان صاحب نے اس مجلس مین اس اجمال سے وُہی تفصیل مراد رکھی ہو جو عام اہل اسلام
کے اعتقاد مین ہے اور اُپنے نیچری عقاید مندرجہ تفسیر سے توبہ کر لی ہو - چنانچہ لکچر لودہیانہ کے
بعض الفاظ کہ ہمارے باپ آدم کو شیطان نے دہوکا دیا وغیرہ وغیرہ جو تفسیر کے مخالف ہین
اس احتمال کے موید ہین -

دعوی ششم کی صداقت پر یہہ دلیل ہے کہ نیچری مسلمان کا مضمون (نمبر ۳ جلد ۲۰ پنجابی اخبار) صاف صاف بتا رہا ہے کہ سید احمد خان نے اجمالی اقرار توحید و رسالت سے وہ معنی مراد نہین رکھے جو عام مسلمان مراد اور اعتقاد رکھتے ہین بلکہ اس سے اُنکی مراد وہی اعتقاد ہین جو نیچریون کے عقاید ہین۔

مثلاً خدا تعالی سے (جسکو اونھون نے خدائے واحد مانا ہے) وہ **خدا مُراد نہین** جو اس عالم (ممکنات اور اُسکے اوصاف و حالات جنکو یہہ حضرات نیچر کہتے ہین) مین جو چاہے تصرف کرے۔ سورج کو مغرب سے نکالے۔ چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ لاٹھی کا واقعی سانپ بنا دے باپ کے سوا بیٹا پیدا کر سکے۔ بہتے دریا کو ایک لاٹھی مارنیسے پھاڑ کر کھڑا کردے وعلی ہذا القیاس **بلکہ** اس سے ایسا خدا مراد ہے جیسا کہ **معزول نواب ٹونک** کہ وہ جو کر سکتا تھا پہلے کر چکا اب اپنے بادشاہت مین ایک ذرہ تبدیل و تغیر کا اختیار نہین رکھتا **رسول** سے اُنکی **مراد ایسا رسول نہین ہے** جسپر اوپر یا خارج سے وحی و قرآن نازل ہوا ہو۔ جسکو کوئی شخص متشکل اور موجود بوجود خارجی (جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہین اور اُسکو جبرائیل کہتے ہین) آسمان سے لیکر آیا ہو **بلکہ** اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے دل و دماغ کی بناوٹ ہے ایسی ہے کہ وہ اپنے آپ قرآن اور احکام حلال و حرام بناتا اور ایک مشین (کل) کیطرح اپنے آپ نکالتا چلا جاتا ہے۔ اُسکی بنائی ہوئی کلام و احکام کو خدا کا کلام اور احکام صرف اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس دل و دماغ کا (جس سے وہ کلام و احکام سرزد ہوئے ہین) بنانیوالا خدا ہے ورنہ بظاہر وہ اُسی شخص کا کلام و احکام ہین جسنے انکو بنایا۔

---

† اس قسم کا رسول بانی سید احمد خان صاحب نے کالون اور لوتھر اور بابو کیشب چندر سین و رسوامی دیانند سرستی کو بھی مان لیا ہے (دیکھو تہذیب الاخلاق ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ ہجری) پس اگر سر بقول نیچری مسلمان جو اس اجمالی اقرار رسالت کو اس نیچرل تفصیل پر حمل کرتے ہین ہم ایسا ہی آنحضرت کو رسول مان لیا تو اسلام یا تو مسلمانون پر کیا احسان کیا اور اپنا کیا بنایا اس معنے کر اور ایسے لوگون کو رسول ماننے سے تو کبھی کوئی مسلمان کے خیال مین مسلمان نہین ہو سکتا

اور ظاہر ہے کہ اس اجمال کی یہہ تفصیل سید احمد خان صاحب کی اس غرض سے (جسکی نظر سے اونہون نے اجمال اختیار کیا تہا) بالکل مخالف ہے۔ غالباً اسوقت یہہ تفصیل کوئی کرنا چاہتا تو صاحب موصوف ہرگز اسکی اجازت نہ دیتے اور اگر بلا اجازت آپ کی کوئی اسوقت یہہ تفصیل کرہی دیتا تو جن لوگون نے (بقول اڈیٹر انجمن پنجاب) آپکے مجمل اقرار سنکر انکو مسلمان قرار دیا تھا وہ یہہ تفصیل سنکر انکو ہرگز مسلمان نہ کہتے۔ اسی مجلس مین آپ پر فتوی کفر لگاتے یا اس مجلس سے الگ ہو جاتے۔ اب رہی یہہ بحث کہ یہہ تفصیل حق۔ نفس الامر۔ قران اور اسلام کے کیون مخالف ہی (جسکی طرف ہمنے سابقاً اشارہ کیا ہے) سو اسمقام مین اجنبی ہے۔ علاوہ بران یہہ بحث اشاعۃ السنہ جلد ۲ و ۳ و ۴ و ۵ وغیرہ مین بسط و تفصیل کے ساتھہ ہو بھی چکی ہے اسلئے بہی اس بحث سے تعرض بلا ضرورت تکرار ہے جو اشاعۃ السنہ کی طرز و عادت کے مخالف ہے نیچری مسلمان نے ان طے ہوئے ہوئے جھگڑے بھگتائے مسایل کو ناحق چھیڑا۔ اور اگر انکے نزدیک ہماری بحث و بیان سابق مین کوئی محل اعتراض تھا تو اسکو بیان کیا ہوتا یہہ کیا ہمت وحمیت کی بات ہے کہ جن باتون کا جواب انکو ایک دفعہ نہین کئی دفعہ مل چکا ہے ان ہی کا اعادہ کر دیا اور ہمارے جوابات کا جواب نہ دیا۔ ہم اس روش کو پسند نہین کرتے اسلئے ان مسایل کے جوابات سے اب تعرض کرنا نہین چاہتے۔

اس مقام مین ہم اشاعۃ السنہ کے اُن مواضع کی جنمین اُن مسایل کا جواب دیچکے ہین فہرست ناظرین کو دکہاتے ہین اور ان کے ساتھ ان مسائل کے مواضع بیان کل تالیفات سید احمد خان سے بہی پتہ بتاتے ہین تاکہ کوئی صاحب یہہ نہ کہین (جیسا کہ نیچری مسلمان نے بمقابلہ نیر اعظم کہدیا ہے) کہ ان مسایل کے سید احمد خان صاحب قائل نہین یہہ لوگ توڑ مروڑ کر اُن مسایل کو ان کے ذمہ لگاتے ہین۔ وہ فہرست یہہ ہے

نمبر	مسئلہ نیچریہ	مواضع ذکر آن از تصانیف سید احمد خان	مواضع جواب آن از اشاعۃ السنہ
۱	نیچر (یا قانون قدرت) کا نہ بدلنا اور خدا تعالیٰ کا اس تبدیل پر قادر نہونا	تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۶ بابت ۱۲۹۱ھ و تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ	نمبر ۳-۶-و ۸ جلد ۲ نمبر ۱۱-۱۲ جلد ۳ نمبر ۸ جلد ۴ جس میں صاف ثابت ہی کہ نیچر کوئی مشخص و مقرر چیز ہی نہیں اسکا نہ بدلنا کیا معنی-
۲	جبرئیل وغیرہ ملایکہ کا بوجود خارجی موجود نہونا اور قرآن مجید کا اوپر یا خارج سے نازل نہ ہونا-	تفسیر نیچری صفحہ ۲۶-۲۷-۲۸ و ۴۲-۴۸ وغیرہ	نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ جلد ۳ نمبر ۱ جلد ۴ وغیرہ-
۳	شیطان اور اُسکی ذریات کا موجود بوجود خارجی اور قصہ آدم و ابلیس کا واقعی نہونا	تفسیر صفحہ ۵۲ وغیرہ	نمبر ۱ و ۵ جلد ۴ وغیرہ
۴	احادیث نبویہ کا (خواہ صحیحین کے ہوں) ناقابل اعتبار ہونا	تہذیب نمبر ۲ جلد ۲ بابت ۱۲۸۸ھ	نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ جلد ۵ وغیرہ
۵	بہشت کو بفرض نعیم جسمانی خرابات (چکلہ) قرار دینا	تفسیر صفحہ ۳۴	نمبر ۵ و ۶ جلد ۳ وغیرہ
۶	معجزہ کا خارق عادت نہ ہونا-	تفسیر صفحہ ۱۲۹ وغیرہ	نمبر [illegible] جلد ۳ وغیرہ
۷	حضرت موسیٰ کی لاٹھی مارنے سے دریا کا پھٹ کر ٹھہرانہ ہونا-	تفسیر صفحہ ۸۲ وغیرہ	نمبر ۱۱ جلد ۳ نمبر ۵ جلد ۴ وغیرہ
۸	حضرت مسیح علیہ السلام کا بلا پدر پیدا نہونا	تفسیر جلد ۲ صفحہ ۲۲	نمبر ۲-۳- و ۵ جلد ۴ وغیرہ

وعلی ہٰذا القیاس بقیہ مسایل نیچری مسلمان کو سمجھنا چاہیے -

یہہ اُن مختلف آرا کی نسبت ہماری رائے ہے جنمین کسیقدر اصل محل نزاع (نتیجہ سفر و لکچرز سید احمد خان بہادر) کی نسبت بہی رائے مذکور ہوئی کہ وہ مذہبی کامیابی نہین ہے - مذہبی کامیابی اس سفر یا آپ کے لکچرز کا نتیجہ تب تسلیم کیا جاتا جبکہ کم سے کم ایک مسئلہ ہی مذہب نیچریہ کا آپکی زبان سے کسی لکچر مین نکلتا اور وہ عام مسلمانون مین یا خاص کسی مسلمان کے نزدیک تسلیم کیا جاتا - اور جس حالت مین باعتراف آپ کے احباب و انصار کے آپکی لکچر مین نیچریت کی کوئی بات ہی نہین ہوئی تو کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا لکچر سنکر کوئی مسلمان نیچری ہو گیا ہے اور ہدایت اور اشاعت مذہب نیچر ہی اس سفر کا نتیجہ ہے -

اس رائے کے علاوہ چند باتین ہم آپ کے لکچرون کی نسبت اور لکہنا چاہتے ہین جس سے مقصود صرف آپکے اور آپکے ہم خیال احباب کی خیر خواہی ہے نہ کسی بحث قائم کرنا (جسکو ہم مدت سے چہوڑ کر چکے ہین) اور نہ کسی کا ذاتی عیب پکڑنا (کیونکہ اس سے غالباً کوئی عام نتیجہ نہین نکلتا) لہذا آپ اور آپکے احباب ان باتون کی طرف توجہ کرین تو فایدہ جانبین سے خالی نہین ہے -

وہ یہ ہین

اس سفر پنجاب مین جو لکچرز اور سپیچین آپنے متعدد مقامات (لودیانہ - جالندہر - امرتسر گورداسپور - لاہور وغیرہ) مین دی ہین اور وہ اخبار رفیق ہند و انجمن پنجاب وغیرہ مین شایع ہوئی ہین وہ اسوقت ہمارے سامنے رکہی ہوئی ہین - انمین جو مسلمانون کی حالت ضعف و تنزل بتائی ہے اور انکو ترقی قومی و ہمدردی اسلامی یا ملکی کی جوش کے ساتھ رغبت دلائی گئی ہے اسپر ہم صاد کرتے ہین اور آنریبل سید احمد خان کی اس دلسوزی و عرق ریزی کے ہم دل سے شکر گزار ہین اور خدا سے دعا مانگتے ہین کہ حق تعالی اس بڈہے (مگر ہمت کے نوجوان) کو مسلمانون کی دنیاوی ترقی کی ترغیب

کے لئے کچھہ عرصہ اور زندہ رہے یہانتک کہ خود انہین اِس قسم کا جوش ترقی دُنیاوی پیدا
ہو۔ مگر اِن تحریرون مین بعض باتین آپ کی زبان سے ایسی سرزد ہوئی ہین جنسے
ہمکو اتفاق نہین ہے۔ اِس اختلاف مین ہماری راے کو جناب ممدوح اور آپکے احباب
مصیب پائین تو اسکی طرف توجہ فرماوین

اول۔ لودہیانہ کے لکچر اور امرت سر کے جواب ایڈریس مین آپنے مذہبی اختلاف کے ہوتے
دُنیاوی اتحاد قائم رکہنے کی یہہ **تجویز** بتائی ہے کہ انسان کے خیالات کے دو حصے ہین۔
ایک وہ حصہ جسکو خدا سے تعلق ہے (یعنی ابنائے جنس سے اُسکو کچھہ علاقہ نہین) وہ حصہ
اعتقاد اور مذہب کے لئے چھوڑ دو۔ دوسرا حصہ انسان سے تعلق رکہتا ہے (یعنی اُسکو
خدا سے اور مذہب سے کوئی علاقہ نہین) وہ باہمی اتحاد۔ اتفاق یکدلی و یگانگت ہے۔
اس سے آپس کے برتاؤ مین غرض و تعلق رکہو"۔

اِس **تجویز** کے **نتیجہ** سے تو ہمکو اتفاق ہے ہم بھی یہی کہتے ہین کہ مذہب اپنا اپنا رہے
اور دُنیاوی کامون اور اغراض مین ایک دوسرے سے متفق ہو جائے مگر آپ کے ان
دعاوی اور مقدمات سے کہ باہمی اتحاد کو مذہب سے کچھہ تعلق نہین مذہب کو اتحاد و
اتفاق سے علاقہ نہین" ہمکو **اختلاف** ہی۔ ہمارے نزدیک یہہ طریق اتحاد و اتفاق
عین مذہب کی ہدایت ہی **اور** جو حصہ ہمارے خیالات کا خدا سے تعلق رکہتا ہی اور وہ مذہب
کہلاتا ہے **وہی** ہمکو یہہ طریق معاشرت بتاتا ہے۔ کہ ہم اپنے مخالفین خیال سے اسلامی
بھائی ہون (جو صرف بعض فروعات مین باہم اختلاف رکہتے ہین) خواہ اقوام غیر (جو اصولاً
و فروعاً مسلمانون سے مختلف ہین) دُنیاوی امور و اغراض مین اچھی طرح سے میل جول
رکہین اور حسن معاشرت و اتفاق سے دُنیاوی کام کرین۔ اِس باب مین ہم ایک مستقل
مضمون "مذہب و معاشرت" لکھہ چکے ہین جو اشاعۃ السنہ جلد ۲-۳-۴ کے متعدد پرچون
مین شایع ہو چکا ہے۔ اور ہمارے مضمون "کفار کی نوکری" مین جو نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۵ مین

شایع ہوا ہے نیز اسکی تائید پائی جاتی ہے سید احمد خان صاحب کے معتقدین ان پرچون
کو ملاحظہ فرمائینگے تو امید ہے ہمارے اس اختلاف کی قدر کرینگے - اور آپ کے ان دعاوی
کو لایق ترمیم یا نظر ثانی قرار دینگے -

دوم - لودہانہ کے لکچر مین آپ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ بنظر ثواب آخرت قومی کام (مسجد مین
خانقاہین بنوانا خیرات صدقات دینا) کرتے ہین وہ یہہ سب کام ذاتی منفعت اور خود
غرضی کے لئے کرتے ہین - قومی ہمدردی اور ابناے جنس کی بھلائی کے لئے نہین کرتے
اور فرمایا جبتک یہہ جوش پیدا نہ ہو کہ جو کام کرین وہ قوم کے لئے کرین نہ اپنے ثواب آخرت
کے لئے اُسوقت تک قومی ہمدردی کا جوش پیدا نہین ہوتا - **پھر آپنے** اسکی تائید و
تمثیل مین اپنی قوم کا یہہ حال **بیان کیا ہے** کہ اگر کوئی ایسا کام کیا جاوے جو قوم کے
لئے نہایت ضروری ہے مگر لوگون کے خیال مین اس سے ثواب آخرت کی کچھہ توقع نہ ہو -
تو بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو اسکی طرف توجہ کرین اور **مہذب** و تعلیم یافتہ اقوام (یورپین)
کا یہ حال بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ خالص قومی ہمدردی اور خالص قومی بھلائی کے کامون
مین بلا خیال ثواب آخرت کوشش کرتے ہین" -

اس قول سے جناب کے ہم کسیوجہ سے اتفاق نہین کرسکتے اور اسکو **عقل و نقل** (شرع)
دونون کے **مخالف** سمجھتے ہین

عقل سے اُسکی مخالفت کی وجہ یہہ ہے کہ بلا غرض ثواب آخرت قومی کام کرنے
سے اگر آپکی مُراد ہے کہ اس کام مین انسان کی اصلاً و مطلقاً کوئی غرض و نیت نہ ہو بلکہ
قومی کام کرنا انسان کا ایک نیچرل (طبعی) امر ہو جائے **تو** اسمین انسان کو رتبہ انسانیت
سے گرانا اور اس فعل مین بہایم وحوش اور طیور کا ہم رتبہ بنانا ہے - یہہ ہمدردی طبعی بلا نیت
و ہمدردی (سوچ) تو حیوانیت کا خاصہ ہے - وہی ہین جو اپنے افعال کے مقاصد و اغراض سوچ
نہین سکتے وہی ہین جو صرف طبعاً بلا سوچ اغراض و نتایج ایک دوسرے سے ہمدردی

کرتے ہین - بندر - شیر - چڑیا - مرغی - کتا - بلی اسی طبعی ہمدردی سے اپنی اولاد کو پالتے ہین اور اپنے جوڑون ہم جنسون سے اُنس رکہتے ہین انہین سے بعض پر کوئی حملہ کرے یا تکلیف دے تو باقی اسکی مدد اور ہمدردی مین شریک ہو جاتے ہین اور نہین تو کائین کائین اور شور و غل ہی کرتے ہین - پس اگر انسان مین صرف اسی قسم کی بلا غرض و بلا نیت ہمدردی پائی جاتی ہے تو اس عمل مین انسان کو حیوانات پر کچہہ مزیت و فوقیت نہین رہتی -

اور اگر **بلا غرض** ثواب آخرت قومی **کام** کرنیسے آپ کی یہہ مراد ہے کہ اس کام سے ثواب آخرت غرض نہ ہو **دُنیاوی غرض** ہو سو بہی ذاتی نہو **قومی** ہو تو اس مین دو وجہ سے کلام ہے -

پہلی یہہ کہ باتفاق عقلاء (جو آخرت کو مانتے ہین) آخرت کی اغراض و منافع دائمی اور ہمیشہ کے لئے باقی ہین - اور منافع و اغراض دُنیا سب کے نزدیک فانی - پہر فانی کو باقی پر ترجیح دینا اسکو چہوڑ کر اسکے طالب ہونا عقل سلیم کب پسند کرتی ہے وہ تو یہی کہتی ہے اٰثِروا مایبقی علی مایفنی - (یعنی جو باقی ہے اسکو باقی پر مقدم کرو)

دوسری وجہ یہہ کہ دُنیاوی غرض کے **قومی** نہ ذاتی ہونے سے اگر یہہ مراد ہے کہ صرف اپنی **ذات** کا نفع مدنظر نرکہے قوم کو بہی اسمین شامل کرلے تو یہہ امر **محل** نزاع نہین ہے مگر اس امر کو مسلمانون مین مفقود سمجہنا اور انکی نسبت یہہ گمان کرنا کہ وہ ایسا کام نہین کرتے جسمین قوم کا فایدہ ہو لائق تسلیم نہین - دُنیا مین ایسا کون مسلمان ہوگا جو اپنے قومی کام سے قوم کا فایدہ مدنظر نرکہتا ہو - جو لوگ مسجدین بنواتے ہین اُنکو اپنے نفع دُنیاوی (نام آوری) یا ثواب اخروی کے علاوہ یہہ بہی تو مدنظر ہوتا ہے کہ لوگ اس مسجد سے نفع اوٹہاوین نمازین پڑہین اور ثواب کماوین - اور اگر دُنیاوی غرض کی **قومی** نہ ذاتی ہونیسے یہہ مُراد ہے کہ اپنے فایدہ کے خیال کو بیچ مین سے نکال ڈالے اور اس فایدہ دُنیاوی

کو اپنی ذات کے سوا، قوم کے لئے مخصوص کردے تو مین نہین جانتا کہ دُنیا مین ایسا عقلمند ہمدرد کون ہوگا کہ اپنے آپکو قوم مین داخل نہ سمجھے اور باوجود حصول فایدہ ذاتی بلاضرر و نقصان فایدہ قومی اپنے فایدہ کے خیال کو قومی کامون سے نکال دیتا ہو یا اس نکال دینے کو شرط ہمدردی قومی خیال کرتا ہو یہ تب ہو جبکہ قوم مین داخل نہو یا اسکا فایدہ ذاتی قومی فایدہ کے نقصان کا موجب ہو۔

نقل سے اس قول جناب کے مخالف ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ اسلام ہمکو یہی سکھاتا ہے کہ ہم جو عمل کرین اسمین آخرت اور رضا پروردگار مدنظر رکھین۔ وہ صاف بتاتا ہے کہ جس عمل مین خدا کی رضا اور آخرت ہمکو مدنظر نہین وہ عمل ضایع و بیکار و موجب خسارت و ہلاکت ہے بلکہ غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وغیرہ کتب سماوی کا نازل ہونا اور انبیاء علیہ السلام کا بہیجا جانا صرف اِسی ایک مسئلہ کی تعلیم کے لئے ہے اِسکے سوا اور مسایل فروع و اصول و عبادات و اعتقادات کا رجوع اِسی مسئلہ کیطرف ہوجاتا ہے قرآن و حدیث اِس مسئلہ کی ہدایت و ترغیب سے پُر ہین۔ اِن سے پہلی کتابین بھی اسکے ذکر سے خالی نہین۔

قرآن مین ارشاد ہے جو اپنے عمل سے صرف دنیا چاہے اسکو ہم دُنیا ہین جو چاہتے

من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموما مدحورا ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها وهو مومن فاولئك كان سعيهم مشكورا (بنی اسرائیل)	ہین دیتے ہین سو بہی جس شخص کو ہم چاہتے پہر اسکے لئے دوزخ ٹہکانا ہے جسمین ملامت سے دہتکارا ہوا داخل ہوگا اور جو آخرت کی طالب ہین اور مومن ہین اُنکی کوشش کی قدر رہوگی۔
من كان يريد الحيوة الدنيا وزينتها نوف اليهم اعمالهم فيها وهم	اور ارشاد فرمایا ہے جو اپنے عمل سے صرف دنیا اور اُسکی زینت چاہتے ہین ہم اُن کے اعمال

لا یبخسون ۝ اولئک الذین لیس لهم فی الآخرة الا النار وحبط ما صنعوا فیها وبٰطل ما کانوا یعملون ۔ ہود ع۲

کی جزا انکو دُنیا مین پوری کر دیتے ہین جسمین وہ نقصان نہین پاتے اُن کے لئے آخرت مین بجز آگ کچھہ نہین انکا کیا کارت ہوا اور انکا وہ عمل باطل۔

من کان یرید حرث الآخرة نزد له فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنیا نؤته منها وما له فی الآخرة من نصیب ۔ الشوریٰ ع۲

اور ارشاد ہے جو آخرت کی کہیتی چاہتا ہی ہم اُسکی کہیتی بڑہاتے ہین اور جو صرف دُنیا کی کہیتی چاہتا ہی اُسکو ہم دُنیا کی کہیتی سے کچھہ دیدیتے ہین اور پہر اُسکا آخرت مین کچھہ حصہ نہین۔

یعلمون ظاهرا من الحیوٰة الدنیا وهم عن الآخرة هم غافلون ۔ (روم ع۱)

اور اُن لوگون کی مذمت مین جو صرف دُنیا کے طالب ہین فرمایا ہے۔ وہ ظاہری حیوة دُنیا کو جانتے ہین اور آخرت سے غافل ہین۔

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد (البقرة ع ۲۵)

اور اُن لوگون کی مدحت مین جو رضاء مولیٰ کے طالب ہین ارشاد ہوا ہی بعض اپنی جان کو خدا کی رضاجوئی مین بیچ ڈالتے ہین خدا اپنے ایسے بندون پر نہایت مہربان ہی

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء ولا شکورا ۔ (دهر ع۱)

اور فرمایا ہی کہ وہ یتیمون اور اسیرون کو کہانا کہلاتے ہین اور کہتے ہین ہم تم کو خدا کے لئے کہانا کہلاتے ہین اسکا عوض تم سے نہین چاہتے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص خدا ہی کے لئے لوگون سے

عن ابی هریرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

(جو نیک ہون) دوستی رکہی اور خدا ہی کی لئے

من احب لله وابغض لله واعطى لله
ومنع لله فقد استكمل الايمان —
(ابو داؤد والترمذی)

لوگون سے (جو بد ہون)* ناخوش رہے — اور خدا
ہی کے لیئے کسیکو کچھہ دے اور خدا ہی کے لیئے
جہان کچھہ نہ دینا ہو دینے سے رکے اُس نے
اپنے ایمان کو کامل کر لیا —

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم كل معروف صدقة
وعن ابن مسعود عن النبي صلعم
قال اذا انفق الرجل على اهله يحتسبها
فهي له صدقة
وعن سعد رضی الله عنه ان النبي صلعم قال
له انك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله
الا اجرت عليها حتى ما تجعل في فم
امرأتك (صحيح البخاری)
وفي بضع احدكم صدقة قالوا يا رسول الله
يأتي احدنا شهوته ويكون له فيها اجر
قال ارايتم لو وضعها في حرام اكان عليه
وزر فكذلك اذا وضعها في الحلال كان
له اجر — (صحیح مسلم)

اور نزدیک نیکی کی جو بات ہے وہ صدقہ و خیرات
میں داخل ہے یعنی اگر اسمین رضامندی خدا تعالی
اور ثواب آخرت کی نیت کرین چنانچہ فرمایا ہے
آدمی کا اپنی بیوی بچون کو بہ نیت ثواب خرچ
دینا خیرات میں داخل ہے —
سعد رضی اللہ عنہ کو آپنے فرمایا تو جو کچھہ بہ نیت رضا
مولے خرچ کریگا اسکا اجر پائیگا یہانتک کہ جو
لقمہ اپنی بیوی کے موہنہ مین دیگا اسکا اجر
بہی تجہے ملیگا —
اور فرمایا کہ جو تم اپنے اہلخانہ سے ہم صحبت ہوتے
ہو وہ بہی داخل خیرات ہے لوگون نے عرض
کہا یا رسول اللہ ہم تو اپنی شہوت رانی کرتے
ہین اسمین بہی اجر ہے — آپنے فرمایا بتاؤ اگر وہ
شہوت رانی حرام سے کرے تو اسپر بوجھ گناہ
ہوتا ہے یا نہین ایسا ہی اُسکو ثواب ہونا چاہیے — اگر وہ حلال سے کرے —

ان احادیث نے شرح کردی کہ جن کامون کو لوگ دنیا کے سمجھتے ہین وہ بہی بہ نیت ثواب
کرنیسے دین اور ثواب کے کام ہو جاتے ہین — اور ہر ایک عمل مین نیت ثواب لوازم کمال

* یہ ناخوشی اس فعل بد کی نظر سے ہونی چاہیے نہ اُس شخص کی ذات سے جسمین فعل بد پایا جاتا ہے اگر اسمین اور حسنات موجود ہین — اس باب
مین ہم عنقریب ایک مستقل مضمون لکھنا چاہتے ہین وبالله التوفیق —

ایمان سے ہے - پس جس نے کوئی کام (دنیا کا سمجھ خواہ دین کا) بلا نیت ثواب آخرت و رضا مولے کیا اور اس سے صرف دنیاوی منفعت کو پیش چشم رکھا - اُس نے اپنا وہ عمل ضایع کیا اور وہ خسارہ مین پڑا -

آیات و احادیث اسباب مین شمار سے باہر ہین مگر ہمنے بنظر اختصار ان چند آیات و احادیث کی نقل پر اکتفا کیا - اب معترض از راہ ہل سید احمد خان صاحب انصاف سے سوچین کہ آپ کا یہہ قول کہ قومی کام بلا خیال ثواب آخرت کرنا چاہیئے بشہادت عقل و نقل کیونکر صحیح ہو سکتا ہے -

سوم - لودہیانہ کے لکچر کے خاتمہ مین آپنے فرمایا ہے کہ ایک چھوٹا سا مدرسہ قایم کر کے اور ایک ہندوستانی سو ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار کا ہیڈ ماسٹر مقرر کر کے قومی تعلیم کا بندوبست کرنا بالکل ناممکن ہے - تعلیم اسوقت تک نہین ہو سکتی جبتک تعلیم گاہ اور مدرسون کی نسبت ایسی طریق پر نہو - خیال کرو تمہارے لڑکے کس صحبت مین ہین اور کن لوگون کے ساتہہ تعلیم پاتے ہین - قومی تعلیم ایسے مکان پر ہونی چاہیئے جہانپر کہین سے بیرونی صحبت کا اثر نہ پہنچتا ہو - قوم کے لڑکے آپسمین بورڈر ہونے ہم کالج ہونیکیوجہ سے محبت رکھتے ہین - آپ ہمارے محمڈن کالج کو دیکہین کہ آپسمین طالب العلم کیسا دوستانہ برادرانہ تعلق رکھتے ہین - ایکدوسرے کی بیماری مین کیسی مدد کرتے ہین - ایک دوسرے کی رنج و راحت مین کیسی شریک ہوتے ہین آپ اس بات کو خوب یاد رکہئے کہ قومی تعلیم کبھی علیحدہ علیحدہ نہین ہو سکتی اپنے اپنے طور پر بچونکو تعلیم دینا بچون کو سوائے غارت کرنے کے اور کچھہ نتیجہ نہین دیتا "

اس قول مین آپنے دو دعوے کئے ہین **اول** یہہ کہ علیگڈہ کالج مسلمانون کی عمدہ تعلیم و تربیت کا کافی ذریعہ ہے **دوم** یہہ کہ اگر مسلمان اپنی اپنی تعلیم کا اپنی اپنی جگہہ بندوبست کرین اور ایسے سکول قایم کرین جنمین ہندوستانی لوگ سو ڈیڑہ سو روپیہ کی تنخواہ والے ہیڈ ماسٹر ہون تو مسلمانون کے لڑکے بجای تعلیم و تربیت پانیکے ضایع و غارت ہو جائین گے -

ان دونو دعاوی کا نتیجہ یہہ نکلا کہ جبتک علیگڈہ کالج سے بڑہکر اور جگہہ مسلمانون کی تعلیم کا بندوبست نہ ہو تمام مسلمانان (پنجاب کے ہون خواہ ہندوستان کے) اپنے لڑکے تعلیم وتربیت کے لئے علیگڈہ کالج مین بہیجا کرین اور جو انکی تعلیم کے لئے وہ چندہ جمع کرین وہ بہی علیگدہ مین بہجوادیا کرین یہہ نتیجہ پہلے ہی سید احمد خان صاحب کے تمام ہمخیال احباب ومتبعین کے خیال مین جاگزین ہے اور جب کبہی مسلمانون نے اپنی تعلیم کا بقدر ہمت خود بندوبست کرنا چاہا ہے اُن کے احباب ومقلدین نے یہی بات فرمادی ہے - اس نتیجہ کے ایک مقدمہ (دعوی اول) کی نسبت جو خیال ہم رکھتے ہین اسکو نمبر ۲ جلد ۶ مین بضمن سٹرلمنٹ اور اسلام ظاہر کرچکے ہین اسمقام مین اُسکے دوسرے جز (دعوی دوم) کی نسبت اپنا خیال ظاہر کرنا چاہتے ہین اور اسکی طرف توجہ کرنیکی جناب کے احباب سے مضمون سابق (سٹرلمنٹ اور اسلام) مین التجا کرچکے ہین -

+ جب انجمن ہمدردی کی (خدا اسکو نیند غفلت سے جگادے اور اُسکے ممبرون اور معاونون کو قومی جوش دلادے) بنا قایم ہوئی اور اسکی اغراض مین ایک قومی مدرسہ تعلیم دُنیادی قایم کرنیکی تجویز پیش ہوئی تو ایک معزز جلیل القدر دوست سید احمد خان نے (جو ہمارے بہی دلی کرمفرما ہین) مجہے صاف یہہ بات کہی کہ سید احمد خان یا علیگڈہ کالج نے مسلمانون کی تعلیم کا کافی بندوبست کردیا ہے " -

ان ہی دنون ایک مقلد انریبل سید احمد خان نے رسالہ انجمن قصور مین ایک مضمون نیشن (یا قوم) پر لکہا - اس مین اس قسم کی کارروائیون کو قومی طاقت کا تفرقہ قرار دیا اور صاف لکہدیا کہ جابجا مدرسے اور سوسائٹیان قایم کرنا روپیہ کو ضایع کرنا ہے - سب کو ملکر علیگڈہ کالج کی مدد کرنا چاہئے - ان دنون ضلع ہوشیارپور مین قوم زمینداران مین ایک پرائمری سکول قایم کرنیکی تجویز درپیش ہے جسکے لئے چندہ بہی جمع ہوچکا ہے اسکی نسبت بہی سید احمد خان صاحب کے ایک مقلد نے یہی کہا ہے کہ یہان سکول قایم کرنے سے کیا فایدہ لڑکون کو علیگڈہ کالج مین کیون نہین بہیجدیتے غرض یہہ نتیجہ مدت سے اس گروہ مین متفق علیہ اور مسلم چلا آتا ہے - اسیوجہ سے ہمکو اسمین غور کرنیکی ضرورت پڑی ہے -

ہمارے خیال مین دعوی دوم جناب اور جو اس سے آپ یا آپ کے احباب نتیجہ نکالتے ہین کئی وجہ سے محل کلام ہے -

اول - یہہ کہ جا بجا مدارس قایم کرنا (اگر انکا اصول ایک ہو چنانچہ واقعہ مین بہی ایسا ہی ہے) قومی طاقت کی تفریق نہین ہے - تفریق تب ہو جب کہ انکی اغراض و اصول مختلف ہون اور انکا نتیجہ بہی مختلف نکلے - اور اگر عموماً تعدد و تکثر تفریق کہلاتا ہی تو چاہیے کہ جو ایک کالج مین مختلف کلاسین یا اُسکے ماتحت مختلف برنچین قایم ہوتی ہین وہ بہی تفریق متصور ہو جسکا شاید علیگڈہ مین بہی کوئی قایل نہین - اور اگر سید احمد خان صاحب اور اُنکے احباب موجودہ حالت مین مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا مدار و انحصار علیگڈہ کالج ہی مین سمجہتے ہین تو وہ بجائے اسکے کہ اور جگہہ مدارس قایم کرنیسے لوگون کو منع کرین یہہ ہدایت کیون نہین کرتے کہ جہان کہین مسلمان مدرسہ قایم کرین اُسکو علیگڈہ کے اصول پر بناوین یا علیگڈہ کالج کا برنچ قرار دیا کرین -

وجہ دوم یہہ ہمنے مانا کہ علیگڈہ کالج (قطع نظر اسکے مذہبی تعلیم اور یورپین تربیت و طریق معاشرت سے جنمین ہم پہلے مضمون سپلمنٹ مین کلام کر چکے ہین) دُنیاوی علوم کی تعلیم کا عمدہ ذریعہ ہے اور جہان کوئی مدرسہ یا سکول جاری ہی یا جاری ہونا چاہتا ہی وہ اُسکی نظیر نہین ہے اور نہ ہوگا مگر اسکا لازمہ یا نتیجہ یہہ نہین ہی کہ تمام ملک پنجاب و ہندوستان کے شہرون قصبات اور دیہات کی لڑکے تعلیم کے لئے علیگڈہ کو ہی جایا کرین - علیگڈہ کے سوا جہان کہین وہ پڑہین وہ بیکار و بے اعتبار ہی - حامیان علیگڈہ کالج علیگڈہ کالج کو بہت بڑہائین گے تو اسکو وہ نسبت و فوقیت دینگے جو ہمارے مقدس مشہد بیت اللہ کو اور مساجد روی زمین کی نسبت حاصل ہی کہ اسمین عبادت کرنا اور مساجد کی نسبت ہزارہا درجہ زیادہ موجب ثواب ہی مگر یہہ بات کعبہ کی نسبت کوئی نہین کہسکتا کہ جب کوئی نماز پڑہنا یا عبادت کرنا چاہی تو بجز کعبہ اور کسی مسجد مین نماز نہ پڑہی - پہر علیگڈہ کالج کی نسبت وہ نتیجہ کیونکر قابل تسلیم ہے -

† یہہ ایک نظیر ہے تمثیل نہین ہی اسپر کوئی اعتراض نہین کرسکتا کہ یہان ثواب سے تو بحث نہین پہر ایسی مثال جسمین ثواب یا [illegible] ثابت نہ ہو [illegible]

وجہ سوم - اگر یہہ نتیجہ ہی مان بھی لیا جاوے تو آخر اسپر عمل کرنیکے لئے کچھ استطاعت و قدرت بھی شرط ہونا چاہیے جیسا کہ حج کعبہ کے لئے بحکم مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا زاد و راحلہ شرط ہے پھر عام مسلمانان ہندوستان و پنجاب کو بلحاظ انکی موجودہ حالت اور قدرت و استطاعت کے علیگڈہ کالج مین اولاد کو تعلیم دینے کے لئے مکلف کرنا تکلیف مالا یطاق نہین تو اور کیا ہے -

علیگڈہ کالج کی تعلیم کی ادنیٰ شرط یہہ ہے کہ فی لڑکا دس روپیہ ماہوار فیس یا بیہدہ بورڈنگ ہوس داخل کرے اور مصارف سفر مواضع بعیدہ جو بعض موقع پر سفر بیت اللہ کے قریب قریب ہو جاتے ہین علاوہ برآن رہے - اب انصاف سے غور فرمانا چاہیے کہ یہہ شرط استطاعت ہندوستان و پنجاب خصوصاً دیہات کے مسلمانون مین فی صدی کسقدر مسلمانون مین پائی جاتی ہے - پھر علیگڈہ کالج کی دُہن پالش مین بے سوچے بن سمجھے ہر ایک کو بھی رغبت دلانا کہ اپنے بچون کو علیگڈہ کالج مین کیون نہین بھیجدیتے - تجربہ کارون اور دانا و ن سے کب زیبا ہے - سچ پوچھو تو یہہ کالج عام مسلمانون کی نظر و نسبت سے محمڈن کالج نہین ہے بلکہ راجگان و امیرون اور وزیرون اور دولتمند مسلمانون کا کالج ہے اسمین غریب مسلمان یا متوسط لوگون کے لڑکے ہرگز تعلیم نہین پا سکتے - چنانچہ ہواخواہان علیگڈہ کالج اس بات کی خود اقراری ہین پھر وہ کس مونہہ سے اور کس معنی کر کسی و ناکس کو جو تعلیم کا اپنے طور پر اپنی ہمت کے موافق بندوبست کرنا چاہتا ہے - کہتے ہین کہ تم اپنے طور پر تعلیم کا بندوبست نہ کرو اپنے لڑکون کو معہ زر چندہ جو تعلیم کے لئے فراہم ہو علیگڈہ کالج مین بھیجدو -

جس حالت مین انکو یقین ہے کہ عام مسلمان علیگڈہ مین اپنے لڑکے بھیجوا نہین سکتے تو انکو مقامی مدارس قایم کرنیسے روکنا مطلق تعلیم سے روکنا نہین تو کیا ہے -

علیگڈہ (جو اُن کے حقمین انکی موجودہ حالت اور علیگڈہ کالج کے مصارف کی نظر سے لنڈن یا پیرس کا بچہ ہے) تو وہ جانے سے رہے اور مقامی مدارس قایم کرنیسے

وہ بچون کو غارت کرنیوالے اور جمعیت قومی کو توڑنیوالی ٹھہرے اسکا نتیجہ بجز اسکے کہ وہ تعلیم کا نام ہی نہ لین اور کیا نکلتا ہے

ان وجوہات کو احباب سید احمد خان صاحب غور سے انصاف سے ملاحظہ فرما دین تو ان کو صاف اقرار کرنا پڑے کہ مسلمانون کی موجودہ حالت کی نظر سے اُن کے لئے ضرور ہے کہ جابجا حسب ضرورت اور موافق اپنی وسعت کی سکول و مدارس قایم کرین اور دس روپیہ ماہوار کے ملازم سے لیکر ہزار روپیہ تک (جیسا کہ ضرورت کا تقاضا اور وسعت کی اجازت ہو) مدرس و ہیڈ ماسٹر مقرر کر کے کام چلا دین۔ علیگڈہ کالج کے آس پر تعلیم سے محروم نرہین ۔

اس ضرورت کو ایک دفعہ آنریبل سیّد احمد خان بہی تسلیم کر چکے ہین جبکہ انہون نے انجمن ہمدردی کے مڈل سکول جاری کرنیکی تجویز پر اپنی مسرت ظاہر کی تھی اور علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین اس تجویز پر انجمن کو کامیابی کی بشارت تحریر فرمائی تھی۔ اب بہی اگر اُن کے اور انکے احباب کی توجہ ہو تو یہہ ضرورت اُنکے خیال مین آ سکتی ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اتباع و احباب سید احمد خان صاحب سے اُمید رکھتے اور التجا کرتے ہین کہ جو کچھ ہمنے آپ کے لکچرون کی نسبت رای زنی کی ہی یا اون کے سفر کی نسبت مختلف رائی معاصرین پر راے دی ہے۔ اُسکو ایک ناصح مشفق یا خیر خواہ کا کلام سمجھکر اسمین انصاف سے غور کرینگے۔ کلام مخاصمانہ سمجھکر اسکے رد و جواب کی طرف متوجہ نہ ہو جاوینگے۔

آیندہ اختیار

فقط

۱۲

مسلمان اڈیٹرون خصوصاً مولویون کو نصیحت

اگرچہ اخبار کی ایڈیٹری ایک عام پیشہ (یا منصب) ہے جسکی اسلام سے خصوصیت نہین۔ ہندو و مسلمان۔ عیسائی وغیرہ جملہ مذاہب کے اشخاص مین یہہ پیشہ بالاشتراک پایا جاتا ہے۔ لیکن مسلمان اڈیٹرون خصوصاً مولوی صاحبون کو یہہ نہین پہنچتا کہ جب وہ یہہ پیشہ اختیار کرین اپنے مذہب اسلام کی پابندی چھوڑ دین اور اسمین بلا لحاظ احکام اسلام عام ایڈیٹرون کے مجوزہ اصول پر چلین۔

اخبار کی اڈیٹری احکام اسلام سے آزادی کا سارٹیفکٹ نہین ہے کہ مسلمان اڈیٹر ہوکر تو پہر جو چاہین کرین اور نہ وہ گناہون کے لئے کفارہ (بمنزلہ بپتسمہ) ہے کہ جو گناہ اڈیٹر سے سرزد ہون وہ اس سے محو ہوتے چلے جائین۔ بلکہ اڈیٹر ہو جانیکے بعد بہی مسلمانون (خصوصاً مولوی صاحبون) کو احکام اسلام کی ویسی ہی پابندی لازم رہتی ہے جیسیکہ پہلے واجب تہی اور اڈیٹری کے گناہون کا کفارہ نہین ہو جاتے۔

عام ایڈیٹرون مین **وقایع نگاری** کا یہہ **اصول**† مقرر (یا یون کہو کہ دستور العمل و مروج) ہو رہا ہے کہ جب کسی کارسپانڈنٹ (یا مخبر) نے کچہہ لکہا یا کہا اڈیٹر نے اسکو بلا تحقیق اس امر کے کہ وہ نفس الامر کے مطابق ہے یا مخالف اور اسکا ناقل و مخبر صادق ہے یا غیر صادق اخبار مین درج کر لیا۔ اسمین بہت احتیاط کی تو اسکے ساتہہ یہہ بات بہی لکہدی کہ اڈیٹر نامہ نگارون کی خبرون کا ذمہ دار نہین ہے پہر اگر اس خبر کی عدم صداقت ظاہر ہوگئی تو اسکی تردید† بہی اخبارون مین چہاپ دی لو بس اتنے مین انکی تحقیق و احتیاط

† آجکل اخبارون وغیرہ اردو تحریرون مین تردید بمعنی رد و جواب مستعمل ہے جو درحقیقت اس معنی کے لئے موضوع نہین ہے اصل اسکی معنے تشقیق مین یعنی ایک چیز کو پہرانا اور اسکی شقین بنانا ہیٔے اس لفظ کو اس معنے (رد) مین بلحاظ فہم مخاطب استعمال کیا ہے از کلموا الناس علی قدر عقولہم عمل کیا۔

حد کمال کو پہنچ گئی اگر وہ خبر کسی اخبار مین درج ہوئی پائے تو اسمین اتنی احتیاط کی بھی ضرورت نہین سمجھی جاتی پہر تو وہ خبر کالوحی من السمار ہو گئی اسکی تحقیق و تصدیق کی کیا حاجت رہی اسکو بلا تردد درج اخبار کر لیا اور اسکے اول یا آخر مین اس اخبار کا جس سے وہ اخذ کیگئی ہے) حوالہ دیدیا

مگر اسلام اس اصول کو ہرگز پسند نہین کرتا اور وہ کبھی اجازت نہین دیتا کہ جبتک کسی خبر کی تحقیق نہ کرلین اسکی ناقل و مخبر کی صداقت کا تجربہ و مشاہدہ نہ کرلین اُسکو بذریعہ تحریر یا تقریر شایع کرین **خصوصاً** ایسی خبرون کو جو ایسے اشخاص کی مذمت و اہانت و بدگوئی و عیب جوئی پر مشتمل ہون جن سے حسن ظنی کا امر وارد ہو۔

حق جل و علی **قرآن مجید** مین فرماتاہے اے ایمان والو (اسمین مسلمان اڈیٹر بھی داخل ہین خصوصاً جو مولوی ہون) اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (جسکی صداقت تمکو ثابت نہوا) کوئی خبر لاوے تو تم اُسکی تحقیق کرلو ایسا نہو کہ اسکی کہنے سے کسی قوم (کی جان و مال) پر نادانی سے جا پڑو۔ پہر پچہتانے لگو

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔

(الحجرات ع ۱)

یہ آیت باتفاق جمہور مفسرین ولید بن عقبہ کی شان مین نازل ہوئی ہے جب وہ بنی مصطلق (قوم) مین تحصیل زکوۃ کے لئے گیا تھا اور اس قوم کے استقبال کو بقصد قتال سمجھکر واپس آیا اور آنحضرت سے کہدیا کہ وہ لوگ میرے مارنے کو آئے تھے اسکو خدا تعالی کا فاسق کہنا (باوجودیکہ وہ صحابی تھا) اسی نظر سے ہے

نزل فی الولید بن عقبۃ وقد بعثہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بنی المصطلق مصدقاً فخافھم لترۃ بینہ وبینہم فی الجاھلیۃ فرجع وقال انھم منعوا الصدقۃ وھموا بقتلہ فھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغزوھم فجاؤا منکرین ما قالہ عنھم (جلالین) سماہ فاسقاً تنفیرا وزجرا عن المبادرۃ

ولا ستعجال الی الامر من غیر تثبت کما جعلہ ھذا الصحابی الجلیل لکنہ متأول مجتھد لہ رجل)

عن حفص بن عاصم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع وقال عمر بن الخطاب رض بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع وعن ابن وھب قال قال لی مالک انہ لا یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما وھو یحدث بکل ما سمع (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹)

کہ بلا تحقیق و تثبت کسی بات کو نقل کرنا فسق کا کام ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کو جھوٹا بننے کے لئے یہی کافی بس ہے کہ ہر ایک سُنی سنائی بات کو نقل کر دیا کرے (یعنی یہہ تحقیق نہ کرے کہ اسکا ناقل سچا ہے یا جھوٹا) ایسا ہی حضرت عمر فاروق رض وغیرہ اکابر صحابہ سے مروی ہے اور امام مالک رح کا قول ہے کہ جو شخص ہر ایک سُنی سنائی بات نقل کر دیتا ہے وہ جھوٹ سے بچ نہین سکتا اور وہ کبھی اقتدا (و پیروی) کے لائق نہین ہوتا۔

اور جن آیات واحادیث مین اُن جزون کی نقل واشاعت کی ممانعت وارد ہی جو تنخاص محل حُسن ظنی کی مذمت مین وارد ہین وہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۲ مین بصفحہ ۹ منقول ہو چکی ہین۔

ایسا ہی کتب فقہ واصول مین مجہول الحال کی خبر و روایت وشہادت کو نامعتبر ٹھہرایا گیا ہے ولیکن افسوس صد افسوس اکثر مسلمان اڈیٹرون خصوصاً مولوی صاحبون نے اس مسئلہ (یا اصول) قرآن و حدیث و فقہ واصول کو پس پشت ڈال رکھا ہی اور نقل و بیداد اخبار مین اُسی عام اصول پر (جو ہنود و عیسائیون وغیرہ مین بلا لحاظ مذہب مروج و دستور العمل ہے) انکا عمل ہے وہ جو بات کسی کارسپانڈنٹ یا مخبر سے سُنتے ہین (اسمین دین کی اسلام کی مسلمانون کی توہین ہی کیون نہ ہو) اسکو بلا تحقیق اس امر کے کہ اسکا ناقل صادق ہے یا کاذب اخبار مین درج کر لیتے ہین۔ اور جو بات کسی اخبار مین مندرج پاتے ہین

(کسی مسلمان کی تکفیر یا اہل اسلام کی تحقیر ہی پر مشتمل کیون نہو) بلا دریافت اس امر کے کہ وہ بات اس اخبار مین کس شخص سے اخذ کی گئی ہے اپنے اخبار مین بہرتی کر لیتے ہین طرفہ یہہ اگر کوئی مجہول الاسم نامعلوم الحال و الرسم انکو کسی گمنام پرچہ کے ذریعہ سے کوئی خبر بہیجدیتا ہے (اسمین بہی خواہ مسلمانون کی مسلمانون کے معابد و شعایر کی کیسی ہی توہین ہو) تو اُسکے درج اخبار کرنے سے بہی ذرا تامل نہین کرتے۔

انکی اس روش پر کوئی معترض ہو تو وہ آیۃ حدیث فقہ اصول کیطرف مراجعت فرما کر اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر منفعل اور اپنے قصور کے قایل اور اس سے تایب نہین ہوتے بلکہ قرآن و حدیث و فقہ و اصول کے مقابلہ مین اُسی عام اصول مجوزہ ہنود و عیسائیون کے دست آویز سے بے تکلف فرماتے ہین کہ ہم تو ناقل ہین ہمارے ذمہ صرف تصحیح نقل ہے ہمارے پاس اصل تحریر کار سپانڈنٹ یا مُخبر (معلوم الاسم ہو خواہ مجہول الحال) یا اخبار منقول عنہ (خواہ وہ کسی مجہول الاسم ہی کی روایت ہو) موجود ہے ہمارے پاس فلان مقام (مکہ مکرمہ وغیرہ) سے پمفلٹ محمولہ تحریر آیا ہے۔ اُسپر وہان کے ڈاکخانہ کی مُہر اور وہانکی ریاست (انگریزی یا سلطانی) کے ٹکٹ ثبت ہین جسکو ہماری صداقت مین شک ہو وہ ہمارے مطبع (کانپور یا دہلی وغیرہ) مین آکر اصل تحریر اور ٹکٹون اور مہرون کا ملاحظہ کرلے اور اپنے مذہب اور کتب کی طرف مراجعت فرما کر یہ نہین سوچتے کہ ان کے یہہ عذرات بدتر از گناہ ہین انکو ان ٹکٹون اور مُہرون اور تحریرون پر اعتماد کب حلال ہے جبتک وہ یہہ معلوم نہ کرلین کہ ان تحریرون کے مرسل و محرر مسلمان ہین یا غیر۔ صادق القول یا فاسق و دروغگو اس طرفہ پر یہہ طرّہ کہ غلطی ظاہر ہونے پر اس عام اصول کو بہی بالای طاق رکہہ دیتے ہین اور اپنے اخبار مین اسکی تکذیب و تردید نہین چہاپتے۔ خواہ کیسی ہی پرزور اور واجب التسلیم دلایل سے ان خبرون کا غلط و کذب ہونا ثابت ہو جائے۔

اسکی تمثیلات مین اگر ہم علماء بمبی کے سوالات یا مکہ مکرمہ مین اہلحدیث پر مواخذہ یا وہان کے

تو بہ نامہ کے خبرون کو ذکر کرین تو شاید ہمارے ناظرین اسکو تقویم پارینہ یا داستان دیرینہ سمجھکر ان کی طرف کم التفات کرین اور یہہ بہی احتمال ہے کہ ان خبرون کو شائع کرنیوالے ان کے مخبرون اور ان کے پمفلٹ کے مرسلون کا دیندار صداقت شعار حاجی متقی مہاجر مجاہد ہونا ثابت کرنے لگین اور ان کے مخالف خبرون کے راویون کا نامعتبر ہونا بیان کرین - لہذا ہم اسمقام مین ایک ایسی تازہ مثال پیش کرتے ہین جس کے مقابلہ مین ان حضرات سے بجز اسناد صداقت کچہہ بن نہ پڑے - اور ناظرین کو بہی بلا مزاحمت وہم و اشتباہ آفتاب نیمروز کیطرح یقین حاصل ہو کہ ہمارے دعوی مین سرمو مبالغہ نہین ہے - یہہ حضرات نقل اخبار و روایات مین ایسے ہی ہین جیسے اشاعۃ السنہ مین بیان کئے گئے ہین

تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ مطبع اخبار نور الانوار کانپور مین جس کے اڈیٹر بہی ماشاءاللہ ایک مولوی صاحب معلوم ہوتے ہین اور اسکے مالک کو تو سب کوئی جانتا ہے کہ وہ ایک بزرگ فرشتہ صورت حاج الحرمین الشریفین ہین) کسی گمنام کا ایک کارڈ چہپا ہے جسمین مکہ مکرمہ (زادہا اللہ تشریفاً و تکریماً) کو دار الحرب لکہا ہے اور اسکے شریف کے حق مین ایسا ناشایستہ لفظ لکہا ہے جسکی لکہنے کو ان ہی حضرات کی قلم زیبا ہین ہماری قلم مین یہہ جرأت نہین) اور اسکے آخر مین یہہ فقرہ درج ہے راقم ایک بندہ خدا از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری -

حاجی الحرمین الشریفین یا ان کے اڈیٹر مولوی صاحب نے (قرآن و حدیث و فقہ و اصول سب کو بالائے طاق رکہکر) اس مجہول الاسم کی روایت و شہادت پر اعتماد کر کے خاکسار کو اسکا آمر و مرشد بنا ہی دیا اور اس کارڈ کو اپنے اخبار نمبر ۳ جلد ۱۴ مطبوعہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۴ء مین درج کر ہی لیا - اور مجہہ ان مقدس الفاظ سے کہ اب ہم اس گمنام اور ان کے مرشد مولوی محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچہتے ہین مخاطب فرما کر جو نہ کہنا تہا سو کہا اور اس سلے دستے مین دو کالم اخبار کو سیاہ کر ڈالا

ان کے **دوسرے** بھائیون نے جب دیکھا کہ اس کارڈ کو ایسے بزرگ باکمال نے نہ صرف نقل کیا بلکہ اسکو سچا اور واقعی جانکر ایک شخص کو اسکا قایل و مرشد ٹھہراکر اس سے دل کھولکر مقابلہ و مباحثہ کیا ہے تو یہہ خیال کرلیا کہ اب اسکی صداقت مین کیا شک رہگیا [+] اور اسکی تحقیق کا کونسا مرحلہ طے کرنا باقی رہا۔ لہذا اونہون نے بھی اسکو اپنے اخبارون مین شوق سے شایع کیا اور ساتھہ ہی نور الانوار کے لے دے کو لفظ بلفظ نقل کردیا۔

وہ اخبار (نور الانوار) جس روز خاکسار کی نظر سے گذرا اُسی روز خاکسار نے ایک خط **متضمن انکار** و برأت از مضمون کارڈ بنام اڈیٹر اخبار نور الانوار روانہ کیا اڈیٹر صاحب نے میرے اس خط متضمن انکار کو (جو اس خبر مجہول کے کذب پر روشن اور طمانیت بخش دلیل تھی) معرض قبول مین جگہہ نہ دی اور اس خبر کی تکذیب نہ کی اور اس عام اصول مجوزہ اڈیٹرون کی بھی کچھہ پروا نہ کی بلکہ مجھہ پر ایک اور جرم کا الزام قایم کیا کہ ہمنے آپکو محرر کارڈ کا آمر و مرشد کب قرار دیا ہے پھر آپنے ہمکو آمر و مرشد قرار دینے والا کیون ٹھہرادیا۔ پس جو تمہارا عذر و جواب ہے وہی ہماری طرف سے عذر و جواب ہے"۔
اسکے جواب مین پھر خاکسار نے ایک نیاز نامہ اس مضمون کا کہ "آپ اپنے اخبار کے سطر ۵ کالم ۲ صفحہ ۲۷ مین محرر کارڈ کا مرشد قرار دیدیا ہے۔ ان کی خدمت مین ارسال کیا

+ دیکھو **کشف الاخبار** بمبئی (جسکو نہ صرف اپنی اڈیٹر کے علم و کمال کا فخر ہے بلکہ اپنی کارسپانڈنٹون کے عالم باعمل ہونیکا بھی دعوی ہے) اسکے نمبر ۱۲ جلد ۱۳ مین فرمایا ہی۔ عجیب و غریب مراسلہ۔ صاحب نور الانوار کانپور ایک عجیب مراسلہ کی کیفیت لکھتے ہین۔ جو انکو گمنام وصول ہوا ہی۔ اسکی بعد رد مجہول الاسم کا اور اسکا جواب جو خاکسار کو شامل و مخاطب کرکے نور الانوار نے دیا ہی لفظ بلفظ نقل کیا اور کم سی کم ایک اور مدراسی اخبار نے اس کارڈ کی نقل و بیان مین صاحب نور الانوار کی تقلید کی ہی۔ اسکی اڈیٹر بھی ماشاءاللہ عالم و فاضل و مفتی ہین ان لوگون کو نہ خدا کا خوف ہی نہ اپنی مولویت کا پاس ہے۔ نہ دنیا مین کسیکے اعتراض و مواخذہ کا ڈر ہی اتنا نہین سوچتی کہ جس خط کو ہم گمنام کہتے ہین اسکی بھروسہ اور شہادت پر کسی مسلمان کلمہ گو (جس سے ایک پیسہ کا کارڈ لکھکر اسکا حال پوچھہ سکتی ہین) قبل از استفسار حال کیونکر ملزم و مجرم بنا سکتی ہین یہہ ایکطرفی بیان سے ڈگری دینا کس مذہب ملت مین روا ہے

تس پر بھی اب تک اُنھون نے ہمارے خط کو اپنی اخبار مین جگہہ نہین دی اور نہ جواب خط ثانی سے مجھکو عزت بخشی ہے - ہم اِس مقام مین ان خطوط اور ان کے جواب کو ناظرین کی خدمت مین پیش کرتے ہین اور اسپر دادچاہتے ہین کہ ہم اپنے اِس دعوی مین کہ اُن حضرات نے نقل اخبار و روایات مین قرآن کو حدیث کو فقہ کو اصول کو (بلکہ) اپنے مجوزہ اصول کو بھی) پس پشت ڈال رکھا ہے - سچے ہین اور جواسکے تمثیل مین کارڈ مجہول الاسم کا اخبارون مین درج کرنا) ہمنے پیش کیا ہے وہ درست و صحیح ہے یا نہین صحیح ہو تو یہ حضرات خود ہماری نصیحت کو قبول کرین - کسی راوی کی خبر کو بلا تحقیق اسکی صداقت کے نقل نہ کیا کرین بعد نقل اسکی غلطی ظاہر ہوجائے تو فورًا اِسکی تکذیب و تردید کرین اور جو بات کسی اخبار سے نقل کرین اسکی تکذیب یا جواب اگر اسی اخبار مین شایع ہو تو اسکو ضرور درج اخبار کر لیا کرین یہہ حضرات اگر بحکم ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شُد + صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

ہماری نصیحت کی طرف توجہ نہ کرین تو ناظرین اُنکو سمجھادین اور اِس بے احتیاطی سے ہٹادین۔

نقل خط خاکسار بنام ایڈیٹر نور الانوار

کرمفرمائے من ایڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور

سلام علیک - آپنے جو اخبار نمبر ۲ جلد ۱۴ مطبوعہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۴ء مین کسی مجہول الاسم کا ایک خط متضمن توہین مکہ مکرمہ زادہا اللہ تشریفًا و تکریمًا نقل کیا ہے اور اس مجہول الاسم کا آمر و مرشد خاکسار کو قرار دیا ہے کمال تعجب و افسوس کا محل ہے - اول تو اِس زادہی کی جرأت پر افسوس و تعجب آتا ہے جس نے اس بقعہ پاک کی جو تمام زمین سے خدا کو پیارا ہے توہین کی - پھر آپکے اس توہین کے نقل کرنے پر - پھر مجھے اس توہین کا آمر و مرشد قرار دینے پر اس ظالم کو اسکے قول و بیان پر آپ جو چاہتے کہتے - مگر مجہول الاسم کے بیان (باشہادت) کو کیونکر

میرے حقمین کیون قبول کرلیا۔ بحکم آیت اذا جاءکم فاسق بنباء فتبینوا کا لحاظ فرماکر میرا حال وخیال مجھسے تو پوچھا ہوتا۔

جناب من مین تو اس مقدس بقعہ اور سبھی شعایر و مشاہد اسلام کی توہین کو کفر سمجھتا ہون اس ظالم بے ادب کو کیا کہون تہذیب مانع ہے۔ اور مین یہہ بھی یقین رکھتا ہون کہ یہہ اہلحدیث کا کام نہین یہہ انہین بدخواہان اسلام کا کام ہے جو اہلحدیث کو کفریات کا الزام لگا کر عام اہل اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہین۔ گو اس تدبیر سے انکا اپنا اسلام ہی جاتا رہے چنانچہ اُن حضرات نے پہلے بھی ایسا کیا ہے۔ ایک خط جعلی بجانب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی بنام مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی اس مضمون کا کہ فلان اکابر دین ایسے ہین اور ہمارے فلان فلان علماء ایسے" تحریر کیا اور بسبیڈ ڈاک اُن کے نام روانہ کیا اور وہان سے تمام اطراف ہندوستان و پنجاب مین مشتہر و شایع کیا جسکا جواب اہلحدیث کیطرف سے بعنوان کلام سلیم شایع ہوا۔ یہ خط جسکو آپ درج اخبار کیا ہے ہمارے نزدیک تو اسی جعلی خط کا ہمرنگ ہے آگے آپ جو چاہین خیال کرین لیکن اس خاکسار کو اس خط مین شریک نہ کرین اور میرے اس رقعہ متضمن بیبری و تحاشی کو اپنے اخبار مین جگہہ دین۔ الراقم ابو سعید محمد حسین لاہوری ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء

نقل جواب اڈیٹر اخبار نور الانوار

عنایت فرمائے مخلصان مولوی محمد حسین صاحب زاد لطفہ

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ رقیمہ الوداد آیا حال مرقوم معلوم ہوا آپنے جو تحریر فرمایا ہے کہ اس مجہول الاسم کا آمر و مرشد اس خاکسار کو قرار دیا ہے تعجب و افسوس ہوا کہ اڈیٹر اخبار تو ناقل ہے اور ناقل کے ذمہ تصحیح نقل ہے فقط۔ اُسنے نقل خط بلفظہ لکھدی آپنے اُنکو قائل و مفتر تصور فرماکے بدون تحقیق و استفسار کیونکر الزام دیا۔ فالجواب الجواب والعذر العذر۔

راقم اڈیٹر اخبار نور الانوار۔

نقل جواب الجواب از طرف خاکسار

کرمفرمائے من - اڈیٹر اخبار نور الانوار

بعد سلام مسنون - کیون صاحب انصاف سے کہنا آپنے مجھے اسکا مرشد وامر وار نہین دیا؟ اپنے اخبار کا کالم تین صفحہ ۲ سطر ۵ کا اخیر لفظ توڑتے ہوئے پہر فالجواب الجواب والعذر العذر کہنا کیونکر صحیح ہے - ہمنے تو آپکی کلام سے اپکو الزام دیا تھا آپنے کلام غیر المجہول الاسم سے کیون ہمپر الزام قایم کیا - اور ہم سے اصل حال نہ پوچھا - خیر آپ جانئے ہم بحث نہیں کرتے - آپ اسلام کے مسلمانون کے خیرخواہ ہون مکہ مکرمہ کی تعظیم کرنیوالے نہین یہہ بات اگر ہماری توہین وبدنامی مین منحصر ہے تو آپکو اختیار ہے مین پہر نصیحتاً کہتا ہون کہ آپ وہ جواب بعینہ چہاپ دین - ہان اگر وہ آپکے نزدیک اس اعتراض کا محل ہے تو اس کے ساتھہ وہ اعتراض بہی درج اخبار کرین ناظرین خود انصاف کر لینگے -

مین پہر کہتا ہون آپ اصلاح کو کام مین لا دین مسلمانون مین تفرقہ نہ پڑہا دین پچھلے کئے ہوئے کو بہی سنبہالین - راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

از لودہانہ یکم فروری ۱۸۸۴ء

سوال - یہہ دعوی تو تمہارا درست ہے اور وہ تمثیل بہی (جو تمنے پیش کی ہے) خوب پہبتی ہے جسمین ان اخبارون یا انکے اور ہمعصرون کا کوئی عذر وجواب ممکن نہین ہے مگر یہہ تحقیق واحتیاط اخبار کے اڈیٹرون سے کیونکر ہو سکتی ہے - اگر وہ ہر ایک چیز کی صداقت کے ہو رہیں لگین اور اسکی تحقیقات کرتے پہرین تو ہفتہ وار اخبار کیونکر نکالین اور کہا مین کہان سے ہے؟ پس بجائے نصیحت تحقیق واحتیاط یہی کیون نہین کہدیتے کہ اخبار نویسی چہوڑ دین اور پریس بند کر دین -

جواب اڈیٹری اور اخبار نویسی اگر روٹی کمانیکے لئے ہے (خواہ جہوٹ کی اشاعت سے ہو) تو اس اڈیٹر

سے نوکری اٹھانا بہتر ہے - اور اگر اس ملک یا قوم کو نفع رسانی مدنظر ہے تو مفید ملک و قوم آرٹیکل لکھنا اڈیٹر کا بڑا بھاری فرض ہے اور اگر نئی نئی خبرون ہی سے لوگون کا دل خوش کرنا مدنظر ہے تو سچی خبرین (جنکی صداقت انکے ناقلین معروف الصدق کی شہادت سے ثابت ہو) کیا کچھ کم ہین کہ انکو چھوڑکر اکاذیب و روایات مجاہیل کیطرف رجوع کرنا پڑے اور اگر یہہ دعوی ہو کہ سچی خبرین جہان ملتی ہین کم ہین - یا راوی و مخبر و کارسپانڈنٹ معروف الصدق کہین نہین ملتے تو ہمکو مجبور ہوکر کہنا پڑے گا کہ مسلمان اس پیشہ (اڈیٹری و اخبار نویسی کو یک لخت ترک کردین یہہ نہ ہوسکے تو مین یہہ کہہ نہین سکتا کہ اس صورت مین مسلمان نہ کہلائین یہہ ضرور کہون گا کہ پہر اڈیٹر ہوکر مولوی کہلانا تو چہوڑدین - اس مقدس لقب کو تو دہبہ نہ لگا وین - جب لوگ ان اخبارون کو (جنکی عدم صداقت انکو پڑہتے ہی ظاہر ہو جاتی ہے) پڑہین گے اور کہین ان کے اول و آخر ان کے اڈیٹر کے نام کے ساتھ لفظ مولوی صاحب کا ضمیمہ لگا ہوا دیکھہ لین گے تو ضرور کہین گے کہ مولوی ایسے ہی ہوا کرتے ہین - اس نظر سے گذارش ہوا ہی کہ وہ اس خطاب کو بٹہ نہ لگا دین -

ایک اور بہی نصیحت

ان حضرات (ایڈیٹرز) سے جو صرف نام کے مولوی ہین (جیسے ہمارے مہربان دوست اڈیٹر شیر قیصر) وہ مسایل دین مین دخل نہ دیا کرین - اس دخل در معقولات کے لئے بہت سا علم بکار ہی - معمولی اڈیٹری کی لیاقت اس دینی منصب کے لئے کافی و وافی نہین - ہمارے دوست انصاف سی ہمارے مضمون مسٹر بلنٹ اور اسلام مین مسئلہ خلافت ہی کو دیکہین یا اس سے پہلی مضمون مجدد کو مطالعہ مین لاوین پہر انصاف سی فرماوین کہ ان حضرات کا حوصلہ ہی؟ کہ ان مسایل مین قلم اٹہا وین - لہذا انکو مسایل کے بحث سی سکوت ہی مناسب ہی اور اس رباعی پر عمل واجب - **رباعی** آنانکہ چشم برگل تحقیق واکنند ؛ از ہرچہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثی کہ نغمہ خموشی علاج نیست پر ہرزہ است تکیہ بچون وچرا کنند -

ایک اور بھی

جن حضرات کو اکثر نقلنویسی کی عادت ہے اور اپنی اخبار کی کالم نقل مضامین غیر سے پورا کرنیکی حاجت وہی ہو وہ یہہ حاجت صرف خبرون کی نقل سے پورا کیا کرین -

ان مضامین کی نقل سے جنمین اہل اخبار وغیرہ معصرون کی باہم بحث ہو رہی ہو قلم کو روکین جبتک کہ وہ بحث اختتام کو نہ پہنچے اور اگر وہ احد الفریقین کی تقریر قبل از جواب فریق ثانی نقل کرین تو اسکا جواب بہی جو فریق ثانی دیوے معرض نقل مین لاوین - یہہ بات اونکی فرض منصبی اور انصاف سے بعید ہے کہ ایک فریق کی تقریر کو نقل کرین اور دوسری فریق کی نقل تقریر سے چشم پوشی اور دریغ روا رکہین جیسا کہ ہمارے مہربان ایڈیٹر اخبار مظہر العجایب مدراس وغیرہ سے اکثر عمل مین آیا ہے آپنے متعدد مضامین مشیر قیصر کو جنمین ہماری اونکی بحث ہو رہی ہے اپنے اخبار مین نقل کر دیا ہے اور ہمارے جوابات کو نقل نہین فرمایا

ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر تو اس وصف مین اپنا نظیر نہین رکہتے ایک فریق کی تقریر کو بپاس اوسکے خریدار اخبار ہونے کے درج اخبار کرتے ہین - دوسرے فریق کی تقریر جو اوسکے جواب مین ہو اجرت (چہپائی) لیکر بہی نہین چہاپتے آپ نے ہمارے خط مندرج نمبر ۷ جلد ۶ اشاعۃ السنۃ متضمن انکار توہین امام ابوحنیفہ کے مقابلہ مین مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری کی تقریر اپنے اخبار نمبر ۲۵ جلد ۷ مین شایع کی جب ہمنے اسکا جواب جو صرف چار ورق مین تہا چہاپنے کے لئے آپ کی خدمت مین بہیجا تو اوسکے چہاپنے سے آپ نے اخبار نمبر ۲ جلد ۸ مین ان الفاظ سے انکار کیا - "وہ (خاکسار کو مراد رکہتے ہین) اس اخبار کو معاف رکہین اپنے رسالہ مین جو چاہین لکہا کرین - ہان علیحدہ ضمیمہ ہم نکال سکتے ہین اگر اسکا صرف نقد داخل مطبع کرین چونکہ مولوی وکیل احمد صاحب کا ارادہ ہے کہ اچہی طرح تعاقب کیا جاسے اسواسطے علیحدہ ضمیمہ ہر ایک صاحب کا نہایت مناسب ہوگا" اسکے جواب مین ہمنے ایک رجسٹرڈ کارڈ جسکی رسید ہمارے پاس

ابتک موجود ہے۔ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آپ ہمارے جواب کو ضمیمہ اخبار مین شایع کرین اور اور اسکے صرف اجرت کا بل بناکر ارسال فرمادین تو روپیہ فوراً روانہ ہوگا۔ اس پر بھی آپ نے ہماری اس جواب کو اپنے اخبار یا اوسکے ضمیمہ مین شایع نہ کیا اور نہ ہمکو اس کارڈ کا آجتک جواب دیا ہے باوجودیکہ اسکے بعد فریق مقابل (مولوی وکیل احمد صاحب) کی ایک طولانی تقریر کو (جو ہمارے مضمون ترقی معکوس کے مقابلہ مین ہے) آپنے اخبار کے متعدد پرچون (نمبر ۱۳ سے ۱۰ تک) مین شایع کیا ہے۔

اور یہہ امر جیسا کہ اُنکی فرضی منصبی اور انصاف کے مخالف ہے ناظرین و معاصرین پر مخفی نہین ہے۔

ایک اور بھی

باہمی چھیڑ چھاڑ مین گورنمنٹ انگلشیہ کو جسکے ظل حمایت مین امن و آزادی کے ساتھہ اخبار شایع کررہے ہین شامل نہ کرلیا کرین اور گورنمنٹ کی نسبت کوئی ایسا امر جو لوگون کو خیر خواہی و اطاعت گورنمنٹ سے انحراف کی ہدایت کرے یا گورنمنٹ پر سوء ظنی کا موجب ہو تحریر مین نہ لایا کرین۔ جیسا کہ ایڈیٹر مشیر قیصر لکھنو۔ اور ایڈیٹر دار السلطنۃ کلکتہ سے عمل مین آیا ہے اور اُسکی تشریح و تمثیل مضمون مکہ مکرمہ مین حفظ و امن اہلحدیث کی تجویز کا پایہ ثبوت ہونا مین عنقریب آنیوالی ہے۔ یہہ امر نہ صرف مذہب کے مخالف اور گناہ ہے بلکہ پولٹیکل اصول و اغراض سلطنت کی بھی مخالف ہے۔ ہمارے عنایت فرما اگر اپنی اور اپنی اخبارون کی خیر چاہتے ہین تو ایسے مضامین کے لکھنے سے قلم کو روکین آیندہ اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

گالیون کی بوچھاڑ اور اس پر ہزار روپیہ کا اشتہار

ع۔ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

ہمارے پیارے دوست مگر (نامہربان) ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر جب ہماری براہین ساطعہ عقلیہ اور دلائل قاطعہ نقلیہ (جو ہمارے مضامین تجدد۔ ترقی معکوس۔ مسلمانون کی افسوسناک حالت۔ جواب طعن توہین امام ابو حنیفہ رح سوالات علما سے گریز کرنیکا جواب۔ اہلحدیث پر مکہ مکرمہ مین مواخذہ وغیرہ وغیرہ۔ مین ایک دریا کی طرح موج مار رہی

یا برق کی مانند چمکارہ کیا ہی ہین) کے جوابات سے ایسے عاجز آئے کہ ہمسے کم ایک دلیل و برہان کی جواب پر بہی قادر نہ ہو سکے تو بشہادت بیت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎ چو حجت نماند جفا جوے را - بہ پرخاش برہم نہد روی را بجائے ادلہ **سب و شتم** و طعن و استہزا سے متشبث و متمسک ہو گئے اور کئی پرچون مین اپنی اخبار کے نہایت سخت و کرخت و ناسزا و ناشایستہ الفاظ ہماری نسبت قلم مین لائے - اس اثناء مین ہمنے آپ کو کئی دفعہ اس سخت کلامی سے روکا اور بجواب آپ کے طعن و استہزا کے یہہ شعر پیش کیا ؎ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی - جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را - اور **کبہی کسی کریہ لفظ سے آپ کا خطاب نہ کیا** بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم اڈیٹر مشیر قیصر کو دوست کہتے ہین بحکم ؎ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست جو کچہہ وہ کہین ہمارے سر آنکھون پر ہے - اور یہہ بہی جتا دیا کہ اگر آپ **سخت کلامی ترک نہ کرینگے** تو لوگ آپ کو اس بیت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا (جو اوپر منقول ہوا) مصداق ٹہرائینگے - **مگر چونکہ آپ کے پاس بجز سب و شتم و طعن و استہزا** کوئی مادہ و سامان مقابلہ نہ تہا اور بمضمون ؎ آنانکہ چشم بہ گل تحقیق وا کنند - (تا آخر رباعی جو صفحہ (۵۰) مین منقول ہوئی - **سکوت اختیار کرنے کو آپ نے مناسب حال نہ سمجہا اسلئے** آپ نے اس میدان سب و شتم کو اور فراخ کیا اور بہت سا میگزین (بارود گولہ) **سب و شتم کا تیار** کرکے از انجملہ ایک **ڈزن** (درجن) کا فیر (اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری مین) کر دیا **تسپر** بہی ہمنے کسی فیر (دشنام) کا جواب نہین دیا (نمبر ۱۱ جلد ۶ - اشاعۃ السنۃ مین) صرف **اتنا جتا دیا** کہ آپنے ہمکو ایک ڈزن دشنام سے ممتاز فرمایا ہے اسکے **جواب** مین آپنے نمبر ۱۲ جلد ۸ مشیر قیصر مین ہمکو دروغگو ٹہرایا اور صاف فرمایا کہ ماشاء اللہ دروغ گویم بر روئی تو - اور اس جہوٹ کا بہی کچہہ ٹہکانا ہے ہم دعوی کرتے ہین کہ اگر لاہوری صاحب ایک دشنام بہی ہمارے پرچہ مین نکالدین تو ہم ایک ہزار روپیہ دیتے ہین" - اور **طرفہ** یہہ کہ **اسی پرچہ** مین اور اسی مضمون مین جسمین آپنے یہہ فقرات لطیفہ فرمائے ہین **ایک ڈزن سے بڑہکر** اور گالیون کی بچہاڑ کی اور مصرعہ - چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد - کی تعمیل کر دکہائی ہے - جسپر ہمکو امید پڑتی ہے کہ ایک ہزار روپیہ ہمکو اس مضمون مین گالیون کی نشان دہی پر بہی ملیگا - **اس امید اور طمع** سے اور کچہہ آپ کی دہان بندی کی نظر سے آپکی تحریرات مین ان دو ڈزن گالیون کی نشان دہی کرتے ہین - مگر یہہ **طمع ذاتی غرض** کے لئے نہین ہے - اس مین بہی قومی ہمدردی مد نظر ہے - اس دو ہزار روپیہ سے ایک ہزار روپیہ

(جسکا آپ ہمکو وعدہ دے چکے ہین) تو ہم علیگڈہ کالج کی ملک کرتے ہین اور ایک ہزار روپیہ جسکی ہم قبل سے طمع کر بیٹھے ہین مدرسہ عربی دیوبند کی نذر کر چکے ہین - ان لوگون کو ہماری طرف سے اختیار حاصل ہے (اگر اخبار مشیر قیصر سے گالیون کا ثبوت نکل آوے) کہ عدالت مین نالش کرکے ان سے روپیہ وصول کرین -

فہرست الفاظ سب و شتم مندرجہ نمبر ۲ جلد ۸ مشیر قیصر مطبوعہ ۸ - جنوری سنہ ۱۸۸۴ء

نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب	نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب
۱	۲	۱	۱۵	لچر گفتگو	۷	۳	۱	۱۶	گمراد
۲	″	″	۱۶	خلاف دیانت	۸	″	۲	۳	اسیوقت (۱) کفر (۲) لکہا ہو
۳	″	۲	۱۰	ہٹ دہرمی	۹	″	″	″	
۴	″	″	۲۵	آپ کی انصاف و ایمانداری کو دیکہو (جس سے بی انصافی و بی ایمانی مراد ہے -	۱۰	″	۳	۲۷	جاہل
					۱۱	۴	۱	۱۲	بیہودہ سری
					۱۲	″	۲	۲۵	شرارت
۵	۳	۱	۱۵	فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا -	۱۳	″	″	۳۱	شر
					۱۴	″	حاشیہ	۲	کفر (۱) و وہابیت (۲)
۶	″	″	۱۲	لامذہبی	۱۵	″	″	″	

فہرست الفاظ شتم مندرجہ نمبر ۱۳ جلد ۸ مشیر قیصر مطبوعہ ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۸۴ء

نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب	نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب
۱	۲	۱	۱۷	لامذہبی	۹	۳	۲	۴	مفسد ہونا
۲	″	۳	۹	نفسانیت (۱) و ہٹ دہرمی (۲)	۱۰	″	″	۲۱	خرافات
۳	″	″	۱۲		۱۱	″	۳	۲۱	جہوٹ
۴	″	″	۱۱	ایضاً	۱۲	″	″	۲۵	ہفوات
۶	۳	۱	۵	شامت اعمال	۱۳	″	″	۳۰	لعنۃ اللہ علی الکاذبین
۷	″	″	۶	کفر پہانکتے					
۸	″	″	۱۴	روسیاہی					

+ یہہ بعینہ لفظ آپ کے ہین - جو آپ کی اخبار مین موجود ہین جنکو شک و اشتباہ ہو وہ اس اخبار کا نمبر ۲ و ۱۳

+ نوٹ جب آپ نمبر ۲ جلد ۸ مین دل کہولکر یہہ دشنام سنا چکے تو آپکو فکر انجام ہوا اور اپنے اخبار کی مہذب و با انصاف خریدارون کی آشفتگی خاطر کا ڈر لگا جسپر آپ اونکو اعتراض سے بچا بچا چہوڑانے کو یہہ عذر فرماتے ہین کہ اس مرتبہ اشاعۃ السنۃ سب و شتم سے بہرا ہوا ہے اسواسطے ہمنے کہا جو کہا ہے جو صاحب ہمکو الزام دین وہ اشاعۃ السنۃ منگاکر دیکہہ لین ہماری طرف سے جو ہپر چہاپا مین سبقت نہ دیکہینگا - خاکسار ملتمس ہے کہ آپ بات کی سچے اور دعوی کے پکے ہین تو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ و ۱۱ یا نمبر چہ نمبر ۱۲ کی سنوا اور یہہ چہپے الفاظ سب و شتم نکالکر اسی طرح اونکی فہرست دین اور اسپر کافی انعام پاوین - اور اگر اسکی ایسی الفاظ سے کسی ایک لفظ کا ہم وزن بہی نکال دین تو آپ انعام پانیکے مستحق ہو جکو یہہ نہو سکے تو اس اتہام سے باز آوین اور اپنے دل مین خود ہی انصاف فرما دین -

خاکسار سے منگا کر دیکھ لین - اب رہا یہہ **فیصلہ** کہ یہہ **الفاظ** کل یا بعض ان مین سے خصوصاً پہلے مندرجہ نمبر سے کوئی لفظ دشنام
ہے یا نہین سو اسکی **دو صورتین** ہین **پہلی** یہہ کہ ہم اسبات مین آپکی راے کو حکم و منصف قرار دیتے ہین **اگر آپ**
ان بعض یا پہلے مندرجہ نمبرون سے کسی ایک لفظ (جیسے کفر بکا - یا گمراہ - یا شرارت یا کفر پہانکتے یا جاہل یا لعنت اللہ) کا
بہی دشنام ہونا مانتے ہین تو فیصلہ ہوا ہوا یا ہے اور آپ پر ایک ہزار یا دو ہزار روپیہ دینا واجب ہوگیا - اور آنریبل سید احمد خان
بہادر یا مولوی محمد یعقوب صاحب کو لینے کا حق پیدا ہوا - **اور اگر آپ ان الفاظ** سے ایک لفظ کو بہی **دشنام**
نہین جانتے تو ہمکو اپنے حق مین ان الفاظ (بچہ - ہٹ دہرم - بے دیانت - کفر بکنے والا - جاہل - شریر - کافر - لا مذہب
وہابی - کفر پہانکنے والا - روسیاہ - مفسد - **خرف** - جہوٹا - ملعون وغیرہ) کے استعمال کرنیکی اجازت دین **تب ہم**
مان لینگے کہ آپ ان الفاظ کو دشنام نہین جانتے - اور پہر خود بہی آپ کے حق مین یہہ الفاظ بلکہ بحکم فلہ عشر امثالہا
اس سے دہ چند استعمال کرینگے - **بالفعل ہم کچہہ نہین کہہ سکتے - اور اپنی وضع اور عادت کو چہوڑ نہین سکتے**
اور اگر آپ ان الفاظ کو اپنے حق مین دشنام قرار دین - اور دوسرون کی نسبت اونکے استعمال کو دشنام نہ سمجہین تو بتایئے
یہہ کون سا انصاف ہے - اسکا فیصلہ بہی ہم آپ ہی کے سپرد کرتے ہین -

دوسری صورت فیصلہ - جو آپ پر ہزار روپیہ کا دعوی کرنے والون کے لائق عمل ہے یہہ ہے کہ
بشہادت شریعت یا عرف یا قانون جسکو آپ اپنا مستند سمجہین عدالت مین ان الفاظ کی تحقیقات ہو جاوے پس اگر
از روے تحقیقات عدالت یہہ الفاظ دشنام قرار پائین تو آپ ہزار یا دو ہزار روپیہ ادا کرین ورنہ ہم اور ہمارے مختار
اپنے دعوی سے دست بردار ہو جاوینگے - یہہ **تو آپکے اشتہار** کا جواب ہے - **اب ایک دو** برادرانہ
دوستانہ **نصیحتین** بہی کرون کہ گر قبول افتد زہے عز و شرف - (۱) اگر آپ پہلی صورت فیصلہ مین شق ثانی
(ان الفاظ کا دشنام نہونا) اختیار کرنا چاہین تو پہلے اپنا اخبار ⁂ گہربار نمبر ۶ جلد ۸ مطبوعہ ۵ اپریل کو ایک دفعہ ملاحظہ فرما کر
یہہ سوچ لین کہ جن الفاظ اخبار میرٹہہ کو آپنے گالیان قرار دیا ہے اور اونکے سبب اسکے ایڈیٹر کو تہذیب و شرافت سے علیحدہ کیا ہے
وہ الفاظ آپکے الفاظ مندرجہ فہرست سے کچہہ بڑہکر ہین ؟ کیونکہ درصورت مساوات یا کمی الفاظ مندرجہ اس اخبار کے آپکا ان الفاظ
کو گالیان قرار دینا اور اپنے الفاظ کو جو ان الفاظ سے بڑہکر نکلین گالیان نہ کہنا آپ خیال کر سکتے کیسا امر ہے اور لوگ اسپر اسکو
کیا کہینگے ہم کچہہ نہین کہتے - (۲) آیندہ کیلئے اول تو آپکو یہہ مناسب ہے کہ آپ ہمسے مطلق قیل و قال و بحث و جدال چہوڑ دین
اب جس فن (ایڈیٹری اخبار) کے اہل ہین اسمین مصروف رہین - مسایل دین مین دخل دینا ہرگز ہرگز آپکا کام نہین اور
خاصکر مسایل مندرجہ **اشاعۃ السنۃ** کا مقابلہ تو بڑے بڑے فضلاء وقت سے نہین ہو سکا - آپ اسکی جلد اول و دویم و سویم کو

⁂ اس اخبار کی اصل عبارت اس مضمون کے خاتمہ پر نقل ہوگی

ملاحظہ فرماوین توآپ کو اس دعوی کی تصدیق ہو۔ اور اگر آپ اپنی اخبار کی رونق اور اپنے گروہ مین اپنی قبولیت اسمین منحصر سمجھتے ہین کہ ہمارے مقابلہ مین کچھہ نہ کچھہ (گو علم سے کتاب سے دلایل سے اسکو مس بہی نہ لگا ہو) بولتے رہین تو آپ اپنی زبان کو بدگوئی و دشنام دہی سے روکین اور یہہ سوچین کہ کیا گالیان دینا آپکے سوا اور کوئی نہین جانتا۔ دہلی و لکھنو کی ہی بامحاورہ اور تک بندی نہین تو کیا بیمحاورہ اور بیتک بہی پنجاب مین کوئی نہین سنا سکتا اور تیلی بے تیلی تیرے سر پہ کہولو جیسے بے تکون سے کام نہین چل سکتا۔

ہم اپنی وضع اور عادت قدیم کی پابندی سے کچھہ نہ بولینگے تو کیا ہمارا کوئی دوست دہلی یا لکھنو والا یا کوئی پنجابی ہی بہولا بہالا آپکی خبر نہ لیگا اور آپ کو ساکت نہ کردیگا جیسا کہ آپ پہلے بہت لوگون سے ساکت ہو چکے ہین ٭ بہتر ہے کہ آپ اس موعظت حکیمانہ نبویہ کی کہ مومن کو چاہیے کہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔ پابند ہو جاوین۔

من کان یومن باللہ و الیوم آخر فلیقل خیراً او لیصمت (مشکوۃ)	ہماری بحث و خطاب سے ساکت رہین یا بولین تو کچھہ اچھا بولین۔ اور اگر آپ نے پہر ویسا ہی ایسے دو ٹوک

دشنام کا ذکر کیا تو پرچہ آیندہ مین آپ دیکھینگے آپ کو اگلا پچھلا بدلہ کیسا ملتا ہے۔ اور ع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگست پر کیسا عمل ہوتا ہے۔ بدلہ لینے والے تیار اور قلم ہاتھہ مین لئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہماری اجازت کے منتظر ہین۔ اب ہم آپکی اخبار نمبر ۱۶ جلد ۸۔ مطبوعہ ۱۵ اپریل سے آپکی اس کلام ہدایت نظام کو جو اپنی اخبار میر اٹھہ کے جواب مین فرمایا ہے نقل کرتے ہین شاید آپ اس کلام کے لحاظ سے ہماری ان نصیحتون پر عمل کرین ۔ آپ اوس پرچہ مین بیت ۔ بدم گفتی و خورسندم۔ الخ جسکو ہم مقابلہ آپکے طعن اشتہارون کے پیش کر چکے ہین نقل کر کے فرماتے ہین جو انشا پرداز اپنے زور قلم اور زور تقریر سے بکمال طلاقت لسانی و خوش بیانی حریف کو ساکت کردے تو البتہ ایک ناموری کی بات ہے ایسا شخص جسقدر ناز کرے زیبا ہے لیکن جو لوگ محض گالیان دیکر اور پہکڑ کرکے یا تہمتین لگا کر خصم کو خاموش کرنا چاہین تو یہہ کوئی خوبی کی بات نہین ہے۔ اکثر مہذب اول تو یون ہی ایسے لوگون سے نہین بدلتے اگر کوئی خواہ مخواہ اولجھہ پڑے تو جہانتک مناسب ہے اوسیقدر تہذیب کے ساتھہ لکھدیا جاتا ہے کسی کو برا کہنا یا گالیان دینا شریفون کا کام نہین مگر آجکل کے بعض شریف زادے اسی عیب کو ہنر سمجھتے ہین کہ جسطرح ہو مدعا بکو ساکت کیا جائے۔ چاہے مہذب طور پر ہو ۔ یا نامہذب طور پر۔ راستی کے ساتھہ ہو یا ناراستی کے ساتھہ فی الحال ہمکو بعض صاحبون کی حق پسندی کا خوب امتحان ہوا کہ بلاوجہ اپنی ناموری کے واسطہ لوگون کو گالیان دیتے رہتے ہین اگر اسپر کوئی سچا دوست اونکو عام طور پر بہی نصیحت کرتا ہے تو اوسکو بہی صلواتین سنانا شروع فرماتے ہین۔ خیر صاحب خدا تمہارا بہلا کرے۔ لیکن تمام لکہنے والون کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی اونکو درشت الفاظ سے یاد کرے تو اونکو بہی اوسکو ویسا ہی جواب دینا لازم ہوتا ہے جبکہ ایک شخص حد تہذیب سے نہین گزرتا تو کیا وجہ کہ اوسکے ساتھہ نا ملایم الفاظ

مکہ مکرمہ مین حفظ امن اہلحدیث کی تجویز کا پاپولر ہونا

(لائق توجہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ رپورٹر)

(ہمارا اصلی مقصد اتفاق ہے پس جو اس اتفاق کا مانع ہو اس سے مخالفت عین اتفاق کی حمایت ہے)

اہلحدیث کے حفظ وامن کی تجویز جو اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۶ مین بصفحہ (۳۳۶) درج ہو کر شایع ہوئی تہی وہ پاپولر اور عام پسند ہو گئی ہے۔

عوام وخاص وعلماء اعیان گروہ اہلحدیث نے (جنمین بعض نواب وامراء بہی شامل ہین) اس تجویز کو پسند کر لیا ہے اور بذریعہ خاص خاص مراسلات اپنی توافق رائے پر ہمکو مطلع کیا ہے بلکہ اس گروہ کے ارکان واکابر اس فکر وتجویز مین ہین کہ اس تجویز کی منظوری کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا یا سکرٹری آف سٹیٹ سے درخواست کرین۔

رہے اُن کے فروع† مذہب مین **مخالفین** اور اہل اخبار نکتہ چین جن سب کے پاس اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ کی کاپیان بہیجی گئی ہین وہ بہی اس تجویز کی مخالفت اور نکتہ چینی سے ساکت ہین جس سے ہم بحکم الخاموشی نیم رضا۔ اور السکوت فی معرض البیان بیان استنباط کر سکتے ہین کہ وہ لوگ بہی اس تجویز سے ناخوش نہین اور اسمین سلطنت روم یا کسی اور مسلمان کا کوئی خرج ونقصان نہین سمجھتے۔

نکتہ چین اخباریون سے ہماری علم مین صرف دو شخص ایسے ہین جنکو اس تجویز سے اتفاق نہین ہے۔ ایک ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر لکہنو (۲) اڈیٹر اخبار دار السلطنت کلکتہ۔ سو یہ بہی اس تجویز مین کوئی پولٹیکل وجہ نا اتفاقی (جسکا گورنمنٹ پر کوئی اثر مضر ظاہر ہو) بیان نہین کرتے صرف مذہبی (اور وہ بہی اپنا ذاتی) بخار وغبار نکالتے ہین۔

اڈیٹر اخبار مشیر قیصر اپنے اخبار نمبر ۱۲ جلد ۸ مطبوعہ ۱۵۔ اپریل مین سرگروہ اہلحدیث مولانا

---

† لفظ فروع مین یہہ اشارہ ہے کہ اصول مذہب مین یہ سب ایک ہین صرف بعض فروعات (جیسے رفع یدین وآمین بالجہر وغیرہ) مین انکا اختلاف ہے۔

سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا غدر ۱۸۵۷ء مین شریک نہ ہونا اور اسکو معصیت و بغاوت اور عہد شکنی و بے ایمانی قرار دینا - اور اس عین طوفان بے تمیزی مین ایک لیڈی زوجہ مسٹر لیسن کی جان بچانا بحوالہ اشاعۃ السنہ بیان کرکے فرماتے ہین کہ "ہم خوب جانتے ہین کہ آپ خیرخواہ سرکار نصارا[†] ہی نہین" - اور تمنے مولوی رحمت اللہ صاحب و فلان حاجی صاحب (مفسدین و باغیان مفسدہ ۱۸۵۷ء کو مراد رکھتے ہین) کی مخبری کی ہی - اور سلطان روم کی تحقیر و توہین کی ہے"۔

اور اڈیٹر **دار السلطنۃ** کلکتہ اپنے پرچہ نمبر ۴۲ جلد ۴ مطبوعہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۴ء مین فرماتے ہین یہہ بہی گورنمنٹ کی بڑی خوش اقبالی ہی کہ مسلمانون مین خاطرخواہ نفاق پہیلایا جا رہا ہی اسی نفاق کا باعث تہا جو ہندوستان ہاتہہ سے گیا - شاید اس جملہ پر بہی اب گورنمنٹ کو رجوع کرینگی - سو کچہہ اندیشہ نہین گورنمنٹ خود مقر ہے کہ انہین نفاق نہوتا تو یہ ملک ہاتہہ نہ آتا - اور بڑی خیرخواہی آپکی یہہ ہی کہ آپنے ۱۸۵۷ء کی جہاد کا نقشہ اتار کر ازسرنو گورنمنٹ کو دکہانا چاہا - بہلا ایسی خیرخواہی اور مخبری مین بہی آپ سرفراز نہ ہونگے تو اور کونسی کارروائی اس سے بڑہکر ہوگی - ان دونو مخالفین نکتہ چین نے جو مخالفت ظاہر کی ہی اسکی نسبت گورنمنٹ یقین کرسکتی ہی کہ وہ کسی پولٹیکل وجہ پر (جو بحق گورنمنٹ مضر ہو) مبنی نہین ہی - بلکہ ان مخالفین نے تو اپنے زعم مین اس تجویز کو صرف گورنمنٹ کی خیرخواہی اور خوش اقبالی قرار دیدیا ہی - لہذا ہم گورنمنٹ کو یقین دلانے کا استحقاق رکہتے ہین کہ یہ تجویزات موافقین و مخالفین کے نزدیک یوسفل اور پاپولر ہوچکی ہی اب گورنمنٹ ازراہ دور اندیشی اسطرف ضرور توجہ کرے اور سلطنت روم سے اسباب مین خط و کتابت کرے خصوصًا اس حالتمین کہ اعیان گروہ اہلحدیث کی جانب سے اس استدعا کی متضمن درخواست پیش ہو -

صاحب گورنمنٹ سی رپورٹر سے امید ہی کہ وہ اس مضمون کو اچہی تفصیل سے گورنمنٹ کے گوش گذار کرینگے

یہہ تو اس مضمون کا اصل مدعا بیان ہوا - **اب اُن** حضرات نکتہ چین کی نکتہ چینی پر رائے زنی کی جاتی ہی کہ وہ بہی توجہ گورنمنٹ کے لائق ہی - مگر پہلے اپنے معاصرین (خصوصًا اپنے ہموطن دوست اڈیٹر اخبا

[†] لفظ سرکار متن مین ہی اور نصاری حاشیہ مین - بعلامت ن نسخہ

رفیق ہند سی جنہون نے اپنی پرچہ ۲۶- اپریل مین اہل اخبارات کی باہمی ناچاقی پر افسوس کیا ہی اور ایڈیٹر اخبار شیر قیصر کی اخبار میرٹھ کو باغی قرار دینی پر انکو (مصرعہ) این کار از تو آید مردان چنین کنند کا مصداق ٹھہرایا ہی) سے **معافی** مانگتی ہین اور اسمین اپنا یہہ **عذر** پیش کرتے ہین کہ وہ لوگ ہمکو علی الاعلان مخبر و مفسد قرار دیتے ہین پس اگر ہم اسکے جواب مین کچھہ نہ بولین تو گویا اپنا مخبر و مفسد ہونا ناحق تسلیم کرلین - اسکے بعد گذارش پرداز ہین کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ اہلحدیث کی مفسدہ ۱۸۵۷ء کو بغاوت قرار دینی اور اسمین خود شریک نہ ہونی اور ایک لیڈی کی جان بچانے کو اڈیٹر شیر قیصر کا خیرخواہ نصاری قرار دینا یہہ معنی رکھتا ہے کہ ایسی کاموں مین اور ایسی موقعون پر گورنمنٹ کی خیرخواہی مذہب نصاری کی خیرخواہی و تائید ہی جو اسلام کے مخالف اور ناجایز امر ہے - اور اگر وہ اس کلام سی یہہ معنی مراد نہ رکھتی اور غدر ۱۸۵۷ء مین شریک ہونی اور اسکو بغاوت و معصیت قرار دینی اور اس لیڈی کی جان بچانیکو وہ جایز طور پر سرکار کی خیرخواہی سمجھتی تو لفظ نصاری جو گورنمنٹ کا مذہبی ایڈرس ہی اسموقعہ پر قلم مین نہ لاتے - اور اس معنی کر یہہ کلام گورنمنٹ سی عداوت اور ملک کو بغاوت کی ہدایت اور مذہب اسلام سی مخالفت نہین تو کیا ہی اور اسپر انکو بمقابلہ اخبار میرٹھ اپنی اخبار مطبوعہ ۱۵- اپریل مین یہہ دعوی کرنا کہ لکھنؤ مین ایسا کوئی اخبار نہین جسکو گورنمنٹ انگریزی سی دلی عداوت ہو کب زیبا ہی - اور خود مدعی اسلام ہونا اور خیرخواہان گورنمنٹ کو مخالف اسلام قرار دینا کیونکر روا ہے -

اپکو اگر مسئلہ جہاد یا غدر ۱۸۵۷ء یا خیرخواہی گورنمنٹ نصاری (جسکی ظل حمایت و رعایت مین مسلمان با امن آباد ہون) کی نسبت حکم اسلام سی ناواقفی ہی تو آپ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ صفحہ ۲۸۷ کو اور ان نمبرون کو جنکا اس صفحہ کے نوٹ مین ذکر ہے ملاحظہ فرمالین - اور اگر آپ ان احکام اسلام سی واقف ہو کر ان پر یقین نہین رکھتی تو پھر آپکو حلال نہین ہی کہ ایک دم عملداری اس گورنمنٹ مین جسکو نصاری سی تعبیر کرتے ہین اوقات بسر کرین - بلکہ آپکے خیال کے روسی آپ پر فرض ہی کہ اس دار الحرب سی ہجرت کر کے مکہ معظمہ پر یہین وہان تشریف لیجاوین جہان آپ کے مہاجر مولوی رحمت اللہ (مفسد و باغی ۱۸۵۷ء) تشریف لیگئے ہین - وہان بیٹھکر اسی اخبار شیر قیصر کے ذریعے جو جی مین آوے بغاوتین یا مداہنتین پھیلا دین -

آپکا یہہ فرمانا کہ تمنی مولوی رحمت اللہ وغیرہ یا عیان شہر کی مخبری کی - اسکا جواب ہم ٹیٹل پیج اشاعۃ السنہ نمبر۱ مین دیچکی ہین پہر اس اعتراض کا اعادہ فتوت تو نہین ہے اور اگر آپنے یہہ سمجہہ لیا تہا کہ اشاعۃ السنہ کو ہماری ناظرین اخبار کہان دیکہتی ہونگی تو یہہ اور بہی شرم کی بات ہی جو چیز چہپ کر مشتہر ہو جاوی وہ کہین چہپی رہسکتی ہی لیجیے ہم پہر وہی جواب عرض کرتے ہین - اشاعۃ السنہ نمبر۱ کے ٹیٹل پیج کی معروضات کی دفعہ ٤ مین ہمنی کہا ہی ان رسایل مین بعض مسلمانون کی واقعی حالات مخالف گورنمنٹ کا بیان ہوا ہی اُسسی بہی اپنی ہی ضرر کی مدافعت مدنظر ہی جو شخص اُسکو مسلمانون کی ضرر رسانی سمجہی یا مخبری قرار دی وہ پہلی اکمل الاخبار دہلی نمبر٦ ہم جلد ١٨ - اور شیر قیصر نمبر٢ جلد٨ اور رسالہ انتظام المساجد اور رسالہ جامع الشواہد زرد رو ملاحظہ فرماکر انصاف سی دیکہی کہ پہلی کس نے مسلمانون کو باغی اور مفسد اور گورنمنٹ کا بدخواہ اور واجب القتل کہا ہی اور یہہ مخبری کس سی سرزد ہوئی ہی پہر جو کہنا ہو سو کہیے اب اگر اسکی آپ تفصیل لوگون کو سنانی چاہتی ہین تو ہمکو اس سی بہی دریغ نہین **آپنی** اخبار نمبر٢ جلد٨ مین اہلحدیث کی نسبت فرمایا ہی کہ وہ گورنمنٹ کی باب مین کچہہ اور ہی ارادہ رکہتی ہین اور اسکی حاشیہ مین کہا ہی جیسا کہ حکام کو وقتاً فوقتاً دریافت ہوا ہی اور اکمل الاخبار کی نمبر٦ ہم جلد ١٨ مین اہلحدیث کی نسبت کہا ہی کہ ہندوستان مین اِن مٹہی بہر مفسد اور باغیون کے کہنی سی (گورنمنٹ) پانچ کروڑ مسلمانون کو باغی کر دی اور رسالہ جامع الشواہد اور انتظام المساجد کی عبارتین نمبر۱ مین بصفحہ ٢٩١ و ٢٩ منقول ہو چکی ہین - اب **فرمائے** مسلمانون کی مخبری کس نے کی - آپ اگر اس جرم سی بری ہین اور جو کچہہ ہمنے آپ کی اخبار یا اکمل الاخبار دہلی سی نقل کیا ہے غلط نقل کیا ہی - تو آپ پہلی مخبرون اور جہوٹون پر لعنت کہین اور ہم اسپر مشن باد اور آمین بالجہر کہنے کو حاضر ہین -

یہی اڈیٹر دارالسلطنت کلکتہ کی دعوی مخبری کا جواب ہی اور **جو اُس نے** اور سخت کلامیان کی ہین اِسکا ہم کچہہ جواب نہین دیتی - ہم سے پہلی ایک ثالث ہم عصر اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور نے جو اسکا جواب دیا ہی اسکو ناظرین کی انصاف کی امید سی نقل کر دیتے ہین - آپ فرماتے ہین

اتنی زیادتی بہی نہ چاہیے

۲۹- مارچ کے اخبار دار السلطنۃ کلکتہ نے کچھہ اوپر تین کالم **مولوی محمد حسین** لاہوری کے عنوان سے لکھکر **جتایا ہے** کہ مولوی صاحب موصوف اہل اسلام مین فساد کی ترقی دینے والون بلکہ بانیان فساد مین **اول** نمبر ہین اور انکی اشاعت السنہ کو اشاعۃ النفاق کے نام سے نامزد کرکے بہت ہی پرجوش بحث اُن کی اور اُن کے اوستاد مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کے مذہبی عقاید پر کی ہے جسپر یہہ دو نو مقلد اور غیر مقلد بزرگوار آپ ہی بہگت لین گے۔ مگر ہماری اپنی گذارش تو نکتہ رس معاصرین سے صرف اسیقدر ہے جسکو پہلے بھی بمراتب التماس کر چکے ہین کہ جہانتک ممکن ہو کبہی **ذاتیات** سے بحث نہ کی جائے اور نہ وہ کسی اخبار کو (جبکہ وہ سب ہندو مسلمانون اور عیسائیون کے ساجہی کا مال ہونے سے محض ایک ملکی اخبار تسلیم کیا گیا ہے) مذہبی چھیڑ چہاڑ کا آلہ بنائین ایسی فضا یا کسی لئے تو کچھہ وہی قومی رسالے یا خاص قسم کے اخبار موزون معلوم ہوتے ہین۔ جو مرحوم تہذیب الاخلاق یا نور افشان لدہیانہ یا گیور کہشائی بجوارہ کیطرح اپنی اغراض کی اشاعت کے بعد اُنہی اغراض سے نامزد کردئے ہون۔ ایک ملکی اخبار مین اور پہروہ بہی اڈیٹوریل کے ذیل مین ایسی دور از مصلحت کج بحثیون کا درج کرنا وقایع نگاری کی پولیٹکل شریعت مین گناہ کبیرہ سے کم نہین ہے۔ جس سے ملکی اخبارون اور اصلاحون اور انتظامون یا اخلاقی ترقیات کی تدابیر کے عوض آپسمین شکر رنجی یا ایک دو ہم خیالون کی جی خوش کردینے کے سوا کوئی نیک نتیجہ نکل نہین سکتا۔ ایک ایسا ناکارہ جوش جو کسی مہذب گروہ کو انسان سے لام کاف نکالنے مین ظاہر ہو صرف نفرت وکراہت ہی کی بنیادون کو مضبوط نہین کرتا- بلکہ (دور از حال دوستان) کبہی کبہی اُس سے انسان ایسا بیوڑہی کے پھیر مین آجاتا ہے کہ توبہ ہی بہلی — دار السلطنت جیسے اخبار سے جسکا مقام اشاعت ایک واجب التعظیم دار الامارت ہندوستان کے لئے ہی بعید ہے کہ وہ کسی سے اولجہنا پسند کرے- بلکہ ہم تو اس فن شریف کے چمنکدہ مین اپنے تمام ننہے پودے سے انکی عمدہ تربیت اور نشو ونما

ہونے کے لئے یہی رفیقانہ صلاح دیتے ہین کہ وہ اپنی رفتار و گفتار مین سلامت روی اختیار کرین اور "ہر چہ برخود مپسندی بر دیگران مپسند" کو اپنا دستور العمل بنائین ورنہ کچھہ وہی پاجی۔ مخالف۔ چرکٹے۔ بدوضع۔ اوباش۔ لچے۔ لُچے۔ نالایق شہدہ مزاج وغیرہ وغیرہ کہنا نہین جانتے ہے

دہن خویش بدشنام میالا صائب کاین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

ہم مطلق شوخی تحریر کے مانع و مزاحم نہین ہین بلکہ جب کسی امر کے نتیجہ کی برائی بہلائی کا فیصلہ کرکے شوخ قلمی کو مہذب پیرائے مین ظاہر کیا جاے تو ہم دل سے اس تحریر کو پسند کرتے ہین لیکن وہ سب الفاظ یا اُس قسم کے الفاظ جو ایک رفیق ہمعصر کے خیال کا نمونہ اور اُنکی ایک ہی مضمون سے ہمنے بطور مشتے نمونہ خروارے نقل کئے ہین بہت ہی نازیبا اور وقایع نگاری کے مسلک کے خلاف ہی۔ جسکا معیار یہی ہے کہ اگر وہ اپنے لئے انہین پسند نہین کر سکتے تو ضرور وہ سب کے نزدیک ہی ناپسندیدہ ہین جسکی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اگر کسے ایسے ویسے مضمون کے لکہنے کے بعد اُسکی نظر ثانی کی ہی تکلیف گوارا کیا کرے اور ساتہہ ہی اتنا خیال بہی التزاماً ہونا ہی کہ اُسوقت راقم مضمون اسکو نہین دیکہہ رہا ہے بلکہ کسی بڑے سے بڑے حریف یا نکتہ چین کی نظر اُسپر پڑ رہی ہے اور اس صورتمین جن الفاظ یا عبارات کی نسبت یہہ احتمال ہوتا ہو کہ حرفا کو انپر انگشت نمائی کا موقع ملیگا۔ اور پہر اُنکی حک و اصلاح بہی کردی جائیگی تو ہمین امید نہین کہ کبہی کوئی نی نکل سکے" (کوہ نور نمبر ۴۱ جلد ۳۶ مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء) **اس جواب کے جواب** یا آیندہ ہماری کسی بات کے جواب مین اڈیٹر دار السلطنت کلکتہ سخت کلامی سے پیش آوین گے تو ہم بہی جو کچھہ مناسب نظر آیا سنائینگے **بالفعل** باقتباس کلام اپنے ہمعصر اڈیٹر کوہ نور لاہور کے اُتنا کہتے ہین کہ یہہ اخبار جس کے اڈیٹر ایسے خیال ہین دار السلطنت کلکتہ سے شایع ہونیکے لایق نہین ہے اسمین کلکتہ کے

نام کو بٹہ لگتا ہے - یہہ دہلی ہی سے جہان کا اس کا مشتہر (یا پبلیشر و ایڈیٹر) رہنے والا ہے اور وہ قدیم سے فتنہ و فساد کا معدن و منبع ہے شایع ہونیکے لایق ہے - اور اگر اسکے اس قسم کے خیالات کہ مسلمانون کا باہمی تفرقہ گورنمنٹ کی خوش اقبالی ہے اور گورنمنٹ اسبات کی خود منتظر ہے گورنمنٹ کے نزدیک پسندیدہ و خیر خواہانہ خیالات ہین تو اس اخبار کو اور ترقی دینی چاہئے - گورنمنٹ اسکے پریس کو لنڈن مین بلالے اور وہان سے یہ اخبار دارالسلطنت لنڈن کے نام سے شایع ہوا کرے -

اخیر مین ہم اسبات پر افسوس اور حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہین کہ آیا اس قسم کے مضامین کو صاحب گورنمنٹ رپورٹر اور پولٹیکل عہدہ دار گورنمنٹ گورنمنٹ مین پیش نہین کرتے - یا پیش ہوکر معرض بحث و غور مین نہین آتے -

ہمارے فیاض و ہردل عزیز وایسرائے لارڈ رپن بالقابہ نے اخبارون کو آزادی تو دی ہے مگر ایسے مضامین کہ گورنمنٹ کی خیر خواہی نصاری کی خیر خواہی ہے اور گورنمنٹ مسلمانون کی باہمی تفرقہ کو اپنی خوش اقبالی سمجھتی ہے کیطرف بے التفاتی وکم توجہی ہرگز پالیسی گورنمنٹ کے موافق نہین ہے - یہ مضامین کبھی نہ کبھی برا اثر دکہائینگے مسلمانون کو خیر خواہی و اطاعت گورنمنٹ سے منحرف کردینگے - آیندہ گورنمنٹ خود دانا ہے -

امور مملکت و ملک خسروان دانند
گدائی گوشہ نشینی تو حافظا مخروش -

مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری کی تقریر پر نظر

ہماری مضمون ترقی معکوس مندرج نمبر ۷ جلد ۶ کے مقابلہ مین مولوی صاحب موصوف العنوان نے ایک تقریر تحریر فرمائی تہی جو اخبار شیر قیصر نمبر ۱۵ جلد ۷ مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء مین شایع ہوئی ہے اسکا جواب ہمنے ایک خط اسی اڈیٹر شیر قیصر مین ادا کیا تہا جو شیر قیصر نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۸۸۴ء اور اشاعۃ السنہ نمبر ۹ و ۱۱ جلد ۶ مین شایع ہوا ہی اس جواب کی جواب مین آپنے ایک اور تقریر تحریر فرمائی ہے جو شیر قیصر جلد ۸ کے نمبر ۳ مین لغایت نمبر ۷ اشایع ہوئی ہی ۔

یہہ تقریر اس قابل نہ تہی کہ ہم اسکا جواب تحریر مین لاتے اور ایسی تقریر کے محرر کو مخاطب بناتے ۔ ہم کیا کوئی بہی اہل علم صاحب تہذیب اس امر کو پسند نہین کرتا ۔ کیونکہ یہہ تقریر اول سی آخر تک عامیانہ و غیر مہذبانہ طعن و تشنیعات و مجادلانہ الزامات سی مملو ہی اور داب مناظرہ کے مخالف ۔ اور علم و انصاف سی معطل ۔ پہر ایسی تقریر کے جواب مین قلم اوٹہانا اور ایسی شخص کو مخاطب بنانا کسی اہل علم و انصاف و پابند تہذیب کو کب مناسب ہی ۔

ولیکن اگر ہم یہہ سمجہکر یا اتنی بات جتا کر خاموش ہو رہتی ہین تو شاید اس سکوت کو اکثر اس تقریر کے ناظرین (جو اہل علم نہین ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ مناظرہ کیا چیز ہے اور مجادلہ کیا اور علم حدیث کس علم کا نام ہے اور تہذیب کسکو کہتی ہین) عجز پر حمل کرین اور اس تقریر کے یہہ دعوی کہ ہمنے آداب مناظرہ کو ترک کیا اور سایل سے دلیل کا مطالبہ کیا " دیکہکر یہہ خیال کرنے لگین کہ صاحب اشاعۃ السنہ نے ان باتون مین الزام کہایا ہی اسلئے بدگوئی و بے تہذیبی مخاطب کے بہانہ سی سکوت اختیار کیا ہی اور اس بیت کا امتثال کیا ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان کنجے گرفت ترس خدا را بہانہ ساخت

[illegible]

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ۳ و ۴ و ۵ — معہ — جلد ۷

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الاولیٰ والثانیہ و رجب ۱۳۰۱ھ مطابق مارچ و اپریل و مئی ۱۸۸۴ء عیسوی

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہہ رسالہ اور اُسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شایع ہوتا ہے

(۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ ملسکتا ہے (۴) رسالہ کے اصول و اغراض ذیل ہین۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکے فروع عظام سے خصوصاً جو تعلق معاشرت ہون بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانون کی دنیاوی ترقی کے مضامین شایع کرنا۔

(د) پولیٹکل مضامین سے جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کی حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے۔

(۶) قیمت رسالہ نوابون اور رئیسون سے سالانہ للعہ گورنمنٹ اور عام اغنیا سے للعہ متوسط اہل وسعت سے لعہ کم وسعت لوگون سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین سے عہ بے وسعت اہل علم جو اسکی اشاعت کرین دعا خیر قیمت ضمیمہ ہر ایک درجہ والون سے ربع قیمت رسالہ یعنی ۔ عہ ۔ ۱۲ کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے۔

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ و تقرری خریدارون کے بیان بالایمان پر ہے۔

(۸) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پوری نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے۔

(۹) بسبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوی ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار ہوگا) ابوسعید محمد حسین

فہرست

اطلاع

خاکسار ماہ صیام سمالہ مین بسر کرنے کا عزم رکھتا ہے لہذا تا آخر ماہ صیام خط و کتابت و ارسال زر بنام خاکسار حسب نشان ذیل ہونا چاہئے۔

ابوسعید محمد حسین لاہوری ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

معرفت منشی فضل الدین نقشہ نویس محکمہ پبلک ورکس ضلع شملہ کسولی

مکان منشی عبد العزیز صاحب

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

مکہ معظمہ مین اہلحدیث کے حفظ و امن کی تجویز معروضہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ کی تائید مین

مسٹر بلنٹ ممبر پارلیمنٹ کی رائے

(قابل توجہ گورنمنٹ)

اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۷ صفحہ ۳۷۲ مین جو ہمنے خاصکر اہلحدیث ہندوستان کے حفظ و امن کی نسبت رائے ظاہر کی ہے اوسکی مثل بلکہ اوس سے بڑہکر مسٹر بلنٹ نے اپنی کتاب فیوچر آف اسلام مین عموماً حجاج اہل اسلام کے نسبت رائے ظاہر کی اور اسپر گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے چونکہ یہ کتاب اکثر اہل اسلام ہند مین مقبول و معتبر سمجھی گئی ہے* بڑے بڑے مدعیان حمایت و حمیت اوس کا مجملہ ایک حضرت ایڈیٹر مشیر قیصر ہند اپنے پرچہ نمبر ۲۱ جلد ۸ مطبوعہ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ع مین فرماتے ہین :-

اسلام کی ایندہ حالت

مسٹر بلنٹ کی اس مشہور کتاب کو مترجم صاحب کی عنایت سے ہمنے بہی دیکہا۔ گو ابہی کل کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کی نوبت نہین آئی تاہم جہانتک ہمنے دیکہا مصنف کو اسلام کا طرفدار پاتے ہین مسٹر بلنٹ نے مذہب اسلام کی کیفیت کس خوبی سے بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑے واقفکار ہین اکثر جگہ مصنف صاحب کی طرز بیان سے یہ نہین پایا جاتا کہ لکہنے والا اسکا مسلمان نہین ہے۔ کیونکہ بدون مسلمان علماء کے بہت سی باتین ایسی ہین کہ غیر مذہب کا آدمی کیا ہی واقف ہو نہین جانسکتا ہے پس اس کتاب کے بعض مقامات دیکہکر حیرت ہوتی ہے۔ اس کتاب مین منجملہ دیگر حالات کے امام مہدی کے حالات بہی لکہے ہین۔ بعض اسلامی سلطنتون کے نسبت گو بعض باتین اونکی آزادانہ ہون جنکا اونہون نے عذر بہی کیا ہے۔ تاہم مسلمانون کو اس کتاب کا مطالعہ واجبات سے ہے یہ کتاب صرف ایکہزار جلد چہپی ہے۔ اور کاغذ اعلے قسم کا لگایا گیا ہے چہاپہ بہت روشن ہے اور خوشخطی بہی قابل تعریف ہے مترجم صاحب کی غرض اسکے ترجمہ سے صرف یہی ہے کہ ہندوستان کے خاص و عام بالخصوص مسلمانون کو اطلاع ہو کہ ایک انگریز مذہب اسلام اور تمام دنیا کے مسلمانون کی نسبت کیا خیال رکہتا ہے۔ پس ہم کہتے ہین کہ قطع نظر اس سے کہ اونکی رائے بعض جگہ صحیح ہو یا غلط۔ ہر حال مین اس کتاب کا معائنہ ضروریات سے ہے کیونکہ اسکی تحقیق اعلی رتبہ کی ہے مصنف نے جو ایک شعر عربی اصل کتاب انگریزی کے زیب عنوان کیا ہے اوس سے مسلمانون کو ایک عمدہ نصیحت حاصل ہوسکتی ہے اور وہ شعر یہ ہے ؎

* اس کتاب مین مصنف ممدوح کی کتاب کے نسبت بعض ایسے مبالغات ہین جنسے کسی اہل علم کو اتفاق نہین ہے۔ ایڈیٹر

اسلام نے اس کی تعریف و توصیف مین پر زور ریویو اپنی اخبارون
مین شایع کئے ہین اور بڑے بڑے روساے اہل اسلام نے
اس کے ترجمہ و طبع و اشاعت مین بہت سعی مبذول فرمائی
ہے - اور غالباً گورنمنٹ کی نظر مین بھی اس کتاب کی پوری قدرت
ہوگی اسلئے ہم اسکے چند فقرات اپنی راے کی تائید مین نقل
کرتے ہین - اور پہلے اپنے اخوان اہل اسلام سے التجا کرتے ہین
کہ اگر وہ ان فقرات کو ہماری تجویز کے موافق و موید پاوین تو اس تجویز کی
طرف خود بھی توجہ فرماوین - اور گورنمنٹ کو بھی توجہ دلاوین پھر اپنے
دور اندیش گورنمنٹ سے خواستگار ہین کہ اگر مسٹر بلنٹ کی راے
کو کچھ وقعت و اعتبار ہے تو تجویز اشاعۃ السنۃ (جو اس کے موافق
ہے) بھی محل توجہ گورنمنٹ ہو اسوقت بعض پولیٹکل حالات اس
توجہ سے مانع ہین تو آئندہ جب ان موانع کا ارتفاع ہو تب ہی اس
تجویز کی طرف توجہ ہو -

لا تقنطوا الدہر تیسر عقیدہ و لیعود احسن فی النظام واجملا

یعنے - ہرگز تو مایوس اور دل شکستہ (اگر بکھر گئے ہین پھوتی + زیادہ تر حسن عمدگی سے بار دیگر گوندہے جاوینگے موتی و
آمین آمین ثم آمین - خدا کرے - ایسا ہی ہو - فی الواقع مسلمانون کو اپنی ترقی سے مایوس ہونا چاہئے اور عزم و ہمت
باندہنا چاہئے کیا عجب ہے کہ انکو از سر نو ترقی و سرسبزی حاصل ہو -
سیاحت فیوچر اسلام کو ہندوستان مین کوئی جانتا بھی نہ تھا بعض لوگون نے انگریزی اخبارون مین کچھ اسکا تذکرہ پڑھا ہو
تو پڑھا ہو لیکن اہل ہند کو جناب منشی مولوی سید اکبر حسین خان بہادر منصف علی گڈہ کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ انہون نے اپنا
قیمتی وقت اور بہت کچھ زر نقد اسمین صرف کر کے اس کتاب کو عمدہ طور پر چھپوایا - پس ضرور ہے کہ اسکی خریداری سے
ملک کے تربیت یافتہ لوگ فائدہ اٹھائین - ضخامت اس کتاب کی ۲۰۰ صفحہ ہے اور عام قیمت ہے شائقین کو چاہئے
کہ مقام علیگڈہ کے پتہ سے نقد قیمت بھیجکر منصف صاحب سے منگوالین ۔ مشیر قیصر نمبر ۱۲ جلد ۸

اس کتاب کی فصل پنجم مین صفحہ ۴۲ پر لکہا ہی مسلمانون کا خیال انگریزی حکومت کی بنسبت جہانتک مجہکو علم ہوسکا ہی
اور جہانتک بمقابلہ دیگر ہندوستانی اقوام کے مین نے اندازہ کیا ہے اور جانچا ہی مخالفانہ نہین
× × × × اگر گورنمنٹ ہند مذہبی امور مین اونکی کوئی خاص حمایت کرے تو مین
بہروسہ کے ساتہہ کہتا ہون کہ وہ لوگ صرف رضامند اور قانع ہی نہین بلکہ حقیقت مین اور
عملی طور پر وفادار رعایا بنجائین ؛-

اور صفحہ ۲۴۴ مین لکہا ہے تیسری غرض ایشیائی ترکی سے متعلق ہے - اسمقام کو ہمنے بذریعہ عہدنامہ
کے ملک غیر کے حملہ سے محفوظ رکہنے کی ذمہ داری کی ہے - اگرچہ ہماری ذمہ داری برائے نام سلطان
سے ہے اوس سلطنت کے باشندون سے نہین ہے اور اگرچہ ذمہ داری ایک امر ناممکن الوقوع پر محول
و مشروط ہے یعنی انتظامی اصلاح - اور اسوجہ سے اوسکی پوری پابندی نہین ہے تاہم اس بات کا
مقر نا ہونا ناممکن ہے کہ مسلمانان ایشیائی کوچک اور شام کے مقابلہ مین ہمپر ایک اخلاقی
ذمہ داری ہے - اب یہہ بات دیکہنے باقی ہے کہ ہم اوس ذمہ داری کو کہانتک پورا کرتے ہین
یا کر سکتے ہین - خود مجہکو یہہ خیال نہین ہے کہ اب انگلستان ترکی بولنیوالی آبادیون کے تحفظ
و حمایت مین آیندہ دست اندازی کریگا ؛-

اور صفحہ ۲۴۹ مین لکہا ہے پس انگلستان کے لئے یہہ بات ناممکن ہے کہ وہ فی الحقیقت اپنی عملی حالت مین
مسلمانون کے ساتہہ مخالفانہ طریق اختیار کر سکے - ممکن ہے کہ انگریز لوگ بحیثیت عیسائی ہونیکے
اس بات پر افسوس کرین لیکن بحیثیت سمجہ کر عمل کرنیوالے انسان ہین بلا شبہہ یہہ اونکی دانشمندی
ہوگی کہ اس امر واقع کو مان لین اور اون فرایض کو جو اوسکے لوازم مین سے ہین قبول کرین
اور یہہ فرایض صرف سکوت اور خاموشی کی حکمت عملی کے برتنے سے پوری نہین ہو سکتی - ایسا قرار
دیدینے اور اسی عام قاعدہ کے مقرر کر دینے سے کام نہ چلیگا کہ جمیع مذاہب مساوی سمجہے جاوینگے اور سب
کے ساتہہ تحمل اور بردباری سے یکسان برتاؤ کیا جائیگا بلکہ مذاہب اسلام کی بنسبت انگلستان کو کچہہ اس سے
زیادہ کرنے اور کرنیکو تیار ہوجانا چاہئے - محمدیت محض ایک رائے اور خیال نہین ہے بلکہ ایک خاص

باقی آیندہ

مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری کی تقریر پر نظر

ہمارے مضمون **ترقی معکوس** مندرجہ نمبر ۷ جلد ۶ کے **مقابلہ** مین مولوی صاحب موصوف العنوان نے **ایک تقریر تحریر** فرمائی تہی جو اخبار مشیر قیصر نمبر ۱۵ جلد ۷ مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء مین شایع ہوئی ہے اسکا جواب ہمنے ایک خط اسی اڈیٹر مشیر قیصر مین ادا کیا تہا جو مشیر قیصر نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۸۸۴ء اور اشاعۃ السنہ نمبر ۹ و ۱۰ جلد ۶ مین شایع ہوا ہے **اس جواب کے جواب مین** آپنے ایک **اور تقریر تحریر** فرمائی ہے جو مشیر قیصر جلد ۸ کے نمبر ۱۳ مین لغایت نمبر ۱۷ شایع ہوئی ہے -

یہہ تقریر اس قابل نہتی کہ ہم اسکا جواب تحریر مین لاتے اور ایسی تقریر کے محرر کو مخاطب بناتے - ہم کیا کوئی بہی اہل علم و صاحب تہذیب اس امر کو پسند نہین کرتا کیونکہ یہہ تقریر اول سے آخر تک عامیانہ و غیر مہذبانہ طعن و تشنیعات و مجادلانہ الزامات سے مملو ہے اور داب مناظرہ کے مخالف - علم و انصاف سے معطل - پہر ایسی تقریر کے جواب مین قلم اٹہانا اور ایسے شخص کو مخاطب بنانا کسی اہل علم و انصاف و پابند تہذیب کو کب مناسب ہے -

ولیکن اگر ہم یہہ سمجہکر یا اپنی بات جتاکر خاموش ہو رہتے ہین تو شاید اس سکوت کو اکثر اس تقریر کے ناظرین (جو اہل علم نہین ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ مناظرہ کیا چیز ہے اور مجادلہ کیا اور علم حدیث کس علم کا نام ہے اور تہذیب کسکو کہتے ہین) عجز پر حمل کرین اور اس تقریر کی یہہ دہوم دہام دیکہکر کہ انہنے آداب مناظرہ کو ترک کیا اور سایل سے دلیل کا مطالبہ کیا" دیکہکر یہہ خیال کرنے لگین کہ صاحب اشاعۃ السنہ نے ان باتون مین الزام کہایا ہے اسلئے بدگوئی و بے تہذیبی مخاطب کے بہانہ سے سکوت اختیار کیا ہے اور اس بیت کا امتثال کیا ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان - کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

لہذا ایکی دفعہ ہم اسکا جواب جس سے ہماری اس دعوی کی ناظرین کو تصدیق ہو اور اس تقریر کا داب مناظرہ کے مخالف اور علم و تہذیب و انصاف سے خالی ہونا ثابت ہو تحریر میں لاتے ہیں آیندہ بھی اگر انہوں نے ہمارے جواب میں یہی ہنر دکھایا تو ہمکی طرف سے انکو سلام ہے اور اس بیت پر قطع کلام ہے تو و طوبیٰ و ما و قامت یار ☆ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ☆ افسوس اس دوست نے ہمکو اپنے مقابلہ میں طبع آزمائی کا موقع نہ دیا سخت سست کہکر جلد ترک کلامی پر ہمکو مجبور کر دیا ۔ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ☆ روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ☆ چونکہ ہماری یہہ تحریر بظاہر آخری تحریر معلوم ہوتی ہے جسمین مخاطب کی بے تہذیبی و ناانصافی و داب مناظرہ سے چشم پوشی کا اظہار مد نظر ہے لہذا مناسب ہے کہ اس مقام میں اپنی اور اُنکی سابق تحریر کا جو فریقین کے علم و انصاف و تہذیب کو اچھی طرح ظاہر کرتے ہیں اور شاید وہ بعض ناظرین کے نظر سے نہیں گذرین ایسی خلاصہ مطلب بیان کرین تاکہ ناظرین کلام فریقین مین باہم موازنہ کرکے یہہ دادو دین کہ ابتدا سے انتہا تک علم و تہذیب و انصاف و اب مناظرہ کی پابندی کس طرف سے ہے ۔

ہمارے سات صفحہ مضمون ترقی معکوس کا خلاصہ مطالب ذیل ہین ۔

(۱) اور اقوام تو دن بدن دین دنیا مین جانب بالا کو ترقی کر رہی ہین ہمارے بھائی اہل اسلام ترقی معکوس نیچے کے جانب کو تنزل کر رہے ہین ۔

(۲) انکی دینی ترقی معکوس یہہ ہے کہ ہر سال مین فی صدی نوے مسلمانون کو کافر بناتے ہین اور اہل اسلام کا نمبر گھٹاتے ہین ۔

(۳) اسکی ایک تازہ مثال یہہ ہے کہ علمای بمبئی اور ایڈیٹران اخبارات دیسی نے مولانا السید السند مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی پر چند سوالات سراپا کفر و افترات قایم کرکے ان کفریات کا انکو قایل بنادیا اور بذریعہ اخبارات و اشتہارات تمام ملک مین اسکا خوب شہرہ کیا ۔ اسکے جواب مین آپکی پہلی تقریر (بمقدار دو صفحہ اخبار) کا ماحصل دفعات ذیل ہین ۔

(۱) آجکل اکثر مناظرات تقریری مجادلات ہین اسکی دلیل اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴
مین مرقوم ہے -

(۲) روئے زمین پر ان سوالات علماء بمبئی کا پتہ ہنیز اور اگر آپکے نزدیک ان سوالات
کی نشان دہی کتب اہلحدیث سے ممکن ہے (جیسا کہ آپ کے کلام کا مفہوم و منطوق ہے)
تو آپ خود ہی تکلیف اوٹھاوین علماء بمبئی کے وکیل ہو کر کسی ایک ہی سوال کی نشان
دہی کرین -

(۳) مولانا السید الند سے ان سوالات کا تحریری جواب آپ اسوقت طلب کرین
جبکہ اہلحدیث کی کتب سے ان سوالات کی نشان دہی کرین اور اگر بلا وجہ
دلی منشاء کسی پر اس قسم کے سوالات کرنا جایز ہے اور اوسکو جواب دینا واجب
ہے تو ہم اس قسم کے سوالات آپ پر کرلیتے ہین اب انکی جواب دینگے تو مولانا احمد
سے ان سوالات کا جواب جواب لینے کے مستحق ہونگے -

(۴) الف — آپ ہمی بحث چاہتے ہین تو آیندہ بغیر مہذبانہ الفاظ (لا مذہب بفرقہ
جدیدہ وغیرہ) سے قلم کو روکیین ورنہ ہماری طرف سے بجز سلام
کچھ جواب نہ پاینگے -

ب — ابن عبدالوہاب نجدی کے فعل و قول سے اہلحدیث ہندوستان
پر الزام قایم نہین ہوسکتا وہ اسکے مقلد یا متبع نہین اور اسکے اس
فعل تکفیر مسلمانان کو تو وہ برملا برا کہہ چکے ہین (دیکھو خط نواب
صاحب بھوپال ادا اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴)

(۵) الف — جن اعمال و عقاید کو ایضاح الحق مین بدعت کہا ہے وہ پرانی دینار (قرون ثلثہ) کے

بلا اس قسم کی تشنیع اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۶ مین بصفحہ ۱۹۲ ہو چکی ہے اسکو دیکھکر اجازت دین ورنہ
لا جد ورود سوالات نہ فرمائیں -

محدثین فقہا و اولیا و علما کے عقائد نہیں ہیں - آپ پرانی دنیا کے دو چار ہی محدثین یا علما یا اولیا یا فقہا سے وہ عقائد بہ نقل صحیح ثابت کردیں تو ہم ایضاح الحق کے خبر لینگے -

ب ہان ہمین نئی دنیا (ما بعد قرون ثلثہ) کہ بعض عقائد و افعال کو بدعت ہی جسکا کوئی منصف محقق حامی نہیں اسپر ہی ان افعال و عقاید کے مرتکب و معتقد کو مبتدع کہنے سے روکا ہے اسپر آپکا یہہ سوال کہ اس سے مبتدع ہونا خود بخود لازم آتا ہے اور اسکے تائید مین یہہ مثال کہ جو مارتا ہو وہ خواہمخواہ مارنیوالا کہلاتا ہے آپکا خیال ہے اور عامیانہ مقال ہے شرع نے بعض امور کو کفر قرار دیا ہے پر انکے مرتکب کو کافر نہین کہا (دیکھو صحیح بخاری مین باب المعاصی من امر الجاہلیۃ ولا یکفر صاحبہا بارتکابہا الا بالشرک - اور کتب فقہا و متکلمین مسئلہ عدم تکفیر اہل قبلہ معتقدین امور کفریہ)

(۶) جس تقلید شخصی کو ایضاح الحق مین بدعت و تنویر العینین وغیرہ مین شرک کہا ہے وہ کسی محدث فقیہ عالم سلف و خلف نے اختیار نہین کی بلکہ سب لوگون نے اسکی برائی بیان کی ہے از انجملہ اس زمانہ کے محقق حنفیہ مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی ہین -

(۷) آپکے اکابر علما نے اہلحدیث کو کافر و مشرک و مبتدع اور واجب القتل کہا ہے دیکھو جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد (گلابی چھ ورقہ) - انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد - تنویر الحق - تو قیر الحق - تحفۃ العرب والعجم - معیار الحق - انتصار الاسلام وغیرہ - اس سے صاف ثابت ہے کہ ترقی معکوس کا الزام آپ ہی کے گروہ پر سچا و زیبا ہے نہ اہلحدیث پر -

یہہ پہلے تحریرون کا خلاصہ مطالب ہے - اب آپکی تحریر حال کا حال اسنا چاہئے - ہماری جواب اخیر کے جواب مین جو آپنے دُرافشانی کی ہے اور جو اسمین علم تہذیب انصاف مناظرہ کی داد دی

اسکی ہم کیا توصیف کرین اور دریا کو کوزہ سے کیونکر نا بین۔ اسکا ہی خلاصہ ہی بیان کرلیتے ہین۔ ناظرین بحکم قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اسپر بقیہ کو قیاس کر سکتے ہین۔ مگر قبل از تلخیص ایک تمہید جسمین چند **مصطلحات** فن مناظرہ اور کچھ کلمات **غیر مہذبانہ** کے نمونہ کا بیان ہو ضروریات سے ہے تاکہ ناظرین کو ثابت ہو کہ داب مناظرہ سے کون مخالف ہے۔ اور برا بہلا کہکر مناظرہ سے پیچھا چھوڑا تا اسکو مد نظر ہے۔

تمہید

اصطلاح فن نظار مین مناظرہ یہہ ہے کہ دو المخصومت بغرض اظہار حق کسی امر مین بحث یا توجہ کرین

المناظرة توجه المتخاصمين في النسبة بين الشيئين اظهاراً للصواب والمجادلة هي المنازعة لا لاظهار الصواب بل لالزام الخصم والنقل هو الاتيان بقول الغير على ما هو عليه بحسب نفس الامر مظهراً انه قول الغير والمدعي من نصب نفسه لاثبات الحكم بالدليل او التنبيه والسائل من نصب نفسه لنفي الذي ادعاه المدعي بلا نصب دليل عليه فعلى هذا يصدق على الناقض فقط وقد يطلق على ما هو اعم وهو من تكلم على ما تكلم المدعي اعم من ان يكون منعاً او نقضاً او معارضاً

(رشیدیہ شرح شریفیہ)

مجادلہ یہہ ہے کہ کوئی بلاغرض اظہار حق صرف مخالف کے الزام دینیکے لئے اس سے جھگڑے۔ **نقل** یہہ ہے کہ کسی غیر کا قول جیسا کہ یہہ اسکا قول ہے پیش کیا جاوے **اسکا حکم** یہہ ہے کہ ناقل پر تصحیح نقل واجب ہے اور اسکے خصم کو اسکا مطالبہ لازم اگر اسنے نقل کی اسکو صحت ثابت نہو۔ **مدعی** وہ ہے جو بدلیل یا بتوضیح کسی حکم کے اثبات کی درپے ہو **سائل** وہ ہے جو کسی مدعی کے دعوی یا دلیل پر کچھ گفتگو کرے یعنی اپنے دعوی پر دلیل مانگے یا اسکی دلیل پر کوئی اعتراض کرے یا اسکے مقابلہ مین کوئی اور دلیل قایم کرے۔

اذا قلت بكلام ان كنت ناقلاً فيطلب منك الصحة (عضديه)

ان تصریحات علماء فن سے جنکا خلاف کسی سے نہ ہوا صاف ثابت ہو کہ جو کسی بحث یا کتب غیر مدعی کو ...

اسکا یا کسیکا قول پیش کرکے آمین بحث کا طالب ہو وہ ناقل ہے جسپر تصحیح نقل واجب ہے
اور اگر اسکو اسکے مضمون کے صحت کا دعوی ہو تو وہ مدعی ہے جسپر دلیل قایم کرنا لازم ہے ایسا
شخص اصطلاح اہل فن مین سائل ہرگز نہین کہلاتا اور یہہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ جو اپنے کلام سے
دوسرے کا الزام یا اسکات مدنظر رکھے وہ مناظر نہین ہو سکتا بلکہ مجادل کہلاتا ہے -

کلمات غیر مہذبانہ جنسے آپنے ہمکو اور ہمارے اکابر گروہ کو مخاطب ہو مشرف فرمایا ہے آپکی تحریر مین
بہت ہین بلکہ سچ پوچھو تو اس تحریر کا مدار ہی ان کلمات پر ہے مگر ہم بطور نمونہ چند* کلمات
کے نقل پر اکتفا کرتے ہین

آپنے نمبر ۳۱ - مقدمہ مین خاکسار کو صفراوی تلخ دہان اور اصول سے تشبیہ دی ہے
اور نمبر ۲ کو خبث نفس ٹھہرا دیا یا معلوم سے تعریض کی ہے اور گریز کیطرف منسوب فرمایا ہے
اور نمبر ۴ مین ہمارے گروہ کے لئے بجائے اہلحدیث اہل کتاب کا لقب تجویز کیا ہے -
اور نمبر ۶ وغیرہ مین ہمارے اکابر کے اقوال کو خرافات و بیہودہ و لغو و غلطی القیاس
ہم ان کلمات کا مقابلہ بالمثل نہین چاہتے انکو ذکر سے ناظرین کو صرف یہہ جتاتے ہین کہ آپنے
ہمارے دو دفعہ کی معذرت اور اس درخواست کو کہ اگر آپ ہمکو مخاطب بنانا چاہتے
ہین تو آیندہ ایسے کلمات سے ہمکو معاف رکھین قبول نہین کیا اور تیسری دفعہ ویسے ہی
بلکہ پہلے دو دفعہ سے بڑھکر سخت الفاظ یاد فرمائے ہین جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپکو ہمسے
بحث و خطاب منظور نہین ہے اور یہہ سخت گوئی صرف اسی غرض سے ہے کہ ہم آپکے
خطاب سے اعراض کرین - ہمارا آپکے خطاب و بحث سے اعراض حیلہ اور ناراضی کا بہانہ نہین ہے
تمہید ہو چکی ہے اب آپکے مطالب تقریر کا خلاصہ دفعات ذیل مین بیان ہوتا ہے اور ہر ایک مطلب کا
جواب بقدر ضرورت اسکے ذیل مین دیا جاتا ہے -

(۱) آپ بجواب دفعہ اول ہمارے جواب کے فرماتے ہین تقریری مناظرہ کو مجادلہ کہنا ایک
انوکھی بات ہے مناظرہ عام ہے تقریراً ہو خواہ تحریراً -

* آپکی کتاب نصرۃ المجتہدین مین اہلحدیث اور انکی اکابر کے حق مین ایسے غیر مہذبانہ کلمات کی بھرتی ہے جنکے دیکھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین حتی کہ فحش مغلظات مستعملہ عامیون سے بھی آپنے دریغ نہین کیا - اس کتاب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بے تہذیبی اور بدگوئی آپکی قدیم عادت ہے - اور یہہ وصف آپکی طبعی و خلقی وصف ہو رہی ہے لہذا آپ سے مناظرہ اور مباحثہ ان لوگون کا کام ہے جو اس فن مین آپ کیسی مہارت تامہ رکھین -

(۲) اسبات مین ہماری ایک عنایت فرمانے مشیر قیصر نمبر ۳ جلد ۴ مین عمدہ تقریر کی ہے
جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت موسی و حضرت عیسی علیہما السلام و انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کفار سے تقریری مناظرہ کیا ہے پہر تقریری مناظرہ مجادلہ کیون ہوا
(۳) اشاعۃ السنہ کا دعوی بے دلیل ہے - اور پرچہ اشاعۃ السنہ جسمین آپنے دلیل بیان کی
ہے ہماری نظر سے نہین گذرا اسلئے اسکا حوالہ دینا کافی ہے -
(۴) اسکے طلب مین تحریر جاری ہے - (۵) تقریری مناظرہ مین جلد فیصلہ ہوتا ہے
اسکی تائید مین آپنے دہلی کا یہ قصہ نقل کیا ہے کہ مولوی مخصوص اللہ صاحب وغیرہ نے مولوی محمد اسمعیل
و مولوی عبد الحی صاحب سے ایک ہی جلسہ مین تقریری مناظرہ کرکے مسائل کا جواب لکہوا لیا -
(۶) تحریری مناظرہ مین لیاقت مخاطب کا اعتبار نہین ہوتا - مناظرہ کون کرتا ہے اور
لکہتا کون ہے - اسلئے اسکا حوالہ دینا کافی نہین ہے - ۷ - اسکے طلب مین تحریر جاری ہے -

جواب

(۱) ہمنے ہرگز کہین نہین لکہا کہ تقریری مناظرہ مناظرہ نہین ہوتا - جو مناظرہ تقریراً
ہو وہ مجادلہ کہلاتا ہے ہم آپ اور آپکے عنایت فرما کی نسبت اس موقع پر لفظ کذب
استعمال نہین کرسکتے اسلئے کہ تہذیب مانع ہے البتہ یہہ ضرور کہینگے کہ آپنے خلاف واقع فرمایا
ہے اب اسکو بہی اپنی نسبت بے تہذیبی سمجہین اور اپنی صداقت بیانی کے مدعی ہون تو
ہماری عبارت کے وہ الفاظ نقل کرین جنمین ہمنے تحریری مناظرہ کو عموماً مجادلہ کہا ہے ہمارے
الفاظ (جو مشیر قیصر نمبر ۲ جلد ۴ و اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۶ مین منقول ہین) یہ ہین کہ ہین
آجکل کی اکثر تقریری مناظرات کو (جنمین مناظرہ علماء بمبئی بہی داخل ہے) مجادلات
سمجہتا ہون اسمین لفظ آجکل " اور لفظ اکثر کو کسی اہل بصیرت و انصاف سے پڑہوائیں
اور دریافت کرائین کہ اس سے عموماً تقریری مناظرہ کا مجادلہ ہونا نکلتا ہے یا خاصکر آج

کل کے اکثر مناظرات کا۔
(۲) ہمارے اس قول کے مقابلہ مین حضرت موسی اور حضرت عیسی اور آنحضرت صلوات اللہ علیہم اجمعین کے تقریری مناظرات کو (جو سراسر احقاق حق و اظہار صواب پر مبنی تھے) پیش کرنا کب زیباھے اور اونپر اپنے مناظرات کا جنمین احقاق حق و اظہار صواب کا شائبہ بہی نہین قیاس کرنا قیاس مع الفارق نہین تو کیا ھی اور اگر ان مناظرات سے تمسک کا یہہ مطلب ہو کہ حضرت موسی اور آنحضرت نے اپنے زمانہ کے کفار سے باوجود انکی معاند و مجادل ہونیکے تقریری مناظرہ و مباہلہ کیا تم صرف اس خیال سے کہ تمہارے مخاطب مجادل ہین انسے مناظرہ کیون نہین کرتے۔
تو اسکا جواب یہہ ھی کہ انبیا علیہ السلام صاحب وحی تھے اور موعود بتائید غیبی۔ وہ وحی اور وعدہ تائید غیبی سے یقین رکھتے تھے کہ وہ اپنے معاند مجادلون پر غلبہ پائینگے۔ اور حق و باطل مین باوجود ناانصافی مخاطبین کے تمیز کر دینگے۔ اسوقت جناب صاحب وحی و موعود بتائید غیبی کو ھی جوان مجادلونسے مقابلہ کرکے عہدہ برآ ہوسکیں اور باوجود انکے ناانصاف ہونیکے انکو ساکت و ذلیل کرو ہی یہی وجہ کہ اسوقت مخالفون معاندون سے ہر کوئی مباہلہ نہین کرسکتا۔ آنحضرت کے بعد ایسے لوگ کم گذرے ہین جنہون نے مخالفون سے مباہلہ کیا ہو اس زمانہ مین بے انصافونسے الجھنا اپنے اوقات کا ناحق خون کرنا ھے اور انکے خطاب و خصومت سے سنہ نہ پہیر حکم حدیث حاشیہ وسط جنت مین گھر بنانا ہے

من ترك المراء وھو محق بنی لہ فی وسط الجنة (مشکوۃ صفحہ ۳۰۰)

(۳) آجکل اکثر مناظرات کا تقریری ہون خواہ تحریری مجادلات ہونا اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۸ مین ایسا مفصل و مدلل ہوچکا ھے کہ اسمین کسیکی مقال کی مجال نہین۔ اسمین آپکا یہہ عذر کہ ہمنے وہ پرچہ نہین دیکھا لائق قبول نہین جو مضمون چھپ کر جہان مین مشتہر ہو جائے اسکی نسبت ایسا عذر ایک اور جرم کا ارتکاب ھے عذر جہالت شرعا قانونا عرفا کسی وجہ سے مقبول نہین۔ یہہ عذر آپنے ہمارے مضمون کے درج رسالہ و اخبار ہونے سے چار مہینے بعد پیش کیا ھے اس اثنا مین بذریعہ ایک پیسہ کے کارڈ کے وہ رسالہ ہمسے کیون نہ طلب کیا او۔

اور بر طبق آب ندیدہ موزہ انہ پاکشید قبل از ملاحظہ رسالہ ہماری دعوی پر بے دلیل ہونے کا حکم لگا دیا
اور اوسکے جواب مین قلم چلا دیا -

(۴) آپکا یہہ کہنا کہ اس رسالہ کی طلبی مین تحریر جاری ہے ہی ایک بہانہ ہے - اس عرصہ
چار ماہ مین کوئی خط آپکا ہمارے پاس نہین پہنچا اور رقعہ مندرجہ اخبار جو چار مہینے کی بعد شائع
ہوا ہے طلب صادق پہ دلیل نہین ہو سکتا ہے آپکا وہ رقعہ مندرجہ اخبار پڑھکر ایک
رجسٹری شدہ کارڈ جسمین پرچون کی قیمت اور اونکی مضمون سے آپکو اطلاع دی گئی ہے
بنام نامی روانہ کیا ہے دیکھئے اسپر بھی طلبی رسالہ وقوع مین آتی ہے یا نہین - آج کل
اور مناظرات کو جانے دین اس اپنی ہی مناظرہ تحریریکا مجادلہ ہوتا آپ کو عنقریب بخوبی
واضح ہو جایگا - آپ ذرا صبر کو کام مین لاوین جواب فقرات دو فقات آیندہ کا
انتظار فرماوین -

(۵) تقریری مناظرہ مین بھی تب ہی جلد فیصلہ ہوتا ہے جبکہ جانبین مین احقاق
حق مدنظر ہو ایک جانب ہی بے انصافی ہو تو قیامت تک فیصلہ ہونا ممکن نہین ہے
دونو فریق بولتے چلے جاوینگے - یا جو صاحب شرم وحیا ہوگا بلا نیل مرام و انفصال کلام ساکت ہو جاویگا مجھے یہ
ایک حکایت یاد آئی ہے جو غالباً آپنی بھی سنی ہوگی - ایک بیچارہ شاعر کو ایک بے
انصاف ماعر (فرضی نام یا لقب ہے) سے مقابلہ کا اتفاق ہو گیا شاعر نے پوچھا
تم کون ہو اوسنے جواب مین کہا تم کون ہو - شاعر نے کہا مین شاعر ہون اس بے
انصاف مجادل نے کہا مین ماعر ہون شاعر نے کہا ماعر کسکا نام ہے ماعر نے کہا
شاعر کسکا نام ہے شاعر نے کہا شاعر وہ ہے جو شعر کہے - ماعر نے کہا ماعر وہ ہے جو
معر کہے شاعر نے کہا معر کیا چیز ہے ماعر نے کہا شعر کیا ہوتا ہے شاعر نے اوسکی
مثال مین یہہ مصرع پڑھا ع اے زرفتار تخجل درکوہ کبک ماعر نے اسکے مقابلہ مین
یہہ گھڑکر پڑھ سنایا اے زصفتات مجل درسوہ منبک آخر وہ بیچارہ ساکت ہوا اور اپنی

مدعا کا اثبات نکر سکا بتلائیے ایسی صورت مین تقریری مناظرہ سے کیونکر جلد فیصلہ ہوسکتا ہے اس (فقرہ پنجم) کی تائید مین جو آپ نے دھلی کا قصہ سنایا ہے وہ بھی خلاف واقع ہے وہان مناظرہ تقریری نہین ہوا - جو ہوا تحریراً ہوا اسکا انفصال بہت جلد ہو اتہا کہ جانبین مین حق منظور رہتا - مولوی عبد الحی صاحب نے فریق ثانی کو ایسا جواب مسکت تحریر کردیا کہ پہر اسکے جواب مین انہنے بجز سکوت و تسلیم کچہہ بن نہ پڑا - اس موقع پر بہی آجکل جیسے مجادل موجود ہوتے تو مولوی اسمعیل کیا شاہ عبد العزیز مرحوم بہی اسکو ساکت نکر سکتے شاید اسمقام مین ناظرین کو انتظار ہوگا کہ وہ کیا مناظرہ تہا جسمین دہلی والون کا اتفاق ہوگیا اور اوسمین غلبہ کس جانب رہا - لہذا ہم اس مناظرہ کے تفصیل کیفیت جو اکابر ثقات دھلی سے ہمکو معلوم ہوئی ہے بہ یہ ناظرین کرتے ہین - نواب محمد میر خان کی ترغیب سے مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسی صاحب اور مولوی رشید الدین صاحب نے جامع مسجد مین بعد نماز جمعہ مولانا محمد اسمعیل صاحب و مولانا محمد عبد الحی صاحب کے سامنے چند تحریری سوالات پیش کیے - مولانا محمد اسمعیل صاحب نے تو اونکو فوراً ایک نظر سے دیکہکر یہہ کہدیا کہ یہہ مبادی نحو دستور صبیان کے سوالات ہین پہر مولانا عبد الحی صاحب نے ملاحظہ کرکے فرمایا کہ انکے جوابات مین دونگا - مین آج وطن مالوف کا عزم رکہتا ہون وہان جاکر اسکے جوابات لکھہ بہیجون گا مولوی مخصوص اللہ صاحب نے فرمایا کہ آپ وطن پہر جاوین پہلے انکے جوابات تحریر فرمادین - مولوی عبد الحی صاحب نے اسی جلسہ مین قلم دوات منگاکر جواب تحریر کردیا اور یہہ فرمایا کہ اسپر کچہہ اور شبہہ و شکوک ہون تو بیان کرو - فریق ثانی نے صاف کہا کہ بس یہی پوچہنا تہا بس مناظرہ ختم ہوا - وہ سوالات یہہ ہین جو مع جواب نقل کئے جاتے ہین - سوال اول جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ را در فضل و علم چہ اعتقاد دارید؛ سوال دوم جناب مر و ر بوسہ قبر والدخود

می آید شما در حق ایشان چہ میگوئید سوال سوم اذان بعد دفن میت عند القبر جائز است یا نہ؛ سوال چہارم مذہب شافعی است یا نہ۔ سوال پنجم بدعت منقسم بسوی حسنہ وسیئہ است یا نہ؛

جواب از طرف مولوی عبد الحی صاحب۔

جواب سوال اول۔ اینکہ علم وفضل مولانا ممدوح مغفور از طلباوی و کرخی زیادہ تر بل ہم جنب صاحبین در فقہ و در مہارت وتبحر حدیث وتفسیر از صاحبین بیشتر باعتقاد خود میدانیم واللہ اعلم بالصواب باز گفتند کہ مولانا موصوف در حق من چہ فرمودند میدانید و یاد دارید یا نہ مولوی مخصوص اللہ وغیرہ گفتند میدانم کہ مولانا مرحوم در حق شما فرمودند کہ نصف علم من ہم مولوی عبد الحی است و دیگر نصفی ہمہ شاگردان من منزیک اند مولوی عبد الحی صاحب باز گفتند کہ ہمہ شاگردان مولانا قابل مناظرہ نیستند ازی مجادلہ می توانند کرد۔ فقط **جواب سوال دوم** اینکہ علمائے سالفین نوشتہ اند کہ بوسہ دادن قبر را عادت یہود ونصاری است در تحریرات ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ ملاحظہ نمائید باز بعض مخالفین گفتند کہ مولانا ممدوح بوسہ قبر والد ماجد خود میدادند مولوی عبد الحی گفتند آن صاحبان را یاد است یا نہ کہ روزی مولانا برائے زیارت قبر والد خود در قبرستان رفتہ بودند و بوسہ دادند حافظ محفوظ باواز بلند گفت کہ ای صاحبان حاضرین ببینید کہ شیخ وقت خود بوسہ قبر دادہ پس مولانا سخن حافظ شنیدہ فرمودند کہ بوسہ قبر بلا ریب عادت یہود ونصاری است وحال من اینست کہ وقتیکہ نزد قبر والد می آیم از بس متغیر حال و بدحواس می شوم در حالت بدحواسی واضطراری این امراز من صادر میشود و فعل متغیر الحال و بدحواس در شرع معتبر و مقبول نیست حاشا کلا بوسہ قبر روا نیست **جواب سوال سیوم** اینکہ اذان دادن بعد دفن میت

معہود بالسنۃ نیست پس مکروہ خواہد بود بنا براین در ظاہر الروایت و در دیگر کتب متداولہ معتبرہ حنفیہ از سہ یہ پدید نیست مولوی مخصوص اللہ صاحب گفتند برتلقین مت قیاس سیکنم مولوی عبد الحی گفتند بنا بر فاسد علی الفاسد ست زیراکہ حنفیہ وغیرہ حدیث تلقین را ضعیف گفتند و قابل احتجاج ندانستند واللہ اعلم بالصواب ۔ جواب سوال چہارم اینکہ بر مذہب حنفیہ مثل طحاوی کرخی امام باسناد صحیح کار بند میشوم نہ مثل حاطب اللیل ما یندام جواب سوال پنجم اینکہ بدعت شرعیہ منقسم نیست کل بدعۃ ضلالۃ کما رواہ مسلم شامی بحر الرائق وغیرہ بہ بینید و حضرت مجدد الف ثانی در دو سہ مکتوب خود این را تصریح کردہ و در فتح الباری بحث حدیث شر الامور محدثاتہا ملاحظہ بکنید آری بدعت لغویہ منقسم ست کما لا یخفی علی الماہر بالشرعیہ واللہ اعلم بالصواب ۔

(۶) فقرہ ششم صاف شہادت دیتا ہے کہ انکے نزدیک مناظرہ سے احقاق حق اظہار صواب مدنظر نہیں ہوتا صرف اظہار لیاقت اور ناجیت مطلوب ہے ۔ ورنہ اظہار صواب کے لئے توجسقدر معاون کی کثرت ہو اسیقدر فائدہ ہے اور کثرت رای کو شخص ایک دو کس (مناظرین) پر ترجیح ہے اور غالبا یہہ بھی ناجیت انکو مناظرات میں پیش نظر ہوگی اور اسی غرض سے مباحثہ مجادلہ کہلاتا ہے نہ مناظرہ چنانچہ بعض تمہیدات ثابت ہو چکا ہے پھر آپکا یہہ دعوی کہ ہم مناظرہ کرتے ہیں اور ہماری مخاطب نے داب مناظرہ کا خلاف کیا ہے کیسا ہے ۔ معلوم ہوا کہ آپ مناظرہ کی تعریف و آداب سے واقفیت نہیں رکھتے ۔ یا وجود والنتہ ایسے دعاوی میں اصول مناظرہ کا خلاف کرتے ہیں (یہہ پہلی دلیل ہے جس سے انکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہوتا ہے باقی عنقریب) ۔

(۷) آپ بجواب دفعہ ۲ ہماری جواب کے پہلے ہمکو پابندی آداب مناظرہ کی وصیت فرماتے ہیں پھر ہمپر یہہ الزام جاتے ہیں کہ بحکم اصول مناظرہ ان سوالات کی نشان دہی

علماء بمبئی کا منصب ہین انہون نے یہہ دعوی نہین کیا کہ یہ سائل فرقہ مخاطب کی کتاب سے نکالے گئے ہین چنانچہ علماء بمبئی کا خط جو کشف الاخبار مین چھپا ہے اسپر شاہد ہے۔ پہر اونسے یا ہمسے نشان دہی کا کیون مطالبہ کیا جاتا ہے +

جواب

(۱) یہہ مطالبہ آپکی اس دعوی تحریر اول کے بنا پر ہے کہ پہلی ہی سے ہر سوال کے نشان دہی ضروری نہ تھی (یعنی جب مولانا ان سوالات سے انکاری ہو کر مناظرہ کے لئے مستعد ہو جاوے تو علماء بمبئی نشان دہی کریں) جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ علماء بمبئی افعال وعقاید اہل حدیث مندرجہ سوالات کے ناقل ہین اور انکی کتابون مین انکی پائے جانیکے مدعی اور ناقل سے تصحیح نقل اور مدعی سے ثبوت دعوی کا مطالبہ بحکم اصول مناظرہ واجب ہے۔ (چنانچہ بضمن تمہید ثابت ہو چکا) پہر آپکا اس دعوی کے مخالف علماء بمبئی یا اپنے آپ کو تصحیح نقل اور بار ثبوت سے سبکدوش سمجھہ لینا بحکم مناظرہ کیونکر جایز ہے۔ اور آپکا یہہ کہنا داب مناظرہ کے مخالف اور اپنی منصب (تصحیح نقل سے گریز (جو اصطلاح فن مین غصب کہلاتا ہے) نہین تو کیا ہے لیجئے ہمکو مخالف مناظرہ بتاتے ہوئے آپ ہی مخالف بن گئے اور اس بیت کے مصداق ہو گئے۔

اولجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین۔ لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا + اور مصرع مین الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا - کا مورد ہونا علاوہ بران رہا - فی الحقیقہ بہی علماء بمبئی ان سوالات کے پیش کرنے مین نہ صرف خالی الذہن مستفسر ہین بلکہ عقاید وافعال مندرجہ سوالات کے اہل حدیث سے ناقل اور انکی کتابون مین پاسے جانیکے مدعی ہین اور انکا خط اسمی مولانا السید السند ہین (جو کشف الاشباہ وغیرہ مین چھپا ہے) سائل خالی الذہن بلنا محض کد وتصنع ہے اور بار ثبوت وتصحیح نقل سے جان بچانے کے لئے ایک عذر

پیمانہ - اسپر آفتاب نیمروز کی طرح روشن دلیل جس سے کوئی منصف صاحب بصیرت انکار نکر سکے یہہ ہے کہ ان ہی علماء سے بعض سرگروہون نے ان عقائد و افعال کو (جو ان سوالات مین مذکور ہین) رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد (گلابی چہ ورقہ) مین اہلحدیث کیطرف جزماً نسبت کیا ہے اور اونکی کتابون مین پائے جانے کا کہلم کہلا دعوی کرکے اس رسالہ کو چہپواکر عالم مین شائع و مشتہر کیا ہے اور بقیہ علماء بمبئی نے بہی باوجود علم و اعتراف اس امر کے کہ مولانا السید الندوی مضمون سوالات سے انکار کیا اور برملا فرمایا ہے کہ یہہ سب مجہہ پر بہتان ہے اور ان باتونکا معتقد کافر ہے ان سوالات کے تشہیر و اشاعت کا کوئی دقیقہ واگذاشت نہ کیا۔

ان اشتہارات علماء بمبئی اور اس چہ ورقہ گلابی کو جسمین صاف صاف اور جزماً ان بلاؤن کو اہلحدیث کی طرف منسوب کرکے انکو دین اسلام سے خارج کیا ہے) پڑہکر اور انپر کمیٹی مناظرہ بمبئی کی بعض سرگروہون کے دستخط و مہرین دیکہکر کوئی اہل بصیرت و صاحب انصاف ہرگز خیال نہین کرسکتا کہ علماء بمبئی ان سوالات مین محض ناقل ہین مستفہم ہین اور جو کچہہ وہ خط اسمی مولانا مین لکہتے ہین صدق دل سے لکہتے ہین اور وہ بار ثبوت اور تصحیح نقل سے سبکدوش ہو سکتے ہین۔

جناب مخاطب کچہہ بصیرت انصاف رکہتے ہین تو اسی دلیل سے یقین حاصل کرسکتے ہین کہ ایسی حالت مین انکا علماء بمبئی یا اپنے آپ کو تصحیح نقل اور بار ثبوت سے سبکدوش سمجہنا داب مناظرہ کے مخالف اور اپنے منصب سے گریز ہے - گلابی چہ ورقہ کو جانے دین - اور علماء بمبئی کو بہی ایک طرف رکہین جناب مخاطب خود بدولت ہی حلفاً و ایماناً بتادین کہ وہ اپنی تحقیق اعتقاد کے رو سے افعال و عقائد مندرجہ سوالات علماء بمبئی کو اہلحدیث کے عقائد و افعال جانتے ہین یا نہین - نہین جانتے تو اس امر کو بذریعہ اخبار مشتہر کرین اور اہلحدیث کو ان تہمتون سے بری کرکے بار منت و احسان

ہم پر کہیں ہم اسکے شکریہ مین خوشی سے اپنے رسالہ مین مشتہر کردینگے کہ اب مولوی صاحب تصحیح نقل و بار ثبوت سے سبکدوش ہین - اور اگر وہ ان باتون کو اہلحدیث کے عقائد و افعال کہتے ہین تو پہر وہ خود ہی انصاف سے کہین کہ اسصورت مین وہ مدعی یا ناقل کیون نہ ہوے اور اپنے آپ کو تصحیح نقل اور بار ثبوت سے سبکدوش قرار دینے مین وہ داب مناظرہ کے مخالف اور اپنے منصب سے گریز کرنیوالے کیونکر نہ ہنے - ان تینون وجوہ سے ثابت ہوا ہے کہ آپ علما ربعبئی یا اپنے آپ کو تصحیح نقل اور بار ثبوت سے سبکدوش سمجھتے ہین داب مناظرہ کا خلاف اور اپنے منصب سے گریز کرنے مین یہہ تین دلیلین اور قایم ہوئین جنسے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہوتا ہے -

(۳) آپ بجواب دفعہ ۳ ہماری جواب کے فرماتے ہین نشان دہی ہمارا منصب نہین (۲) جب مولانا السید السند مکہ مکرمہ سے توبہ کر کے آئے اور وہ توبہ نامہ لکھہ چکے ہین تو پھر انکی نسبت ان سوالات کی نشان دہی کیا ضرور ہے -

جواب

نشان دہی جیسا کہ منصب جناب ہے عرض ہو چکا ہے اور دلیل قایم ہونیکے بعد لا نسلم کا جواب نہین -

(۲) توبہ نامہ کی جو سنائی ہے یہہ بے پر کی اوڑائی ہے - اجی جناب اس توبہ نامہ کا جعلی ہونا تو اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۲ مین ایسا مدلل ہو چکا ہے کہ اسکے جواب مین کسی نے چون و چرا نہین کیا - پہر اُس توبہ نامہ کا ذکر کیا مردانگی ہے - کچہہ ہمت و فتوت و غیرت و حمیت ہے تو ان دلایل مین سے کسی ایک ہی دلیل کا جواب دین اور نہین تو اس توبہ نامہ کا فوٹوگراف ہے مکہ مکرمہ سے

ہمکو سنگا کر دکہائین جیسا کہ ہمنے خط پاشا مکہ کا (جو اُس توبہ نامہ کو جعلی بتاتا ہے) فوٹو گراف مشتہر کیا ہے - یہہ نہو سکے تو کچھ انصاف فرما کر اس توبہ نامہ کا پہر نام نہ لین* اور اس رباعی پر عمل کرین ؎

آنانکہ چشم بر گلِ تحقیق وا کنند — از ہرچہ فہم زنگ نگیرد حیا کنند
در بحثی کہ غیر خموشی علاج نیست — پر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند

(۴) آپ بجواب ضمن الف دفعہ ۴ ہمارے مضمون کے فرماتے ہین -

جب سے یہہ مذہب نکلا ہے اہل سنت اِسکو لا مذہب وہابی نجدی کہتے ہین غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے تو یہہ لوگ خود بھی وہابی کہلاتے تھے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سید احمد خان نے وہابی ہونے سے انکار کیا اور اُن کا نام اہلحدیث رکھا - واقع مین یہہ لوگ اہل حدیث نہین -

(۲) چونکہ یہہ لوگ مقلدین کو متبع نہین جانتے (چنانچہ عوائد الموائد مین ہے - اہل حدیث مقلدین کے مقابلہ مین اپنے تیئن متبع کہتے ہین) اِسوجہ سے بھی ہم اُنکو اہلحدیث نہین کہہ سکتے "

* اِن الفاظ کو ہمارے نو خیز مناظر **عزت علی صاحب گورکہپوری** (جو اپنے آپکو جست حنفی لکھتے ہین) نے یاد اور اس توبہ نامہ کے بہروسہ شیر قیصر نمبر ۲۳ جلد ۲ مین وہ مضمون متضمن سب وشتم سے درج فرما کر اہلحدیث کو اپنے جہنا کا تیر کہ بنا چکے ہین) غور سے ملاحظہ کرین اور اس رباعی کو پڑہکر اِن مضامین کو واپس لین اور یہہ یاد رکہین کہ دعوی بلا دلیل بلکہ مخالف دلیل کبہی سنی نہین جاتے اور بیکار لڑنے اور گالیان دینے والے کبہی فتح نہین پاتے اُلٹے ذلیل و خوار اور منصفین ہند مین کی نظر مین بے اعتبار ہو جاتے ہین اور اس بیت کے مصداق کہلاتے ہین ؎ چو حجت نماند جفا جوئی را - بہ پرخاش بر ہم نہد روئی را اور صاحب کار نامہ **لکھنو** اور انکے مقلد جناب **کشف الاخبار** بہی اِن الفاظ کیطرف توجہ فرمائین تو اپنے دعاوی (مندرجہ کشف الاخبار ۱۷ اپریل ۱۸۹۴ء) کو واپس کر لین اور اگر اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۷ ملاحظہ کرین تو اپنے اِن اوہام مندرجہ اخبار مذکورہ کو کہ تحسین ہزار حاجی راوی توبہ جہوٹ بولتے ہین؟ اور توبہ نامہ کو جعلی ہے تو قائل تکاذب پر اسکا کیا الزام ہے اہنون نے جیسا سنا ویسا لکہا یقیناً غلط جان لیت اِن نمبرون مین اِن اوہام کا پورا جواب دیا گیا ہے خدا جانے یہ لوگ اِن پرچون کو دیکہتے ہین [illegible]

اور بجواب ضمن ب اس دفعہ کے فرماتے ہین کہ ابن عبد الوہاب نجدی کے فعل تکفیر مسلمانان کو تمنے یا نواب صاحب بھوپال نے کسی خاص مصلحت سے برا کہا ہوگا۔ نواب صاحب کے استاد مولوی بشیر الدین مرحوم تو اسکی تعریف فرماتے اور اس کی کتاب التوحید کو سراہتے اور ان باتون سے جو لوگون نے اس کی نسبت کہی ہین (جیسے آنحضرتؐ کے روضہ کے منہدم کرنے کا ارادہ کرنا یا بڑی بڑی مسجدون کو گرا دینا وغیرہ وغیرہ) اسکو بری کرتے ہین۔

(۲) ابن عبد الوہاب نجدی کے کتاب التوحید ہندوستان مین نہین آئی تو کتاب تقویۃ الایمان کیونکر تالیف کی گئی۔

جواب

(۴) الف (۱) اہل حدیث کا مذہب تو صرف قرآن یا حدیث ہے کما قال قائلھم

زاہد نجات خواہی آئین عشق سر کن ✿ از مصطفےٰ شنیدن نز دیگران بریدن

پھر بھی یہہ مذہب نیا نکلا ہے تو معلوم نہین اس سے پہلا اور پرانا مذہب (بجز مذہب مشرکین یا مذہب یہود و نصاری) اور کونسا مذہب ہے۔ اسے جناب نجدی وہابی تو تیرہوین صدی مین ہوا اور یہہ مذہب (حدیث) تو اس سے بارہ سو برس پہلے کا ہے پھر اس مذہب کو نجدی کیطرف منسوب کرنا "چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الخ" کا مصداق نہین تو کیا ہے۔

حنبلی مذہب جسپر یہہ نجدی تھا یا حنفی۔ شافعی وغیرہ جنپر آپ اور آپکے مقلد بھائی ہین سبھی آنحضرتؐ سے ایک زمانہ پیچھے ہوئے ہین۔

دفعہ ۴ جواب ضمن الف

ان سب مین پہلا مذہب امام ابوحنیفہ رح ہے جنے دوسری صدی کے اوائل مین ظہور پایا - اس سے پہلے تو بجز قرآن یا حدیث اور کوئی مذہب نہ تھا - پیر اس مذہب کو نیا نکلا کہنا کیا معنی رکھتا ہے - ؟

اور اگر آپکو یہ **لفظ اہلحدیث** نیا معلوم ہوتا ہے تو آپ اپنی ہی مذہب کی (جسکو پرانا سمجھتے ہین) کتب **فقہ** دیکھین **تفسیر و حدیث** کی کتابین ملاحظہ فرمائین انمین ضرور اہل حدیث یا اصحاب الحدیث کا لفظ پائینگے - **طحطاوی** نے شرح **درمختار** مین اپنے گروہ کا ناجی ہونا اسی گروہ باشکوہ (اہلحدیث) کی شہادت سے ثابت کیا ہے اور انکو اس لفظ "اہل حدیث" سے یاد فرمایا ہے - اسی شرح مین **طحطاوی** نے ایک

دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ ج ۱ صفحہ ۳۹ جسمین اصل عبارت طحطاوی منقول ہے

اور موقع پر (جہان انتقال مذہب کی تعزیر کا حکم بیان کیا ہے) فتاوی تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ایک مقلد نے اصحاب الحدیث مین سے ایک شخص کی لڑکی سے نکاح چاہا - اُسنے کہا تو حنفی مذہب چھوڑ دے اور امام کے پیچھے الحمد پڑھا ہے اور رکوع (وغیرہ کیوقت) مین رفعیدین کرے تو مین تجھے لڑکی دون گا - اُسنے ویسا ہی کیا اور نکاح ہو گیا جسپر امام جوزجانی نے جواز نکاح کا فتوی دیا - پر اسکے اس فعل (ترک مذہب) کو جو غرض نفسانی سے تھا پسند نکیا -

فی التتارخانیۃ حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترك مذہبہ فیقرء خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحطاط ونحو ذلك فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد ماسئل عن ہذہ واطرق راسہ النکاح جائز الخ (طحطاوی شرح درمختار)

جواب دفعہ ۴ | ضمن الف

یہہ ابوبکر جوزجانی امام ابوسلیمان جوزجانی کا شاگرد ہے جو امام محمدؒ کا شاگرد تھا اور دوسری صدی مین ہو گذرا ہے - اِس واقعہ سے بہی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ مذہب حنفی کے زمانہ مین اور دوسری صدی مین لفظ اہل حدیث (جو اِس وقت نیا سمجہا جاتا ہے) موجود و مستعمل ہے -

دیکھو فواید بہیہ فی تراجم الحنفیہ تالیف مولوی عبدالحی صاحب لکہنوی صـ۱۲ و صـ۹

ایک چہوٹی سی فقہ کی کتاب خلاصہ کیدانی بہی لفظ اہل حدیث کے ذکر سے خالی نہین - اِسمین مسئلہ اشارہ بالسبابہ مین لکہا ہے کہ یہ فعل نکرنا چاہیے جیسا کہ اہلحدیث کرتے ہین

دیکھو اصل عبارت کیدانی اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ ج ۱ - اور منح الباری تالیف خاکسار صـ۱۴ وغیرہ مین

رسالہ تزیین العبارہ بتحسین الاشارہ مین ملا علی قاری حنفی نے بہی اِس گروہ باشکوہ کو اسی لفظ اہل حدیث سے یاد فرما کر کہا ہے کہ کیدانی کی تکفیر کے لئے یہی بس ہے کہ اِسنے اِس قول مین محدثین کی اہانت کی جو رسول اللہؐ کے اہل ہین پہر اِس کی تائید مین ایک شعر نقل کیا ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اہل حدیث آنحضرتؐ کے اصحاب ہین وہ آنحضرتؐ کے نفس قدسی کے صحبتی نہین تو انکی کلمات طیبات (حدیث) کے تو ہم صحبت ہین -

مع انہ یکفی فی موجب تکفیر الکیدانی اہانۃ المحدثین الذین ہم عمدۃ ائمۃ الدین المفہومۃ من قولہ کاہل الحدیث لان من المعلوم ان اہل القران اہل اللہ واہل الحدیث اہل رسول اللہ وانشد فی ہذا المعنی بیت

اہل الحدیث ہم اہل النبی وان
لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

وجوہ جواب	ضمن الف	
		(تزیین العبادۃ ملا علی القاری)
		تفسیر معالم التنزیل - جامع ترمذی ملاحظہ فرماؤ گے تو انمین بھی جابجا مقام بیان مذاہب مین اہلحدیث (یا اصحاب اہلحدیث) کا ذکر پاؤ گے -
		حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا صفحہ ۱۵۲ وغیرہ ملاحظہ کرو - اس مین بہی اہل رائے کے مقابلہ مین اہل حدیث کا ذکر موجود ہے -
		یہ ہمنے یکے از ہزار و مشتے نمونہ خروار کا اظہار کیا ہے ورنہ مواقع ذکر اہلحدیث (بلا مبالغہ) ہزارون ہین - ان سب کے ذکر سے آپکی آزردگی و ملال خاطر کا خوف ہے ؎
		اندکی با تو بگفتیم و بدل ترسیدیم — کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست
		با اینہمہ لفظ حدیث یا اہلحدیث آپکو نیا معلوم ہو تو اسکا بجز دعا کچھہ علاج نہین -
		زمانہ غدر ۱۸۵۷ء اور سیّد احمد خان کا ذکر معلوم نہین آپ نے اس موقع پر کس بنا پہ کیا ہے - اسمین اگر سید احمد خان یا اہلحدیث کی طرف کوئی اشارہ یا تعریض ہے تو یہ بے محل ہے - اجی حضرت غدر ۱۸۵۷ء مین نہ سید احمد خان شریک تھا نہ اہل حدیث کے عوام یا علما یا امرا -
		اس غدر کے بانی مبانی تو آپ ہی کے حنفی بہائی علما و فضلا و امرا تھے چنانچہ اسکی مجمل کیفیت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ - جلد ۵ مین بیان ہو چکی ہے - اسمقام مین ہم ان حضرات کی فہرست سُناتے ہین تو آپ کے

دفعہ ۴ جواب	ضمن الف	مذہبی بھائی جو ان مفسدون کی خیر خواہی و عقیدت کا دم بہرتے ہین اور اپنے اخبارون مین ان کی تعریفین کرتے ہین پہر ہمکو کہتے ہین کہ مسلمانون کی مخبری کی ہے اور غدر ۱۸۵۷ء کا نقشہ جہاد از سرنو گورنمنٹ کو دکہانا چاہتا ہے - بہتر ہے کہ آپ اور آپ کے احباب ایسے اشارون اور کنایون سے قلم کو روکین - ورنہ پہر ہم کو مقابلہ بالمثل پر ہدف سہام طعن نہ بنائین اور اس رباعی کو خیال مین لاکر خود ہی انصاف فرمائین ؎

تو خود بغمزہ سراسر کرشمہ وا زی　چہ حاجت کہ باما کرشمہ سازی
بتیغ بازی مژگان مریز خون مرا　کہ نیست ریختن خون عاشقان بازی

اہلحدیث کا دامن **تہمت بغاوت** گورنمنٹ انگلشیہ سے پاک ہے اسلئے انکو غدر سے پہلے زمانہ سے اور پچھلے زمانہ سے مساوی نسبت ہے - وہ غدر ۱۸۵۷ء سے بارہ سو برس پیشتر اہلحدیث کہلاتے ہین - وہابی نہ انہون نے پہلے کہلایا ہے نہ اب کہلانا چاہتے ہین -

آپکا یہہ ارشاد کہ واقع مین یہہ لوگ اہلحدیث نہین ہین اس امر کیطرف **مشعر** ہے کہ یہہ لقب یا لفظ تو قدیم ہے اور اسکا مصداق بہی کوئی نہ کوئی ہے ولیکن **اہلحدیث** زمانہ **حال** (جنسے آپکو مقابلہ ہے) اسکے **مصداق نہین** - اس قول سے آپکا یہی مطلب ہے تو اس مین یہہ کلام ہے کہ جن لوگون کا **عمل** شبانروزی یہہ ہے کہ وہ کتب حدیث (صحیح بخاری وغیرہ) سے اپنے عبادات و معاملات مین تمسک کرتے ہین اور بجز حدیث کسی

دفعہ ۹ جواب ضمن الف

کتاب پر اعتماد نہین رکھتے اور انکا **قول** یہہ ہے کہ حدیث کو چھوڑکر کسی اور امام یا پیشوا کے قول پر چلنا بے دینی اور گمراہی ہے کما قال قائلہم ؎

زقول مصطفیٰ رفتن سوئے قول کسان ِ رائی ٭ خدا داند کہ از اوضاع دینداری نمیباشد

یہہ لوگ اہلحدیث اور اِس مذہب قدیم پر چلنے والے اور اِس خطاب قدیم کے **مستحق نہین** تو پہر کیا وہ **لوگ** اِس خطاب کے **مستحق** ہین جنکا **قول** یہہ ہے کہ ما را بحدیث چہ کار قول امام بیار اور یہ کہ حدیث والون کی طرح اشارہ بسبابہ حرام ہے اور یہہ کہ ×آنچہ در صحاح اخبار آمدہ بالراس والعین عمل بران موجب سعادت دنیا و آخرت است امّا درین روزگار پس این کار صورت نے بندد ۔ عوام مسلمانان بلکہ علمائے ایشان را درین روزگار این قوت کجاست کہ این کار از دست ایشان برآید ۔ ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن و در پئے ایشان رفتن سبیلے نبود ۔ اور اِنکا **عمل** یہہ کہ راتدن منیہ وکیدانی پر اعتکاف کئے بیٹھے ہین اور کتاب ہدایہ (جو باعتراف ان ہی محققین٭ علما کے غالباً رائے پر مبنی ہے اور حدیث صحیحہ سے

× یہ شیخ عبدالحق صاحب حنفی دہلوی کا قول ہے اور اسکا جواب کتاب دراسات اللبیب و رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد اول ص ۰ ۔ م او ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۲ و ۳ اور رسالہ منح الباری بترجیح صحیح البخاری بن بسملہ سے دیا گیا ہے

٭ یہہ ایک تو شیخ عبدالحق صاحب ہین جو شرح سفر السعادۃ مین مخالفین مذہب حنفی کا یہہ قول کہ "حنفی مذہب بالکل رائے پر مبنی ہے اور حدیث کے مخالف" نقل کرکے فرماتے ہین ۔ "وکتاب ہدایہ کہ درین دیار مشہور و معتبر بلکہ نہایت نیز درین وہم انداختہ چہ مصنف وے در اکثر جا بنائے کار بر دلیل معقول نہادہ و اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ غالباً اشتغال وقت ان استاد در علم حدیث

دفعہ ۴ جواب	ضمن الف	اکثر خالی) تو ان کے لئے معراج اقصی ہے - اور مدت العمر مین کبھی صحیح بخاری وغیرہ بین الدفتین (دفتیون مین) بھی نہین دیکھتے اور کبھی کسی مسئلہ مین کتاب وسنت سے دلیل کی تلاش نہین کرتے بلکہ جو حدیث پر عمل واستدلال کرے اُسکو کافر بدمذہب ونجدی ووہابی قرار دیکر درپے اسکے آزار وتکلیف کے ہوجاتے ہین اور اُسکی تفسیق وتکفیر مین بڑے بڑے لمبے چوڑے فتوے اور رسالے اپنے اعمال کی طرح سیاہ کر ڈالتے ہین - یہ **لوگ** اہلحدیث ہون اور **نشنہ** لبان عمل بالحدیث اہل حدیث نہون تو اس سے بڑھکر خدا جانے کیا چیز دنیا مین اعجوبہ ہوگی ؎ پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست خاکسار اس باب مین کہ قدیمی مذہبی لقب حنفی شافعی ہے یا اہلحدیث یا محمدی "ایک مضمون بعنوان مذہبی القاب" لکھ چکا ہے اُسکو ملاحظہ مین لا دین -
	نمبر ۱۶ صفحہ ۹۱	اکثر بودہ است " دوسرے شیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر حنفی ہین جو کتاب تنبیہ الوسنان مین فرماتے ہین کہ کتاب ہدایہ (جسپر حنفیہ کی چکی پھر رہی ہے) نے جو احادیث کو بلا اسناد کتب حدیث ذکر کیا ہے ان کتابون مین جو حدیث کوئی پاوے اسکا اعتماد نہین ہے" انکا پورا کلام یہ ہے ان الحدیث مالم تثبت لہ سند فی الاصول لا یصلح للقبول - ولو وجد واحد فی بعض کتب الحنفیۃ فلیس لہ اعتماد کیف واکثر متاخری فقہائنا لم یسندوا احادیثہم التی یذکروا ونھا فی اصل من اصول الحدیث حتی صاحب الھدایۃ التی علیھا مدار الحنفیۃ (تنبیہ الوسنان مختصرا) رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری مین ہے جو تقیت در خصول اسر ہل سکتا ہے - دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۶ -

اور عنقریب ایک مضمون اس عنوان و بیان مین کہ "اہل حدیث قدیم ہین یا جدید"
مستقل طور پر لکھا جاتا ہے - اسکا انتظار فرمادین - اُسکی ملاحظہ سے آپ کو
اور آپکے ہمخیال احباب کو روز روشن کیطرح معلوم ہو جاویگا کہ قدیم کون
ہے اور جدید کون -

جواب فقرہ ۲ ضمن الف (۲) اہلحدیث کا اہل تقلید کے مقابلہ مین متبع کہلانا اس غرض وادعا
سے نہین ہے کہ مقلد مطلقاً متبع نہین بلکہ اس معنے کر ہے کہ
وہ بواسطہ تقلید مجتہدین اتباع کرتے ہین اور اہل حدیث
بلاواسطہ مجتہدین -

یہ مقابلہ اس مقابلہ کی پوری نظیر ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے
حجۃ اللہ البالغہ مین اہل رائے عہ اہل حدیث یا اہل ظاہر مین تجویز
کیا ہے جس سے یہہ مقصود نہین کہ اہل حدیث (یا اہل ظاہر)
استنباط مین رائے کو دخل نہین دیتے اور اہل رائے حدیث
کا نام نہین لیتے بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ اہل حدیث استنباط
مسائل مین کسی دوسرے کی رائے کی تقلید اور اُسکے قول سے
مسائل کی تخریج نہین کرتے اور اہل رائے متقدمین کی تقلید سے
اور اُنکی اقوال سے استخراج مسائل کرتے ہین - (دیکھو حجۃ اللہ
البالغہ صفحہ ۱۵۲ و ۱۶۶ وغیرہا) اس مقابلہ متبع و مقلد کے سبب آپکا
صاحب موائد پر اعتراض ہے تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جنکو آپ
اتبک مانتے ہین اس اعتراض کے زیادہ مستحق ہین -

اور اگر آپ بُرا نہ مانین اور پہلے کیطرح (جبکہ ہمنے شعر "مقلد تا خراب
بادہ از رجستی شد آنکہ" کے صحیح معنے بتائے تھے) آپ ہماری کلام کو

تاویل مخالف انصاف قرار دین تو ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین کہ مقلد سے (جسکے مقابلہ مین اہلحدیث متبع کہلاتے ہین) صاحب موائد وہ مقلد مراد رکھتے ہین جو اتباع حدیث کو حرام جانتا ہے اور حدیث کو چہوڑکر تقلید امام کو واجب - ایسا مقلد متبع کب ہوسکتا ہے یہہ تو پکا مبتدع بلکہ مشرک ہے - اسکی پوری تفصیل ہماری رسالہ منح الباری اور دراسات اللبیب اور معیار وغیرہ مین ہے اور کسیقدر تفصیل اسکے جواب دغوہ مین آئیگی انشاالله تعالے -

جواب دعوہ ب (۱) ابن عبدالوہاب یا اسکی کتاب کی توصیف وتعریف اور بہیجا تہمتون سے اسکی برأت وحمایت کرنا اور امر ہے اور مسئلہ تکفیر مسلمانان مین اسکی تغلیط امر دیگر جن دونون مین باہم تخالف و تناقض نہین تاکہ اوّل کے صدق سے دوسرے کا عدم صدق ثابت ہو پہر معلوم نہین ملا زمان جناب نے اس تعریف و توصیف وبرأت کرنے سے اس تغلیط مسئلہ تکفیر مسلمانان کا ناراست اور کسی خاص مصلحت پر مبنی ہونا کیونکر نکال لیا -

اور طرفہ یہہ کہ اس خیالی دعوی **تناقض** مین آپ نے منطقی **قواعد** کو (جنمین وحدات ثمانیہ مین اتحاد نقیضین کا ضروری ٹہرایا گیا ہے) بالائے طاق رکہکر یہہ بہی خیال نفرمایا کہ تعریف وتوصیف وحمایت کرنے والا اور شخص ہے اور مسئلہ تکفیر مسلمانان مین اسکی تغلیط کرنے والا اور ایک کے قول سے دوسرے کا قول ناراست نہین ہوسکتا -

استاد کے قول سے شاگرد پر الزام ہوسکتا ہے تو وہ

جواب دعویٰ نمبر ۲ حصہ ب

ثلث حنفی مذہب جسمین استاد و شاگرد دونکا اختلاف ہے کافور ہوتا ہے - خدا جانے آپ نے اِسکا کیا جواب تیار کرکے یہان استاد* کے قول سے شاگرد پر الزام قائم کیا ہے -

شاید اس تعریف و توصیف ایک شخص سے آپ کل گروہ اہلحدیث کا نجدی وہابی ہونا بہی نکالتے ہون - آپکے اس استنباط کی غلطی ہمارے ایک ڈاکٹر دوست نے ایک مضمون مین ظاہر کی ہی جو صیغۂ "مضامین غیر" مین عنقریب منقول ہوگا -

بالجملہ مولوی بشیر الدین مرحوم کی تعریف و توصیف ابن عبد الوہاب سے جو کچھ آپ نے استنباط کیا اِسکو علم سے انصاف سے مذہب سے منطق سے کلی تخالف ہے (یہ پانچوین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہوتا ہے -

(۲) یہ کہنا کہ کتاب التوحید ہندوستان مین نہین آئی تو تقویۃ الایمان کیونکر تصنیف ہوئے بعینہ ایسا ہے جیسا کوئی - کہے کہ انجیل یا توراۃ نہوتے تو قرآن کی تالیف کہانسے ہوتی - یا کوئی یون ہی کہدے کہ کتاب التوحید ابن عبد الوہاب نہوتے تو مشکوٰۃ کہانسے بنائی جاتی - اجی حضرت کتاب التوحید تو ہندوستان مین تیرہوین صدی ہجری کے اخیر مین آئی جو ۱۲۹۵ھ ہجری مین دہلی مین منطبع ہوکر شائع ہوئی ہے - تقویۃ الایمان اِس زمانہ کی تالیف ہے جبکہ کتاب التوحید کا نام بھی ہندوستان مین کوئی جانتا نہوگا وہ تو قرآن کی آیات اور مشکوٰہ کی حدیثون کا ترجمہ ہے کتاب التوحید سے اسنے کیا واسطہ - اور اگر دلائل شرعیہ (آیات و احادیث)

* یہہ استادی شاگردی بہی آخر آپ ہی ہی سے ہوئی ہے ورنہ صاحب مواہب اللہ استادی شاگردی کے قائل ہو نہیں ۔

مین اسکا اشتراک اس بات کا مجوز ہے کہ ایک کو دوسرے
سے ماخوذ کہا جاے تو یہہ کیون نہین کہتے کہ کتاب التوحید
تقویۃ الایمان سے ماخوذ ہے بلکہ یہی کیون نہین کہدیتے کہ قرآن
مجید اور مشکوۃ شریف کتاب التوحید سے اخذ کئے گئے ہین ؟

۵ ضمن الف ہمارے جواب کی دفعہ ۵ کے جواب مین آپ فرماتے ہین -

(۱) استعانت باموات کو ایضاح الحق مین بدعت و شرک قرار دیا ہے اور
وہ زمانہ صحابہ مین پائی گئی ہے - اسپر آثار ذیل کو بطور سند پیش کیا ہے -

اوّل حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو دعاے استسقا مین وسیلہ بنایا ہے

دوم حضرت عائشہ رضؓ نے مزار نبوی کی چھت مین روزن کرنے کا حکم
دیا تاکہ اسپر آسمان سے مینھ برسے - پس خوب مینھ برسا -

سوم حضرت عمرؓ کے زمانہ مین ایک اعرابی نے آنحضرتؐ کی قبر سے
مینہ مانگا تہا - اور کسی صحابی نے اِسپر انکار نہین کیا -

چہارم ایک اعرابی آنحضرتؐ کی قبر مبارک پر گر پڑا اور سر پر مٹی ڈال
لی اور مغفرت کی دعا مانگی -

(۲) صاحب ایضاح نے عبادات شاقہ کو بدعت کہا ہے اور وہ اکابر
صحابہ سے ثابت ہین - حضرت عثمان رضؓ صائم الدہر قائم اللیل تہے چنانچہ
حلیہ ابی نعیم مین مروی ہے - اور حضرت عمرؓ بہی قائم اللیل تہے (چنانچہ
حلیہ ابی نعیم مین ہے) اور صائم الدہر بہی تہے (چنانچہ نہایہ ابن اثیر
مین ہے ؎ انہ کان یسرد الصوم " سرد صیام کے معنے آپ صیام الدہر کے
سمجہتے ہین تب ہی اس اثر کو اسمقام مین پیش کیا ہے ورنہ مطلق تتابع
صیام کسی کا محل انکار نہین ؎ -

اور حضرت علی مرتضی رض ایک دن مین آٹھ ختم قرآن کرتے ۔ اسپر آپ نے
کسی کتاب کا اصلی حوالہ نہین دیا کہ جس رسالہ اقامۃ الحجہ مولوی عبد الحی صاحب
لکھنوی سے آپ نے یہہ سب آثار نقل کئے ہین اسمین بہی کسی کتاب کا
حوالہ نہین صرف اسقدر کہا ہے "کما ذکرہ بعض شراح البخاری"۔

(۱۷) ان امور کا قرون ثلثہ مین پایا جانا ثابت ہوا اب ایضاح الحق
کی حسب وعدہ خبر لو ۔

اور ضمن ب دفعہ ۵ کے جواب مین فرمایا ہے ۔

(۱) جن امور کو ایضاح الحق مین بدعت کہا گیا وہ اکثر صراط مستقیم مین
تسلیم کئے گئے ہین ۔ اسی وجہ سے تمہارے گروہ کے ایک نامی
فاضل (مولوی کرامت علی جونپوری نے رسالہ المینان القلوب مین
صاف کہدیا ہے کہ ایضاح الحق مولوی محمد اسمعیل دہلوی کی تالیف نہین
کسی اور لامذہب اور وہابی اسمعیل کی تالیف ہے ۔

(۲) تمہاری یہہ بات کہ خیر القرون کے بعد جو محدثین فقہاء اولیاء علما
گزرے ہین انکے عقائد اچھے نہین ۔ لائق تسلیم نہین ۔

(۳) صحیح بخاری کے باب المعاصی من امر الجاہلیۃ ولا یکفر صاحبہا بارتکا
بہا الا بالشرک کا آپ مطلب نہین سمجھتے اسکا مطلب یہہ ہے کہ کبیرہ و
صغیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہین ہوتا جبتک شرک نکرے چنانچہ
قسطلانی نے لکہا ہے ۔

(۴) آپکا یہہ خیال کہ مرتکب بدعت پر اطلاق بدعتی شرعا نہین آیا غلط ہے
اور صحیح یہہ ہے کہ اگر بدعت اعتقاد کے متعلق ہو اور اوس مین کسی امر
اتفاقی یا دین مین بدیہی سے انکار پایا جاوے تو اسکا معتقد مبتدع

بلکہ کافر ہے ۔

(۵) صاحب ایضاح سے تعجب ہے کہ ایسے امور کفریہ کے معتقد کو تو مبتدع نہین کہا اور جو امور بدعت نہین اُنکو بدعت بتلایا ہے ۔

(۶) مولوی بشیر الدین مرحوم نے مولوی فضل رسول بدایونی کو مبتدع کہا ہے اور نواب صاحب بھوپال نے پیروان مذہب حنفی کو ۔

جواب

جواب فقرہ الف

(۱) منجملہ آثار اربعہ اثر حضرت **عمر فاروق**رضہ کو آپکے دعوے سے کچھ **تعلق نہین** آپکا دعویٰ یہہ تھا کہ مردوں سے مدد لینا قرون ثلٰثہ مین پایا گیا ہے ۔ اور اس اثر مین استعانت اموات کا نام ونشان نہین ہے ۔ نہ اسمین مردہ کا ذکر ہے نہ جناب باری کی دعا مین اسکے توسل کا اثر ۔ بلکہ وہ اثر تو ہمارے دعویٰ کی دلیل اور آپ پر حجت ہے کیونکہ اس مین صاف بیان ہے کہ حضرت فاروقؓ نے بعد وصال نبوی آنحضرتؐ کا توسل دعا مین نہین کیا اور اس دعا مین حضرت عباسؓ کو جو اُسوقت زندہ وموجود تھے وسیلہ بنایا اس حدیث کے الفاظ یہہ ہین جو صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۳۷ منقول ہین ۔

عن انسؓ بن مالک ان عمر بن الخطابؓ کان اذا قحطوا استسقی بالعباسؓ بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون (صحیح بخاری صفحہ ۱۳۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قحط پڑتا تو حضرت عمر فاروقؓ حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے مینہہ مانگتے اور یون فرماتے کہ خداوندا ہم آنحضرتؐ کے وسیلہ سے مینہہ مانگا کرتے تھے (یعنی جب آنحضرتؐ

جواب مغلوط	ضمن الف	زندہ تھے) تو تو مینہ برسایا کرتا تھا اب ہم (یعنے بعد رحلت نبوی) آنحضرت کے چچا کے وسیلہ سے مینہ مانگتے ہیں تو مینہ برسا " پس مینہ برستا ۔ پھر معلوم نہیں کہ کس غرض اور کس خیال سے آپ نے اِس مقام اثبات استعانت اموات میں اِس اثر کو جس سے استعانت اموات کی برخلاف استعانت باحیا صاف اور کھلے طور پر موجود ہے پیش کیا ہے اور اپنے اور ہمارے اوقات اور انصاف کا خون کر ڈالا اور داب مناظرہ سے بالکل مخالف ہو کر ایک امر محض اجنبی اور خارج از بحث سے استدلال کیا ۔ یہ چھٹی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکا مناظرہ مناظرہ نہیں مجادلہ ہے ۔ ایسا ہی اثر حضرت عائشہ رضہ (اگر اِسکی صحت آپ ثابت کردیں) محل نزاع سے اجنبی ہے نزاع تو اسمیں ہے کہ خود میت سے حاجت چاہیں یا دعائے جناب باری میں وسیلہ بنائیں ۔ اور اِس اثر میں اِن دونوں کا اثر نہیں ہے ۔ روضہ مبارک کا سوراخ کرنا ایسا ہے جیسا آنحضرت کے جبہ مبارک کو دھو کر شفا کے لئے بیماروں کو پلانا جو بلا نزاع ثابت اور جائز ہے (اِس اثر سے آپکا استدلال ساتویں دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہے) اب رہے دو اعرابیوں (جنگلیوں جاہلوں) کے دو اثر سوا انکے نقل و استدلال میں آپ نے ہماری شروط سوال کا لحاظ نہیں فرمایا جنمیں انہی امور کے ثبوت کرلئے

جواب وعموم ضمن الف

(جو ایضاح الحق میں بدعت قرار دیئے گئے ہیں) دو شرطیں لگادی تھیں **اوّل** عالم یا فقیہ یا محدث یا ولی ہونے مرتکب و معتقد امور مذکورہ کی قید۔ **دوسری نقل** صحیح سے ان امور کے ثابت ہونے کی قید۔ اور اپنے ان آثار اعرابیوں کے نقل و استدلال میں دونوں شرطوں کا لحاظ فروگذاشت کیا نہ ان آثار کی صحت کا لحاظ فرمایا اور نہ ان لوگوں میں جنکے یہہ اثر ہیں اوصاف علم وغیرہ کا خیال کیا بلکہ بلا تصحیح کسی امام محدث اور بلا اعتماد کسی کتاب ملتزم الصحۃ کے (اعرابیوں (جاہلوں) کے آثار کو نقل کردیا۔

اجی جناب ان آثار کو صحیح کون کہتا ہے اور اعرابی (جاہل جنگلی) کو فقیہ محدث عالم کون کہ سکتا ہے۔ انصاف کی عینک لگا کر ہمارے سوالات پر دوبارہ نظر کر کے فرماویں کہ یہہ آثار اعراب ہماری شرطوں کے مطابق ہیں۔

اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ یہہ اثر صحیح ہیں اور یہہ اعرابی گو نام کے اعرابی ہیں مگر حقیقت میں یہہ عالم محدث فقیہ ولی تھے تو اسکا ثبوت دیں۔ مگر اس ثبوت میں جلدی نکریں قواعد نقل روایت کے پابند رہیں۔ بہتر ہے کہ ثبوت پیش کرنے سے پہلے ایک دفعہ کتاب علوم الحدیث امام ابن الصلاح وغیرہ دیکھ لیں ان ہی قواعد کے مطابق ان آثار کی تصحیح کریں اور ان ہی کے مطابق ان اعراب

---

* دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۶۔ اور مشیر قیصر نمبر ۳ جلد ۲ جنمیں یہ الفاظ موجود ہیں کہ آپ ہمکو یہ افعال و اعتقاد دو چار ہی محدثین یا فقہا یا علما ئے قرون ثلٰثہ سے بنقل صحیح ثابت کر دیں۔

جواب دفعہ ۵	ضمن الف	صاحبان آثار کا فقیہ محدث عالم ولی ہونا بنقل صحیح ثابت کرین ۔

آپکا یہہ دعوی کہ "ان افعال اعراب پر صحابہ رض نے انکار نہین کیا" اعتراض عدم لحاظ شرط ثانی سے آپکو بری نہین کرتا یہ دعوے خود محل اعتراض ہے کیونکہ یہ صرف دعوی ہی دعوی ہے اسپر آپ نے کوئی نقل و دلیل پیش نہین کی۔ یہ دعوے آپ کو ایک اور بار ثبوت کا زیر بار کرتا ہے آپ اس دعوے مین سچے اور اپنی بات کے پکے ہین تو بتاوین ان اعراب (جنگلیون جاہلون) کے فعل کو کس کس صحابی (ابو بکر رض عمر رض عثمان رض علی رض وغیرہم رضی اللہ عنہم) نے دیکھا اور اسپر سکوت کیا اور اس بات کو کس محدث نے روایت کیا ہے اور اس روایت کی سند کو کسنے صحیح کہا ہے یا کس کتاب ملتزم الصحۃ مین وہ پائی جاتی ہے ۔

آپ ان باتون کا ثبوت پیش کرینگے تو پہر ہم یہ بحث پیش کرینگے کہ صحابہ رض کا سکوت کیا حکم رکہتا ہے اور صحیح بخاری کا باب من رای ترک النکیر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ لا من غیر الرسول بحث وغیرہ کے لئے عرض خدمت کرینگے ۔

یہ امور ثابت نہ کر سکین تو پہر خود ہی انصاف سے فرماوین کہ ہمارے اس سوال کے جواب مین آپکو ان آثار کا پیش کرنا باوجود دعوے مناظرہ واظہار صواب کب زیبا ہے اور سوال از آسمان جواب از ریسمان مناظر کی شان کے لئے کب مناسب ہے ۔ (یہ آٹھوین دلیل ہے جس سے آپ کے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہے) ۔

	ب	(۲) ان آثار در وایات کی صحت و ثبوت مین بہی وہی کلام ہے جو

جواب دفعہ ۵ ضمن الف

روایات استعانت اموات مین معروض ہوا - آپ نے داب مناظرہ کا خلاف کیا کہ ہماری شرط صحت نقل سے آنکھ بند کرکے ان غیر مسلم الصحۃ روایات کو بلا تصحیح پیش کر دیا - **ابونعیم** جسکی کتاب سے آپ نے بعض آثار نقل کئے ہین ملتزم صحت نہین ہے کہ اسکی کتاب مین کسی حدیث کا پایا جانا اسکی صحت کا مثبت ہو سکے بلکہ وہ تو ایسا غیر ملتزم صحت و متساہل ہے کہ اپنی تصانیف مین **موضوعات** منکرات لانے سے بھی **دریغ نہین کرتا** - ہم اس کی تصانیف کی **چند احادیث** جنکو محدثین نے موضوعات و منکرات مین شمار کیا ہے پیش کرتے ہین اور باادب سائل ہین کہ ایسے متساہل غیر ملتزم صحت کے مجرد روایت کا اعتبار ہے تو کیا آپ ان احادیث کو بھی صحیح کہتے ہین ؟ -

اوّل یہ حدیث کہ خدا تعالے نے حضرت علی مرتضی رض کی نسبت یہ حکم

حدیث ان رب العالمین عهد الی علی بن ابی طالب انه رایة الهدی ومنار الایمان وامام اولیائی ونقتی علی مفاتح جنة ربی - رواه ابونعیم - قال ابن عدی باطل لاهز بن عبدالله المذکود	بھیجا ہے کہ وہ ہدایت کے علم دنشان ہین اور ایمان کے منار اور میری ولیون کے امام اور میری رب کے بہشت کی کنجیون کے خزانچی - امام ابن عدی رح نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے لاہز بن عبداللہ اس کا

* اس حدیث یا احادیث آیندہ کو وضعی یا جھوٹی کہنے سے محدثین کا مقصود یہ ہے کہ یہ الفاظ آنحضرت سے ثابت نہین یہ دعوے نہین ان احادیث کا مضمون صحیح نہین بعض احادیث کا مضمون بیشک صحیح ہے جیسے حضرت علی مرتضی کا علم ہدایت یا منار ایمان ہونا مگر یہ بات دوسری ہے کہ آنحضرت نے آپکی تعریف مین یہ کلمات فرمائے ہین -

جواب وضو	ضمن الف		
		في اسناده غير ثقة ولا مأمون يروي عن الثقات المناكير۔	راوی ثقہ اور امانت دار نہیں۔ ثقہ لوگوں سے منکر حدیثیں روایت کیا کرتا ہے۔

دوسری حدیث یہ کہ آنحضرت صلعم نے انس رضہ کو فرمایا ہے کہ جو تیرے پاس اس دروازہ سے سب سے پہلے آوے گا وہ

حدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انس رض اول من یدخل علیك امیر المؤمنین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین اذ جاء علی رض الخ۔ رواہ ابو نعیم۔ قال فی المیزان موضوع۔	امیر المومنین ہے اور خاتم الوصیین وغیرہ وغیرہ اتنے میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ آگئے الخ۔ امام ذہبی نے میزان میں کہا ہے کہ یہہ حدیث وضعی ہے۔

تیسری حدیث یہہ کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ آسمان دنیا میں

حدیث ان فی السماء الدنیا ثمانین الف ملك یستغفرون لمن احب ابا بکر رض وعمر رض وفی الثانیۃ ثمانین الف ملك یلعنون لمن ابغض ابا بکر رض وعمر رض۔ قال الخطیب وضعہ الحسین بن علی العدوی۔	اسی ہزار فرشتے ہیں جو محبان ابوبکر وعمر کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور دوسرے آسمان میں اسی ہزار ایسے ہیں جو انسے بغض رکہنے والوں پر لعنت کرتے ہیں خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حسین بن علی عدوی نے وضعی کہا ہے۔

چوتھی حدیث یہہ کہ آنحضرت صلعم نے ایکدن جنت کا حال بیان فرمایا

دفعہ ۵ جواب — ضمن الف

حدیث - انه صلی الله علیه وسلم وصف ذات یوم الجنة فقام الیه رجل فقال یا رسول الله فی الجنة برق قال نعم والذی نفسی بیده ان عثمان یتحول من منزل الی منزل فتبرق له الجنة -
قال ابن عدی هو موضوع وقال فی المیزان هذا کذب فی اسناده الحسین بن عبد الله وکان یضع الحدیث -

تو ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ بہشت مین بجلی ہوگی آپ نے فرمایا ہان بخدا عثمان ایک منزل سے دوسری منزل مین منتقل ہوگا تو اُس کے لئے بہشت چمکیگی -
امام ابن عدی نے فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے - ذہبی نے میزان مین کہا ہی یہ حدیث جھوٹ ہی اسکی سند مین حسین بن عبد اللہ راوی ہی جو حدیثین گھڑ لیا کرتا تھا -

حدیث النظر الی وجه علی عبادة رواه ابو نعیم عن عائشة وفی اسناده عبادة بن صهیب وهو متروک -

پانچوین یہ حدیث کہ حضرت علیؓ کا موںھ دیکھنا عبادت ہے - اِسکی سند مین عبادہ ہے جو متروک ہے -

حدیث - اذا کان یوم القیمة جیئ بالتوراة فی احسن صورة وطیب ریح ولا یجد ریحها الا مؤمن - رواه ابو نعیم وهو موضوع -

چھٹی یہ حدیث کہ قیامت کے دن توراۃ اچھی صورت اور عمدہ خوشبو مین لائی جاویگی اِسکی خوشبو بجز مومنون کے کسی کو نہ آئے گی -

اُن احادیث کے موضوع ہونے پر اقوال محدثین کی تفصیلی شہادت مطلوب ہو تو کتب موضوعات کو ملاحظہ فرماوین پہر ہمارے اِس مؤدبانہ سوال کا جواب دین یا اِن آثار حلیہ ابی نعیم کو واپس لین - اِسی قسم کی بحث روائت نہایہ کی نسبت ہے اور بے نام ونشان روائت کو کون سنتا ہے - **بالجملہ** ایک روائیت بہی آپکی روایات متضمنہ شناعة

جواب موقوفہ ضمن الف

عبادات مسلم الصحۃ نہین - پہر ان ہوائی روایات کو ہمارے سوال
کے جواب مین جو نقل صحیح کے قید سے مقید ہے پیش کرنا مناظر
کی شان کو کب شایان ہے (یہ نوین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا
مناظرہ نہونا بلکہ مجادلہ ہونا ثابت ہے)۔

(۳) ہم تو اپنے وعدہ کے مطابق صرف ان آثار کی صحت ثابت
ہونے پر ایضاح الحق کی خبر لینے کو حاضر ہین مگر آپ کے مذہب مین تو
ان آثار کی صحت ثابت ہوجانے پر بہی ان آثار سے استدلال
واحتجاج جائز نہین ہے پہر آپکا ان آثار سے تمسک واحتجاج آپکے
مذہب کی شہادت سے انصاف نہوگا اور وہ آپ کو مناظر طالب
اظہار ثواب نہ ہونے دیگا اور یہہ دسوین دلیل ہے جس سے آپ کے
مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہوا آپ پر قائم کریگا۔

اقوال و افعال صحابہؓ سے تمسک واحتجاج کرنے کے لئے
آپ کے مذہب مین یہہ **شرط** ہے کہ وہ اقوال صریح سنت کے
مخالف نہون - **اور** یہہ بہی **شرط** ہے کہ صحابہؓ سے ان افعال پر
انکار نہ پایا گیا ہو -

آپکے مذہب کے بڑے حامی وامام ابن الہمام رح **فتح القدیر** مین

قول الصحابیؓ حجۃ عندنا یجب تقلیدہ مالم ینفہ شئی من السنۃ - (فتح القدیر لابن الہمام)

فرماتے ہین کہ قول صحابیؓ ہمارے نزدیک حجت ہے جس کی تقلید واجب ہے جبتک کہ سنت (حدیث نبوی) اسکو نہ مٹا دیوے یعنے اوسکے معارض ومقابل نہو -

اور اس زمانہ کے محقق حنفیہ مولوی **عبد الحی** صاحب لکہنوی رسالہ

جواب مغروضہ ضمن الف

وان کان الثانی فھو لا یخلو اما	افادۃ الحجۃ مین فرماتے ہین کہ جو کام
ان یکون حدث فی زمن الصحابۃ	زمانہ صحابہ مین پیدا ہو صحابہ کل
بان فعلہ الصحابۃ کلھم او بعضھم	یا بعض خود اسکو کرین ۔ یا انکی زمانہ
مع اطلاعھم علیہ و اما	مین ان کی اطلاع کے ساتھ
ان یکون حدث فی زمن التابعین	کوئی اور کرے تو دو حال
اما الحادث فی زمان الصحابۃ رض	سے خالی نہین ایک یہہ کہ
فلا یخلو اما ان یوجد منھم	اس پر اور صحابہ کی طرف
النکیر علی ذالک او لم یوجد مع	سے انکار واقع ہو یہ قسم
اطلاعھم علیہ فالاول بدعۃ	بدعت وضلالت ہے دوسرا
ضلالۃ والثانی وھو ان	یہہ کہ با وجود علم واطلاع
لا یوجد منھم النکیر بل الرضاء	کے اور صحابہ نے اس پر
والتسلیم والتوافق فلیس	انکار نہ کیا بلکہ اس سے توافق
ببدعۃ شرعیۃ ۔ (اقامۃ الحجۃ	کرلیا ہو یہہ قسم بدعت
مولوی عبد الحی لکھنوی ص ۹	نہین ہے ۔

اور ان آثار مین جنسے آپ نے تمسک کیا ہے (اگر صحیح بہی ہو جاوین)
یہہ دونون شرطین پائی نہین جاتین ۔ صریح سنت بہی ان کو
مٹاتی ہے اور صاف بتاتی ہے کہ تمام شب جاگنا اور ہمیشہ روزہ
رکہنا اور تین دن کے اندر قرآن ختم کرنا خدا و رسول کو پسند
نہین ہے اور اقوال صحابہ رض بہی ان آثار کے مخالف موجود ہین
جنہین صائم الدہر ہونے اور ایک دن مین کئی ختم کرنے پر انکا
انکار پایا جاتا ہے ۔ **ان آثار کے مخالف صریح سنت**

جواب	متن الغلط

بکثرت مروی ہے - ازانجملہ چند روایات عرض خدمت ہوتی ہین ۔
حضرت عایشہ رض سے روائیت ہے کہ میرے علم مین آنحضرت

عن عائشہ قالت لا اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القران فی لیلۃ ولا قام لیلۃ کاملۃ حتی الصباح ولا صام شہرا کاملا غیر رمضان - (نسائی وابوداؤد)	صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رات بہر مین تمام قرآن نہین پڑہا - اور تمام شب صباح تک قیام فرمایا اور نہ بجز رمضان کامل مہینہ روزہ رکھا -

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روائیت ہے کہ آپ نے
آنحضرت ؐ سے پوچھا کہ مین کتنے دلون مین قرآن ختم کیا کرون

یارسول اللہ فی کم اقرا القران قال فی شہر قال فانی اقوی من ذالک ردد الکلام ابوموسی حتی قال اقراہ فی سبع قال فانی اقوی من ذالک قال لا یفقہ من قرأ القران فی اقل من ثلث (ابوداؤد)	آپ نے فرمایا ایک مہینہ مین اُنہون نے کہا مجہے اس سے زیادہ قوت ہے اور یہ سوال وجواب کئی دفعہ ہوتے آخر آپ نے فرمایا ایک ہفتہ مین ختم کر اُنہون نے عرض کیا مجہے اس سے بہی زیادہ طاقت ہے تو آپ نے فرمایا جو تین دن سے کم مین پڑہے وہ قرآن نہین سمجہتا

اس حدیث کے ساتہہ اگر حضرت علی مرتضی کا جنہوں آپ آٹہ ختم کرنا نقل کرتے ہین انکا وہ قول جو دارمی نے آپ سے نقل کیا ہے کہ جس قرات مین تدبر نہین وہ قرات ہی نہین" ملا جاوے تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جو

عن علی لا قراۃ لا تدبر فیھا (دارمی)	تین دن کے اندر ختم قرآن کرتا ہے

نمبر ۵ جواب

ضمن الف

وہ قرآن ہی نہیں پڑھتا ۔ پہر حضرت مرتضی کی نسبت یہ روائیت
(کہ وہ ایک دن مین آٹھ ختم کیا کرتے تھے) کیونکر لائق تسلیم ہے ۔

عن انس رض جاء ثلثة رهط الى
ازواج النبي صلى الله عليه وسلم
يسئلون عن عبادة النبي صلى الله
عليه وسلم فلما اخبروا بها
كانهم تقالوها فقالوا اين نحن
من النبي صلى الله عليه وسلم
قد غفر الله ما تقدم من ذنبه
وما تاخر فقال احدهم اما انا
فاصلي الليل ابدا وقال الاخر
انا اصوم النهار ابدا فلا افطر وقال الاخر انا
اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا
فجاء النبي صلى الله عليه وسلم
فقال انتم قلتم كذا وكذا والله انى
لاخشاكم لله واتقاكم له لكني
اصوم وافطر واصلي وارقد و
اتزوج النساء فمن رغب عن سنتي
فليس مني ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رض سے روایت
ہے کہ تین اصحابی آنحضرت صلعم
کی ازواج کے پاس جاکر آنحضرت صلعم
کی عبادت کا حال پوچھنے کو
آئے جب ازواج نے خبر
دی تو انہون نے اس عبادت کو
تہوڑا سمجہا (یعنے اپنے حق مین
نہ آنحضرت کے حق مین چنانچہ
انکا قول آئندہ اسپر شاہد ہے)
اور کہا ہم کہان اور آنحضرت صلعم
کہان ۔ آپکے تو خدا نے اگلے
پچہلے گناہ بخشدیے ہین ۔
ان مین ایک بولا مین تو ہمیشہ
تمام رات نماز پڑہا کرون گا ۔
دوسرا بولا مین ہمیشہ روزہ رکہونگا
کبہی افطار نکرونگا ۔ تیسرا بولا مین
عورتون سے الگ ہوتا ہون

پہر کبہی نکاح نکرون گا ۔ آنحضرت صلعم بہی اتنے مین آپہونچے اور فرمایا
تمنے ایسا ایسا کہا ہے سُن رکہو مین تمسے زیادہ خدا سے ڈرتا اور پرہیز کرتا

ہون لیکن مین روزہ بہی رکہتا ہون افطار بہی کرتا ہون نماز بھی پڑہتا ہون سو بھی رہتا ہون اور نکاح بھی رکہتا ہون - جو سنت سے منہ پہیرے وہ ہم سے نہین ہے -

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا تو ہمیشہ روزہ رکہتا ہے اور تمام شب قیام کرتا ہے ایسا کریگا تو اسکے سبب تیری آنکھین گہری اور ضعیف ہوجائینگے جسنے ہمیشہ روزہ رکہا وہ روزدار نہین ہے

عن عبداللہ قال لی رسول اللہ یا عبداللہ انک لتصوم الدھر وتقوم اللیل انک اذا فعلت ذلک ھجمت لہ العین ونفھت لا صام من صام الدھر (مسلم)

ان احادیث کی تاویل وجواب مین آپ اگر بتقلید اپنے معاصرین یا سابقین کے کچھہ کہین تو پہلے اسکو سوچ لین جو کچھہ اونہون نے کہہ رکہا ہے وہ اسوقت ہمارے پیش نظر ہے اور وہ سب کا سب محل بحث وکلام ہے اسکو آپ نقل کرینگے تو ہم اسکا جواب اچھی طرح دینگے آپکو اور (جو آپکے ہم مشرب ہین انکو) خوب سمجھا دینگے کہ یہہ جوابات وتاویلات لائق قبول نہین ہین - بالفعل ہم کچھہ نہین بولتے - اور خود بخود کسی سے الجہنا پسند نہین کرتے -

آثار صحابہ معارضہ آثار متمسکہ جناب والا بہی بکثرت ہین از انجملہ چند آثار نقل کیجاتی ہین خود حضرت عمر فاروق رض سے (جنکا صائم الدہر ہونا بلفظ ما مات حتی سرد الصوم آپ نقل کرتے ہین) ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے کہ آپکو ایک آدمی کے ہمیشہ روزہ رکہنے کی خبر پہونچی اپنے درہ لیکر اسپر حملہ کیا (درہ مارا) اور یہہ کہنے لگے اسے دہر

عن ابن عمر رض قال بلغ عمر ان رجلا یصوم الدھر فعلاہ بالدرۃ ویقول یا دھر (رواہ ابن ابی شیبۃ)

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ جو تمام زمانہ روزہ رکہیگا اسپر دوزخ تنگ ہوگی پہر اپنا ہاتہ بہینچ کر اسکی کیفیت بتائے - اور

عن ابی موسیٰ من صام الدھر ضیقت علیہ جھنم وقبض کفہ (رواہ احمد)

دفعہ ضمن الف

حضرت عائشہؓ سے ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے کہ مسلم بن مخراق نے حضرت عائشہؓ سے

عن مسلم بن مخراق قال قلت لعائشۃ رضی ان رجالا یقرء احدهم فی لیلۃ مرتین او ثلاثا فقالت قرء وا و لم یقرؤا کنت اقوم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فیقرء بالبقرۃ وآل عمران والنساء فلا یمر بآیۃ فیها استبشار الا دعا و رغب ولا بآیۃ فیها تخویف الا دعا واستعاذ	کہا کہ لوگ ایک شب مین دو دو تین تین ختم کرتے ہین آپ نے فرمایا انہون نے پڑھا مگر کچھہ نہ پڑھا - مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ شب کو نماز تہجد کے لئے کھڑی ہوتی تو آپ سورہ بقر - آل عمران نساء پڑھتے - جب آپ آیت بشارت پر گذرتے خدا سے بخشش مانگتے اور جب آیۃ خوف پر گذرتے عذاب سے پناہ مانگتے ۔

اور حضرت ابن مسعودؓ سے ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے کہ تین دن کے اندر

عن ابن مسعود قال لا یقرء القرآن فی اقل من ثلث	قرآن ختم نہ کرنا چاہئے -

اور حضرت معاذ بن جبل سے ابو عبید نے روایت کیا ہے کہ آپ تین دن

اخرج ابو عبید عن معاذ بن جبل انہ کان یکرہ ان یقرء القرآن فی اقل من ثلث	سے کم ختم قرآن کرنے کو مکروہ سمجھتے ۔

ان آثار کو شیخ جلال الدین سیوطی نے اتقان مین نقل کرکے فرمایا ہے

ویلیہ من ختم فی اربع ثم فی خمس ثم فی ست ثم فی سبع وھذا اوسط الامور واحسنها ھو فعل الاکثرین من الصحابۃ و غیرھم واخرج الشیخان عن عبد اللہ بن عمر قال لی رسول اللہ اقرء فی سبع ولا تزد علی ذالک ۔	سات دن مین قرآن ختم کرنا اوسط امور ہے اور بہتر ہے اور یہی اکثر اصحابہ وغیرہ کا فعل ہے چنانچہ عبد اللہ بن عمر کو آنحضرت نے فرمایا ہے کہ سات دن مین قرآن ختم کرو اور اس سے زیادتی نکرو ۔

دفعہ ۵ ضمن الف

اور محلی شرح موطا مین دمامینی سے نقل کیا ہے اس حدیث کی نظر سے اکثر علماء نے سات دن مین ختم پر زیادتی سے منع کیا ہے :۔

قال الدمامینی و بهذا الحدیث منع کثیر من العلماء الزیادة علی السبع۔

(محلی شرح موطا)

ان اثار کے جواب مین بہی جو آپ کہنا چاہین پہلے اوسکو سوچ لین۔ جو کچہہ آپکے علماء معاصرین یا سابقین نے کہا ہے اسکا جواب یہان تمام ہے۔ اسکے اظہار مین صرف آپکی طرف سی ہدایت کا انتظار ہے۔ اسکے سوا کچہہ اور ہو تو لائیے اور کوئی نیا ہنر دکہائیے :۔

سوال ان احادیث و آثار ممانعت عبادات خلاف سنت سی یہہ تو بخوبی ثابت ہہ کہ وہ آثار جنسے تمہارے مخاطب نے تمسک کیا صحیح ہو جانیکی صورت مین بہی قابل استدلال و احتجاج ہین مگر یہہ کہئے کہ ان اکابر کو جنسے یہہ آثار مروی ہین درصورت تسلیم صحت ان آثار کے کیا کہا جائیگا مبتدع مخالف سنت یا کیا ؟—

جواب ان اکابر کو (بجز جہلاء اعدائے) ہم مبتدع مخالف سنت ہرگز نہ کہینگے اور نہ اونکے ان افعال کو (بشرطیکہ وہ بسند صحیح ان اکابر سے ثابت ہون) بدعت قرار دینگے بلکہ بمقتضائے حسن ظنی جسکا مسلمانون کے حق مین عموماً اور صحابہ کی نسبت خصوصاً ارشاد وارد ہے حتی الوسع ان افعال کا کوئی محمل نکالینگے اور انمین کوئی ایسی تاویل کرینگے جس سے اون افعال کا صریح سنت سے تخالف دور ہو جاوے۔ اور کچہہ بن نہ پڑا تو یہہ تجویز کرینگے کہ ان اکابر کو صریح سنت جو ان افعال کے مخالف ہین علم نہین ہوا۔ اور جسکو علم تہا انکو نسیان ہوگیا تہا۔ اکابر علمائے سے خلاف نصوص ہونیکا یہہ اکثری سبب ہے۔

دفعہ ۱ (ضمن الف)

چنانچہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۶ مین اسکی پوری تفصیل اکابر علماء سے منقول ہے۔ اس مقام مین اپنے معزز دوست جناب مولوی عبد الحی صاحب کی عبارت اقامۃ الحجۃ اسکی تائید مین پیش کرتے ہین آپ فرماتے ہین فرماتے ہین

ما فعلہ الصحابی لا یخلو اما ان یظھر نص من النصوص النبویۃ او القرآنیۃ موافقاً لہ او یظھر نص مخالف لہ او لا یظھر ھذا ولا ذلک ۔	جو صحابی کرے وہ تین حال سے خالی نہین کوئی نص قرآن یا حدیث اسکے موافق معلوم ہوگی یا مخالف یا نہ موافق اور نہ مخالف ۔
فان کان الاول فلا ریب فی کون الاخذ بہ اولی وان کان الثانی یجمع بینھما حتی الوسع وان لم یمکن ذلک لا یکون الاخذ بقول الصحابی او فعلہ اولی لورود النص المخالف ویعذر الصحابی بعدم علمہ بذلک النص ۔	پہلی صورت (موافقت) مین اس فعل صحابی کا اخذ بہتر ہوگا۔ دوسری صورت (مخالفت) مین فعل صحابی اور نص مین حتی الوسع تطبیق وموافقت کیجاویگی۔ یہہ نہو سکا تو قول یا فعل صحابی کو مخالفت نص کے سبب نہ لیا جاویگا اور اس صحابی کا یہہ عذر بیان کیا جاویگا کہ اسکو اس نص کا علم نہین ہوا ۔
(اقامۃ الحجۃ مختصراً)	

تیسری صورت مین صحابی کی تقلید کیجاوے اس تفصیل سے جسکو مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اور اسکا ایک حصہ سابق شرط ثانی قبول اثار کے ثبوت مین منقول ہو چکا ہے اس مقام مین وہ تفصیل اجنبی تہی اسلئے اسسے تعرض نہین ہوا ۔

وہ محمل و تاویلات جو ان افعال اکابر مین (بر تقدیر انکی صحت و ثبوت کے) ممکن ہین ہم ابہی بیان کرنا ضرور نہین سمجہتے جب ہمارے مخاطب ان افعال و اثار کے

بقاعدہ محدثین تصحیح کر دینگے تب ہم وہ محمل و تاویلات ذکر کرینگے ۔

دفعہ ۵ ضمن الف

ہمارے معزز دوست جناب مولوی عبید الحی صاحب نے رسالہ **اقامتہ الحجتہ** ان افعال کے محامل و تاویلات مین عمدہ تفصیل کی ہے جسکی ہم دل سے قدر کرتے ہین اور اسکے اکثر حصہ سے اتفاق رکھتے ہین مگر ہم اسمین کمی زیادتی کرنا چاہتے ہین - ہمارے مخاطب نے ہمکو ان محامل و تاویلات کی بیان پر (بہ تصحیح ان آثار کے) مجبور کیا تو ہم اسکا اظہار کرینگے ۔

دفعہ ۵ ب

(۱) جن امور کو ایضاح الحق مین بدعت کہا ہے ان امور کے صراط مستقیم مین بہی تعلیم نہین ہوئی - یہہ جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے تعلیمات صراط مستقیم کو تحقیقات ایضاح الحق کے مخالف سمجھہ لیا ہے صراط مستقیم کی تعلیمات کو ایضاح الحق مین حکم بدعت حقیقیہ یا حکمیہ سے مستثنیٰ کیا ہے ۔ اور صاف کہدیا ہے کہ بعض اخص خواص ان امور کو (جنکو ایضاح الحق مین بدعت کہا گیا ہے) بطور معالجہ کرتے ہین اور دین نہین سمجھتے اور نہ امور دینیہ کی طرح اسکا التزام رکھتے ہین ان کے حق مین وہ امور بدعت نہین ہین - اصل عبارت ایضاح (جو اسکے صفحہ ۲۵ مین موجود ہے اشاعۃ السنتہ نمبر ۲ جلد ۶ مین صفحہ ۴۴ منقول ہوچکی ہے) ضرور ملاحظہ فرمادین

مولوی کرامت علی جونپوری کا ان تعلیمات صراط مستقیم کو تحقیقات ایضاح الحق کے مخالف سمجھنا اور بنا برعلیہ ایضاح الحق کو

جواب موضوعہ | ضمن ب

کسی اسمعیل وہابی کی تصنیف قرار دینا بھی اسی نافہمی پر مبنی ہے۔ علاوہ ازین اسکی بناء اس دلی عداوت پر بھی ہے جو مولوی کرامت علی کو گروہ اہل حدیث سے تھی اسکا ثبوت اونکے اس تقریر مین موجود ہے جو **مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ** واقع ۲۴ شعبان ۱۲۸۸ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۷۱ء مین اونکی زبان سے سرزد ہوئی ہے اور وہ رسالہ ششمی ماہانہ سال ہشتم مجلس مذکور مین مندرج ہوکر شائع ہوچکی ہے۔ آپ اس تقریر مین گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت سے اپنی گروہ حنفیہ کو بری کرتے ہین اور اس بغاوت کی تہمت اہل حدیث کے سر پر رکھ کر فرماتے ہین اور کمبخت وہابیون کا حال یہہ ہے کہ ان کو اصلا اپنے دین و ایمان کا پاس و لحاظ بہی نہین ہے صرف بطمع نفسانی انہون نے یہہ سارا مکر پہیلا رکہا ہے۔ اور دین کے پردہ مین دنیا حاصل کیا چاہتے ہین پہر انکو کفر اسلام سے کیا مطلب۔ اگر آج یہان کوئی بادشاہ اسلام ہوتا تو اس سے بہی بے تکلف یہہ قوم لڑنے اور جہاد کرنے پر مستعد ہوجاتی فلا رحم اللہ علی اصولہم وفروعہم ان الفاظ مین **مولوی کرامت علی (علیہ مایستحقہ)** نے کوئی دقیقہ اہل حدیث سے عداوت کا فروگذاشت نہین کیا ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرکے انکے اصول و فروع کو رحمت الٰہی سے محروم کردیا۔ باینہمہ ہماری گروہ (اہلحدیث) کا نامی عالم قرار دینا عوام کو دہوکہ دینا اور انصاف کا خون کرنا نہین تو کیا ہے۔ ناظر ایسی ہی

دفعہ ۵ جواب	ضمن ب	دہوکہ دیا کرتے ہین اور اظہار ثواب اِس کا نام ہے رہیہ گیارہوین دلیل ہے جس سے آپ کے مناظرہ کا مناظرہ نہونا مجادلہ ہونا ثابت ہے)؛- (۲) ہمنے یہہ تو کہین نہین کہا کہ قرون ثلثہ کے بعد جو محدثین وفقہاء و علماء و اولیاء گذرے ہین اِنکے عقائد اچہے نہین - آپ اپنے دعوے مین سچے ہین تو ہماری عبارت مین اس حکم کلی کے نشان دہی کرین ہمنے تو یہہ کہا ہے کہ جن افعال و عقائد کو ایضاح الحق مین بدعت کہا گیا ہے اگروہ پُرانی دنیا کے اولیا وفقہاء و علماء و محدثین کے عقائد ہون تو انکا کوئی حامی نہین اسمین نہ تمام محدثین وفقہا بعد قرون ثلثہ کا ذکر ہے نہ انکے سبہی عقاید کا ذکر نہ کلیۃً وعموماً ان عقاید کو بُرا کہا گیا ہے - صرف ان بعض عقائد کی عدم حمایت کا بیان ہے جنکو ایضاح الحق مین بدعت کہا گیا ہے اسکو اِن عام اور محیط الفاظ سے تعبیر کرنا کہ قرون ثلثہ کے بعد جو فقہا و محدثین گذرے ہین انکے عقاید اچہے نہین ہمارے طرف سے ہوتا تو آپ اسکو ضرور کذب کہتے ولیکن ہم آپکو اس لفظ کذب کی طرف منسوب نہین کرسکے ہان یہہ ضرور کہینگے کہ یہہ بیجا الزامات مناظر کی شان سے بعید ہین اور ایسے الزامات کے ساتہہ آپ کو مناظرہ کا دعوے زیبا نہین؛- (یہہ بارہوین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہے)؛-

دفعہ ۵ ضمن الف

(۳) صحیح بخاری کے اِس باب کا مطلب ہم نہیں سمجھتے تو لیجئے اِسی پر ہمارا آپ کا مناظرہ ختم ہے اس صورت مین ہم ہرگز اس امر کے لائق نہین ہین کہ آپ جیسے محدث فاضلون سے مناظرہ ومخاطبہ کرین۔ مگر اس امر کا تصفیہ صرف آپ کے دعوے سے نہین ہوسکتا۔ اس تصفیہ کے لئے آپ کسی عالم منصف کو جو صرف کچہری کا مولوی نہو حکم مقرر کرلین۔ وہ حکم اگر کہدے کہ جو مطلب اسکا ہمنے سمجہا ہے وہ غلط ہے تو ہم آپکی شاگردی اختیار کرینگے۔ مناظرہ کیسا اور کسکا:-

ہم اس مقام مین اپنے اوس مطلب کی (جسکی طرف مجمل اشارہ کرچکے ہین اور آپ اسکو غلط بتاتے ہین) تفصیل کرتے ہین تاکہ ناظر منصف کو اسپر رائزنی کا پورا موقع ملے۔

* ہمکو جناب مولوی عبدالحی صاحب لکہنوی اور جناب مولوی وحید الزمان صاحب حیدرابادی دکنی کی منصفی منظور ہے آپ ہی انہین مین سے کسی صاحب کو منصف مان لین یا اور جنکو چاہین منصف مقرر کرلین مگر جو شرط معروض ہوئی ہے کہ وہ صرف کچہری کا مولوی نہو ملحوظ خاطر عاطر رہے۔ کچہری کے مولوی وہ لوگ ہین جو علوم عقلیہ ونقلیہ سے بہرہ نہین رکہتے صرف ملازمت اور کچہری کے سبب مولوی کہلاتے ہین۔ اس قسم کے مولوی ہندوستان خصوصاً دکن دیار اس مین بہت ہین جو بذریعہ اخبارات واشتہارات اپنے مولویت کی تشہیر کراتے ہین ایسے لوگون کی منصفی ہمکو منظور نہین۔ ۵ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

امام بخاری رح فرماتے ہین گناہ (سبھی) کفر کے کام ہین (جیساکہ طاعتین سبھی ایمان کامل کے کام ہین) مگر بجز شرک یا کفر اعتقادی جو اسکا اہم پہلو ہے۔ ہم ان امور کے مرتکب کو۔ (بحکم قاعدہ حمل مشتق بوقت قیام مبدء) کافر (اعتقادی خارج از ملت مسلم) نہ کہا جاویگا (صرف یہی کہا جاویگا کہ اسنے کافرون کا کام کیا اور عملی کفر کا مرتکب ہوا چنانچہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمار صحابی کو اپنے غلام کو ان کا طعنہ دینے کے سبب سے) فرمایا تھا کہ تو ایسا آدمی ہے کہ تجھہ مین ایک جاہلیت (کفار کی خصلت) ہے مگر اسکو باوجود قیام خصلت کفر کے کافر نہ بنایا۔ اور خدا تعالے نے (اپنے رسول کی زبان پر) قتل اہل اسلام کو کفر کہا مگر اسکے مرتکبین کو باوجود ارتکاب قتل کافر نہین ٹھہرایا ارتکاب قتل کے ساتھ انکا نام مسلمان رکھا۔

اسکا مطلب جو قسطلانی نے بیان کیا ہے کہ مومن کو ارتکاب معاصی سے کافر نہ کہا جاوے جیساکہ خوارج کہتے ہین اسکا ماحصل یہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے کہ باوجودیکہ معاصی کفر کے کام ہین پہر بہی انکے مرتکب کو بحکم قاعدہ حمل مشتق بوقت قیام مبدء کافر نہ کہا جاویگا جیساکہ خوارج کہتے ہین۔

جناب نے اس مطلب کو خود نہین سمجہا اور لفظ المعاصی من امر الجاہلیہ کو غور سے نہین دیکہا اور الٹا ہمپر ناسمجہی کا فتوی لگا دیا۔ جناب من یہانتو سو سے سولے (مبالغہ نہ سمجہیگا بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ خاکسار نے اونگہتی اونگہتی صحیح بخاری کا سبق پڑہایا ہے اور مستعد طلبا کو اونکے سوال کا جواب دیا ہے) پڑہائی گئی ہے جسکے پڑہانے مین ہمارے اکثر ہمعصر فضلا شرح وحواشی سے کام چلاتے ہین۔ بااینہمہ ہم اس باب صحیح بخاری کا مطلب نہین سمجہتے تو ہمپر آپکی شاگردی ثابت ہو چکی۔ اب آپ اس امر کے فیصلہ کے لیے (جسمین بن پڑتا ہے

جواب نمبر ۵

اشادی کا منصب ملتا ہے) علمائے وقت کیطرف رجوع کرین - ورنہ ایسی فضول و بیجا تعلی سے زبان کو روکین - اور یہہ الزام عدم فہم مطلب صحیح بخاری کا اگر آپ نے اوسکا ٹہیک مطلب جو ہمنے بیان کیا ہے سمجھکر دیا ہے تو یہ تیرہوین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مناظرہ نہ ہونا اور مجادلہ ہونا ثابت ہے) اور اگر آپ نے اسکا ٹہیک مطلب نہین سمجہا اور ہمارا بیان بحکم محکم صحیح نکلا تو بہی آپ سے بحث وخطاب مناظرہ نہین ہو سکتا - کیونکہ مناظرہ مین بین الفریقین کچھہ نسبت ہونی چاہئے - ہمارے استدلال صحیح بخاری کا تو آپ نے جواب دیا جسکا جواب عرض کیا گیا - مگر ہماری استشہاد باقوال متکلمین وفقہا (جنہون نے اہل قبلہ کو باوجود اعتقاد امور کفریہ کافر نہین کہا) کے جواب مین آپنے کچھہ نہین فرمایا - چوتہا اور پانچوان فقرہ جواب جناب اسکا جواب نہین ہو سکتا انمین بعض بدعات کا موجب کفر ہونا بیان ہوا ہے جس سے ہمکو بہی انکار نہین آپمین اسکا جواب نہ آیا کہ بعض امور کے مرتکب ومعتقد کو باوجود کفر ٹہیرانے ان امور کے کیون کافر نہین کہا اور اس قاعدہ حمل مشتق بوقت قیام مبدء کا کیون خلاف کیا - اس قول ومذہب فقہا ومتکلمین کا آپکو علم نہو تو آپ شرح مواقف وشرح مقاصد وشرح فقہ اکبر ملاحظہ فرماوین یہ کتابین میسر نہون تو اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۴ کیطرف مراجعت کرین اور اگر یہہ کتابین ملاحظہ جناب سے گذری ہین اور قول ومذہب فقہا ومتکلمین کا جناب کو علم ہے تو ہمارے دعوی وبیان کے تصدیق کرین یا اس قول فقہا ومتکلمین کا جواب دین - ایک امر واجب التسلیم یا واجب الرد کے تسلیم یا رد سے محض سکوت اختیار کرنا مناظر کی شان سے بعید ہے (یہہ چودہوین) دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مناظرہ نہونا بلکہ مجادلہ

ہوتا ثابت ہے ۔

(۴ و ۵) ہمنے یا صاحب ایضاح نے کہین نہین کہا کہ مرتکب بدعت پر خواہ وہ کیسی ہو اطلاق مبتدع ہو نہین سکتا ۔ یا کسی مرتکب بدعت کو شرعاً مبتدع نہین کہا جاتا ۔ آپ صادق القول ہین تو ہمارے یا صاحب ایضاح کی کلام مین اسکی نشان دہی کرین ۔ ہمنے تو صرف کلیت کی نفی کی ہے اور صاف کہدیا ہے یہ بات کلیۃً صحیح نہین جس سے صاف ثابت ہے کہ بعض بدعات کے مرتکب مبتدع ہو سکتے ہین اور بعض امور کفریہ کے مرتکب کافر ۔

آپکو اسمین شک ہو تو کسی منطق جاننے والے سے دریافت فرمائین کہ نفی کلیت کا مفہوم کیا ہے اور قضیۂ لیس کل بدعۃ یکفر صاحبہا کا نقیض کیا ہے ۔ اور بعض بدعۃ یکفر صاحبہا کا صدق اسکے ساتھ ممکن ہے یا نہین ؟

مولویصاحب نہایت افسوس اور کمال التعجب کا محل ہے کہ خود بدولت کو علم و فہم مین دستگاہ تو یہ ہے کہ ایک ادنی مسئلہ منطق (جسکو منطق کی پہلی کتاب (ایساغوجی) پڑہنیوالے جانتے ہین) کے مخالفت سے بچ نہین سکے ۔ اور دعوی یہہ کہ ہم سے تقریری مناظرہ کرلو ہم تمہارے علم کا امتحان کرنا چاہتے ہین اور علوم مین تمہاری پایگاہ دیکھتے ہین بحکم ؎

تو ان شناخت بیکروز در شمائل مرد ۔ کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم الخ

اس علم پر تو یہہ دعوی کسی کے نزدیک اور کسی وجہ سے زیبا نہین ہے ۔ کجا حلوی خوردن را روئی باید مثل ہی جناب نے نہین سنی ۔

اور صاحب ایضاح نے کلیت ہی کی نفی کی ہے اور صرف بعض بدعات کو مرتکب کو

مبتدع کہنے سے منع کیا ہے۔

اصل عبارت صاحب ایضاح یہہ ہے جو اسکے صفحہ ۳۰ مین موجود ہے۔

مسئلہ سادسہ باید دانست کہ ہرچند در شرع شریف بسیارے را از افعال واقوال واخلاق از شعب کفر ونفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخص خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدہ کفر ونفاق میدارد ہمچنین باید فہمید کہ ہرچند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت است کہ پارہ ازان لطریق نمونہ درینمقام ذکر کردہ شد اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخص خاص ہمین معنی فہمیدہ می شود کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت میدارد۔ پس بنابران مرتکب اقسام باقیہ (اس لفظ کو غور سے پڑھیگا) از بدعت حقیقیہ وجمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع وصاحب بدعت نتوان گفت الخ۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ ہمپر اور صاحب ایضاح پر آپکا الزام بیجا الزام ومحض اتہام ہے (یہہ ندرہین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مناظرہ نہونا بلکہ مجادلہ ہونا ثابت ہے)۔

(۶) فضل رسول بدایونی کو مبتدع کہنا عین اصول سنت جنکو فریقین (ہم اور آپ) مانتے ہین) کے موافق اور مفہوم ومنطوق اشاعۃ السنہ والیضاح الحق ومفہوم کلام جناب کے مطابق ہے۔

جن پیروان مذہب حنفی کو نواب صاحب بہوپال نے مبتدع کہا ہے وہی اسی لائق ہین کہ اونکو مبتدع کہا جاوے وہ درحقیقت حنفی مذہب کے پیرو نہین ہین۔ انکے وصف حال اور شرح مقال کچہہ تو جواب دفعہ کے ضمن مین لصفحہ ہو چکی ہے اور کچہہ آیندہ بجواب دفعہ ۶ ہوگی۔

نواب صاحب بہوپال عموماً پیروان مذہب حنفی کو مبتدع نہین کہتے اور نہ

اور نہ مبتدع جانتے ہین - صدہا پیروان مذہب حنفی کو متبع و بزرگ جانتے ہین اور اونکے کلام سے جابجا اپنی تصانیف مین استشہاد کرتے ہین جناب آپکی تالیفات کا مطالعہ فرماوین تو اس سوءظنی سے غالباً تائب ہو جاوین -

۶ آپ بجواب دفعہ ۶ ہمارے مضمون کے فرماتے ہین کہ اوس اجمال کی تفصیل کرین اور یہہ بتاوین کہ وہ کونسی تقلید ہے جسکو شرک یا بدعت کہا جاتا ہے -

جواب

۶ وہ تقلید بمقابلہ نصوص ہے - ایک شخص کسی آیت کے معنی خوب جانتا ہے یا حدیث کی صحت کو مانتا ہے اور اسکی نسخ پر کوئی دلیل نہین پاتا اور نہ اسکے معنی مین کسی تاویل کی گنجائش دیکھتا ہے پہر وہ اپنے امام مذہب کی تقلید کے لحاظ سے اس آیہ یا حدیث پر عمل کرنا جائز نہین جانتا اور یہہ کہتا ہے کہ اس آیہ یا حدیث پر عمل کرنا مجتہدین ہی کا کام تہا - ہمکو یہہ عمل و استدلال جائز نہین ہے - ہمپر اوسی مجتہد امام کی پیروی و تقلید فرض و واجب ہے اور اوسکی مخالفت (ایک ہی مسئلہ مین کیون نہون) حرام -

ایسی تقلید کی برائی مین اقوال سلف و خلف محدثین و فقہا و مفسرین وغیرہ علما اس کثرت سے وارد ہین کہ اگر ہم ان سب کو بالاستیعاب نقل کرنا چاہین تو اشاعۃ السنہ کی جلد کامل بہی اسکی نقل کے لیے کافی نہو - اسلئے ہم انکی نقل و تفصیل سے قلم کو روکتے

ہین - اور بجائے اس تفصیل کے اس اجمال پر اکتفا کرلیتے ہین کہ آپ تفسیر کبیر - تفسیر نیشاپوری - تفسیر مظہری - کتاب الرد علی من اخلد الی الارض کتاب المؤمل فی الرد الی الامر الاول انتباہ فی سلاسل اولیا اللہ - میزان شعرانی یواقیت شعرانی - مواہب لدنیہ - حجۃ اللہ البالغہ - قول سدید - عقد الجید - العقد الفرید - اعلام الموقعین عن رب العلمین - ایقاظ فی سبب الاختلاف دراسات اللبیب - فتوحات مکیہ - معیار الحق مین ان اقوال کو ملاحظہ کرین اور اگر یہ کتابین میسر نہ آوین تو اشاعۃ السنہ سنین گذشتہ و ضمیمہ اشاعۃ السنہ جلد ۱ و ۲ و ۳ ہی کو دیکھین - اسمقام مین ہم آپکے ایک سرگروہ کا قول اس تقلید کی برائی مین نقل کرتے ہین + اور امید رکھتے ہین کہ آپ انکے قول کو اُن سبھی اقوال کے قایم مقام خیال فرماوینگے - اور اس سے نفع اٹھاینگے وہ جناب مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی ہین جو رسالہ النافع الکبیر مین عبارت میزان شعرانی کو جو صفحہ ۲۵۶ نمبر ۹ جلد ۸ مین منقول ہو چکی ہے نقل کرکے فرماتے ہین ——— مین کہتا ہون کہ لوگ پرانے زمانہ سے

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی ھذا الاوان الی الفرقتین فطائفۃ قد تعصبوا فی الحنفیۃ تعصبا شدیدًا والتزموا بما فی الفتاوی التزامًا شدیدًا وان وجدوا

اتبک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوی کو پکڑ رکھا ہے اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے ہین

+ سرگروہ حنفیہ کا یہ قول اسی نمبر ۹ جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ اشاعۃ السنہ مین منقول ہے اور اعادہ و تکرار اشاعۃ السنہ کی عادت و شعار نہین لیکن چونکہ آپنے اس قول سے باوجود ملاحظہ دیدہ و دانستہ اغماض کیا ہے (یا شائد وہ نمبر آپکی نظر سے نہ گذرا ہو اور نہ آئندہ کو آپکا یہ چہ منگا کر اس قول کے دیکھنے کا قصد ہوا ور شکل سابق یہی جواب جو پہلا پیش کرتا ہو کہ مجھکو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ نہین دکھا) اسلیے ہمنے آپکی خاطر اپنی عادت کا خلاف کیا ہے اور اس قول کو دوبارہ نقل کر دیا ہے -

دفعہ ۶
جواب

حديثاً صحيحاً او اثراً صريحاً على خلافه زعموا انه لو كان هذا الحديث صحيحاً لاخذ به صاحب المذهب ولم يحكم بخلافه وهذا اجهل منهم بما روت الثقات عن ابي حنيفة من تقديم الاحاديث والاثار على اقواله الشريفة فترك ما خالف الحديث الصحيح رأي سديد وهو عين تقليد الامام لا ترك التقليد وطائفة زعموا ان الامام قاس على خلاف الاخبار وهجر ما ورد به الشرع والاثار فظنوا في حقه ظنوناً سيئة واعتقدوا عقائد قبيحة ومطالعة الميزان لهم نافع ولاوهامهم دافع ليتخذ العاقل مسلك البين وهجر طريق الطائفتين

النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير

ليعلم ايضاً ان الحنفي لو ترك في مسئلة مذهب امامه لقوة دليل خلافه لا يخرج به عن ربقة التقليد بل هو عين التقليد

تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام اسکو لے لیتا اور اسکے برخلاف حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابوحنیفہ سے نقل کی ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے پس قول امام خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رائے ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ کہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کو عموماً چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہے سو انہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد جمایا کتاب میزان کبری کا مطالعہ دونون فریق کو نافع ہے اور انکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور ان دونون فریق کی راہ چھوڑ دے

اور آپ فوائد بہیہ مین فرماتے ہین اس بیان سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ اگر

* یہہ عبارت بہی ضمیمہ اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے اوایل مین منقول ہو چکی ہے یہان بہی انکی ہی خاطر اعادہ خلاف عادت ہوا ✱

وشمه ۶ ـ فی صحاة ترك التقلید الاتری الی ان عصام بن یوسف ترك مذهب ابی حنیفة فی عدم الرفع ومع ذلك هو معدود فی الحنفیة و یوئده ما حکاه اصحاب الفتاوی المعتمدة من اصحابنا من تقلید ابی یوسف یوما الشافعی رحمة الله علیه فی طهارة القلتین والی الله المشتکی من جهلة زماننا حیث یطعنون علی من ترك تقلید امامه فی مسئلة واحدة لقوة دلیلها ویخرجونه عن مقلدیه ـ ولا عجب منهم فانهم من العوام انما العجب ممن یتشبه بالعلماء ویمشی مشیهم کالانعام *

کوئی کسی مسئلہ مین اپنے امام کا مذہب اسکے مخالف دلیل (قران یا حدیث) قوت کے سبب ترک کرے تو وہ تقلید سے باہر نہین ہوتا ۔ تمنے نہین دیکھا عصام بن یوسف نے امام ابوحنیفہ کا مذہب رفع یدین نہ کرنے مین ترک کر دیا ہے اور باوجود اسکے وہ حنفیون مین شمار کیا جاتا ہے اور اسکی تائید کرتا ہے جو کتب فتاوی مین منقول ہے کہ امام ابو یوسف نے ایکدن امام شافعی کا قول مسئلہ قلتین مین اختیار کر لیا تہا ہمارے زمانہ کی جاہلون کیطرف سے خدا ہی کی جناب مین شکایت کیجاتی ہے کہ وہ ایک مسئلہ مین بہی قوت دلیل مخالف کے سبب امام مذہب کی تقلید چہوڑنے پر طعن کرتے ہین اُنسے کیا تعجب ہے وہ تو عامی ہی ہین تعجب اُنسے ہے جو علما بن بیٹھے ہین اور چال عامیونکی چلتے ہین جیسے جانور ۔

دفعہ (۱) ــ آپ بجواب دفعۂ ہمارے جواب کے فرماتے ہین اہلحدیث کو تو کوئی شخص کافر نہین کہتا بشرطیکہ وہ اہلحدیث ہون آپ ہمکو مجہول اللہ سمائے تحریرات کا ذمہ وار کیون ٹہراتے ہین جن کتابون کا نام آپنے تحریر فرمایا ہے بعض تو مجہول الاسا و الصفات کی تصنیف ہے اور بعض آپ لوگونکی خانہ جنگیان ہین ان دونون صورتون مین ہم ذمہ وار جواب دہ نہین ہو سکتے ۔

(۲) ہماری گذارش سے ترقی معکوس کی صحت مین جسطرح کلام تہا وہ بدستور قایم ہے اسکی تصدیق کو آپکے انصاف پر چہوڑتا ہون۔

(۳) اخیر مین آپ خاکسار کو ایک نوازشنامہ سے مشرف کرتے ہین جسکے الفاظ یہہ ہین۔

بخدمت گرامی جامع فضایل و کمالات مولوی محمد حسین صاحب لاہوری دام عنایتہ ۔ خاکسار وکیل احمد التماس کرتا ہے کہ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل مذہب مخاطب درج نہین ہوسکتے بلکہ یہہ مسایل ضمیمہ مین لکہے جاتے ہین تو آپ مخلص کو صرف ضمیمہ کا شتاق تصور فرماوین ۔ اب صاف صاف ارشاد ہو کہ ہمکو کسقدر روپیہ معہ محصول ڈاک آپکی خدمت مین بہیجنا چاہئے ۔

نیاز مند وکیل احمد

جواب

دفعہ (۱) اس جواب مین تو آپنے لا علم انصاف مناظرہ تو درکنار رسم پابندی وضع کو بہی طاق مین رکہدیا اور ایک ایسا دعوی خلاف واقعہ کیا ہے جسکا

خلاف واقع ہونا خود آپکی صریح کلام سے ثابت ہے - آپنے اس دعوی
کیوقت یہہ خیال نہ کیا کہ اس امر کو تو عام اہل وضع پسند نہین کرینگے
اسپر لوگ مطلع ہونگے تو ہمکو کیا کہینگے -
ای جناب اور وں کو تو جانے دیجئے آپنے خود اوس فرقہ کو کافر دین
اسلام سے خارج قرار دیا ہے آپکی کتاب نصرۃ المجتہدین اسوقت
ہمارے سامنے رکہی ہوئی ہے اسکے صفحہ ۵۹ سطر ۳ و ۴ مین آپ
اپنے حریف شیخ محی الدین صاحب کے خطاب مین صاف فرماتے ہین
"مؤاخذہ دنیا و مواخذہ اخروی کا خیال نکرنا تمہارا ہی کام ہے اسوجہ سے
تمہارا فرقہ خارج از دایرۂ اسلام ہے" اس لفظ "خارج از دائیرہ
اسلام" کو غور سے مطالعہ مین لاوین اور انصاف سے فرماوین کہ اس
لفظ کے ساتھ آپکے اس دعوی کو ملا کر لوگ آپکو کیا کہینگے - یہہ لفظ معنی
تکفیر مین ایسا ظاہر و صریح ہے کہ لفظ کفر سے اسکی دلالت کفر پہ بڑہکر ہے
کفر تو دو معنی (کفر عملی و کفر اعتقادی یعنے خروج از ملت اسلام)
کا محتمل ہوتا ہے یہہ لفظ خاصکر معنی ثانی کو متعین کر رہا ہے - پہر آپکا یہ
دعوی کہ "اس گروہ کو کسینے کافر نہین کہا" نہین تو کیا ہے - اس قول
مین تو آپنے کہلم کہلا اس گروہ کو کافر کہا - اور دو ہرے درجہ کا فر کہنا آپکی اس
کلام مین پایا جاتا ہے جسمین آپ اس تکفیر سے انکار فرماتے ہین آپنے
اسمین اپنے انکار تکفیر کو اس شرط سے مشروط کیا ہے "بشرطیکہ وہ اہلحدیث
ہون" اور چونکہ یہہ شرط آپکے نزدیک انمین پائی نہین جاتی چنانچہ آپ
المغنی و غیرہ مین انکے اہلحدیث ہونے سے صاف انکار کر چکے ہین لہذا الحکم
اذا فات الشرط فات المشروط یہہ انکار تکفیر آپکے نزدیک کان لم یکن

ہے اور صرف زبانی زبانی ہے۔ دل سے آپکو اس تکفیر سے انکار نہین ہے
آپکے سوا اور جن بے انصاف مکفرین اہلحدیث کا ہمنے دفعۂ مین ذکر کیا ہے انکا
حال و مقال بھی آپ پر مخفی نہین ہے پھر انکی نسبت آپکا یہہ کہنا کہ وہ
مجہول الاسما و الصفات ہین یا وہ گروہ اہلحدیث مین سے نہین انصاف کا
خون کرنا ہے۔ یہہ سولہوین دلیل ہے جس سے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا
ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ اسکو انصاف سمجھتے ہین تو حلفاً بیان کرین
کہ آپ گلابی چھوڑ (جامع الشواہد) و انتظام المساجد و لوفیر و تنویر
تحفہ و مدار و انتصار کے مولفین و مہر کرنیوالون کو نہین جانتے یا آپ مولوی
عبد القادر پسر مولوے فضل رسول بدایونی ۔ محدث پنجابی مقیم دہلی ۔
مولوی محمد یعقوب مدرس مدرسہ دیوبند مولوی قطب الدین صاحب
مرحوم دہلوی ۔ مولوی محمد پسر مولوی عبد القادر لودہانوی وغیرہ
مولویان دہلی و لکھنو کو مجہول خیال کرتے ہین یا آپ ان لوگون مین
سے کسی کو اہلحدیث سے سمجھتے ہین۔ اس حلفی بیان سے آپ انکاری
ہونگے تو ناظرین یقیناً جان جائینگے کہ آپنے تجاہل عارفانہ اختیار کیا
ہے اور بغرض الزام یا دفع الزام ان مکفرین کو مجہول الاسما و الصفات
یا گروہ اہلحدیث سے قرار دیا ہے اور انصاف کا خون کیا ہے۔

(۴) ہمارے ان گذارشات اطمینانی اور معروضات برہانی سے امید ہے
جناب اور ہمارے ناظرین کو یقین ہوگا کہ مضمون ترقی معکوس بہی آپکا کلام
بیجا اور بلکل ناراست و ناروا ہے اور وہ مضمون بلا مزاحمت سچ
و بجا ہے۔ واقعی آپکے گروہ کے لوگ مسلمانون کو کافر بناتے ہین اور بہر سال
مسلمانون کا نمبر گہٹاتے ہین۔

(۳) بجواب نوازشنامہ یہہ عاجزانہ گذارش ہے کہ اشاعۃ السنہ میں
گذشتہ خصوصاً جلد اول و دوم بہی متعرض مسائل مذہب جناب سے
خالی نہیں اور ضمیمجات اشاعۃ السنہ اصل رسالہ سے علیحدہ قیمتاً نہین
مل سکتی ہان بلاقیمت ہدیہ چاہیں تو حاضر ہین شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ
جواب سابق ہین معروض خدمت ہو چکی ہے اور بذریعہ اخبار مشیر قیصر
ملاحظہ سامی سے گذری ہے - یہہ جواب بذریعہ ایک رجسٹرڈ کارڈ مورخہ ۲۶
مئی ۱۸۸۴ء بہی گذارش خدمت ہوا ہے جسکا آجتک ہمکو کوئی جواب نہین
ملا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا دو دفعہ بذریعہ اخبار رسالہ طلب فرمانا
محض حیلہ وبہانہ تہے - حقیقت مین آپکو نہ رسالہ دیکہنا منظور تہا نہ اسکا
جواب دینا مدنظر ہے - ورنہ طلب رسالہ مین توسط اخبار کیا ضرورت
ہے اور طلب مین چہہ چہہ مہینہ کے توقف کے کیا معنی - جوابات جواب
جناب تمام ہوئے اب ایک ناصحانہ التماس مین کرون -

ناصحانہ التماس

آپکی سابقہ وحالیہ تحریرات اور ہماری طرف سے آپکے جوابات قطعی طور پر
فیصلہ کرتے ہین کہ ہماری آپکی بحث وگفتگو بے جوڑ ہے اور ہم مین آپ
مین وہ نسبت و مناسبت (جو مناظرین مین ہونی چاہئے) ہرگز نہین ہے
ہم خطاب جناب کے لائق نہین یا آپ ہمارے ... کیونکہ ہمارے دلائل
و استنباطات (جنسے آپکے مناظرہ کا مجادلہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور
آپکے اعتراضات کا نافہمی پر مبنی ہونا ثابت ہوتا ہے) صحیح ہین تو ہمکو

لایق و مناسب نہین کہ آپکے بحث و خطاب مین اپنی اوقات ضایع کرین۔ اس صورت مین ہم آپکے نہایت ممنون احسان ہونگے اگر آپ ہمکو بحث سے معاف فرمائینگے۔ اور اگر آپ ایسے ہی مناظرہ کے (جو درحقیقت مجادلہ ہے) شایق ہین تو آپکے شوق پورا کرنیکے لئے آپکے پرانے دوست شیخ محی الدین صاحب کافی ہین۔ آپ جو چاہین انکے مقابلہ مین لکہین وہ اسکا جواب دینے کو مستعد ہین اور یہی وعدہ کر چکے ہین آپکی کتاب تبصرۃ المجتہدین کا جواب انہون نے اسوقت تک اسلئے نہین لکہا کہ ایک اور نوجوان مولویصاحب بنارس مین اسکا جواب لکہنے کو مستعد ہین اور سنا گیا ہے کہ اب وہ اسکا جواب لکہہ رہے ہین۔ وہ جواب آپنے کافی نہ سمجہا یا شیخصاحب موصوف کو حسب دلخواہ معلوم نہوا تو وہ خود بہی اسکا جواب لکہینگے۔

اور اگر ہمارے دلائل و استنباطات صحیح نہین۔ غلط ہین تو پہر آپکو لایق نہین کہ ایسے غلط فہمون کے خطاب و جواب سے اپنی قیمتی اوقات کا خون کرین۔

ہان ایک صورت ہے جس سے ہمارا آپکا مباحثہ جایز و مباح ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے کہ آپ اپنی سابق بدگوئیون بے تہذیبیون بے انصافیون اور داب مناظرہ سے مخالفتون کا اعتراف کرکے انسے تائب ہون۔ اور آیندہ دائرہ تہذیب و انصاف سے قدم باہر نہ رکہین اور اپنی تحریرات مین جو علمی بات درج کرین وہ کسی اہل علم معقول و منقول کو دکہالیا کرین۔ اور زاید باتونکے ذکر سے قلم کو روکین۔ اور جب بحث شروع کرین ترتیب سے کرین پہلے

اور بس ایک مسئلہ کا ثبوت دین جسکا ثبوت ہم اشاعۃ السنہ
نمبر ۱۱ جلد ۶ مین بصفحہ ۲۸۳ طلب کر چکے مین - اسکے فیصلہ ہونیکے بعد دوسرے
مسئلہ مین بحث کرین اسکے بعد تیسرے مسئلہ مین یہی مسائل کو
یکبارگی نہ چھیڑین یہہ صورت آپکے لیے ناممکن اور آپکے حوصلہ و
اختیار سے باہر ہو تو ہماری طرف سے سلام ہے - وہو آخر الکلام

ایڈیٹر مشیر قیصری سے قطع کلام

آپ نے اشتہار ایک ہزار کے جواب الجواب مین اپنے پرچہ نمبر ۲۲ جلد ۸ مطبوعہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ مین فرمایا کہ وہ الفاظ (جنکو ہمنے اکثر فہرست دشنام مین درج کیا ہے) گالیان نہین بلکہ عین زمرہ اور فصحا کا محاورہ ہے تحسین گو یا انہون نے ہمکو اجازت دی ہے کہ ہم بھی انکو ان الفاظ (بہشت دہرم - کافر - جاہل - شریر - مفسد - ملعون - وغیرہ) سے یاد کیا کرین اور آپس مین بگڑ لڑین - کیونکہ ہم انکو صاف جتا چکے ہین کہ "اگر آپ ان الفاظ کو گالیان نہین سمجھتے تو ہمکو اپنے حقمین انکے استعمال کی اجازت دیجئے ہم انکی مثل بلکہ ان سے بڑھکر آپکے حقمین کہینگے" اس بات کے جتا دینے پر انکا ان الفاظ کو گالیان نہ کہنا عین اپنے حقمین انکے استعمال کرنیکی اجازت دینا ہے - چونکہ ہمارا یہ شیوہ نہین ہے - اور ہمنے کبھی کسیکو اپنی تحریرات مین اس قسم کے الفاظ سے مخاطب نہین کیا لہذا ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ایسے شخص سے جو گالیون کو فخر سمجھتا ہے اور اپنی آبرو اور مقابلہ بالمثل کی پروا نہین کرتا قطع کلام اور دور ہی سے سلام کرین اور آئندہ کبھی کسی امر مین اسکو مخاطب نہ بنائین - سابقا ہمارا انکو اپنے مقابلہ بالمثل کی اجازت چاہنا صرف تہدیداً تھا اس خیال سے کہ وہ پاس اپنی عزت اور بخوف مقابلہ بالمثل دشنام دہی سے باز آجاینگے - اس تہدید نے انمین کچھہ اثر نہ کیا لہذا ہمنے قطع کلام لازم واجب ہوا - اب انکو اختیار ہے جسقدر چاہین جی کھولکر گالیان دین ہمارا اتنا ذکر ہی نہو گا کہ کسی نے کچھہ کہا ہے - ہان گالیون کے خوف سے ہم مسائل حقہ و مضامین عقیدہ قوم و مذہب سے ہرگز سکوت اختیار نکرینگے گو ایڈیٹر مشیر قیصری انکو اور ہر ادا انکو گالیان قرار دین اور انکے بدلے صلواتین سنائین ہم پہلے بھی کہہ چکے ہین اب پہر کہتے ہین کہ ہم اپنی آبرو کو بمقدار ذرہ بھی کیون نہ ہو قوم اور مذہب کے لیے وقف کر چکے ہین اسلئے ہم بخوف دشنام مذہب اور قوم کی نصرت نہین چھوڑ سکتے - وباللہ التوفیق -

قصیدہ ہذا از نتائج افکار فاضل کامل سوکو عبد الغنی صاحب ساکن نور پور من مضافات صوبہ بہار در مدح جناب سیادت مآب حضرت شیخنا و مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مد ظلہ و عم فیضہ

للہ الحمد تا شدم پیدا
تا شدم زیب بخش بزم ثنا
فیض بخشی کہ بے نیاز ز خلق
یک کلامش بہ اند ہزار بہا
کیمیائیست صحبتش کہ حریص
زینت خانہ گشت ز بیبا
کاندرین روزگار شر و فساد
خوان دین برکشاد و داد صلا
وہ چہ مردی لباحت تذکیر
بہ ہمی خواہی عدو است فدا
فطرتش آن موافق ازلیست
پاک دامن ز لوث کبر و ریا

فیض روح القدس من شیدا
آن ثنائی کہ مستحق مدیح
خلق محتاج او بفیض و عطا
دہنش رشک چشمۂ حیوان
می شود شاد بملک استغنا
خوبی مسند شریف حسین
از پی گمرہان امام ہدی
دولت دین ہند کہ مستغنی است
خلق یکجا بہ او تنہا
معتقدش در خزینۂ توحید
حسن اعمال تابع اعضا
نیست زین مختصر غنی سکیرہ

روح حسان راست فخر بمن
وان مدیحی کہ فیض بخش و رسا
حبذا این چہ فیض ان فیاض
نفسش غیرت شمال و صبا
خاک درگاہ او لشاہ جہان
از ہمین آل سید بطحا
اندرین قحط سال دینداری
از تمنای دولت دنیا
صد ہزار آفرین برین ہمت
جوہر فرد و گوہر یکتا
باز یا اینہمہ صلاح عمل
از سر نو دوبارہ نکتہ سرا

مطلع دوم

بارک اللہ فیض ہادی ما
کز ضلالت نداست نام بقا
کز ہدایت پر است ز دو سرا
شمع تحقیق بر فروختہ ہا
از دم این فیض پناہی را
در رہ تنگ و تیرہ ائی ہلا

اس قصیدہ کے بعض بیانات شاعرانہ سے ہمکو اتفاق نہیں ◆

وه چه شمعی که پیش آن گم وید
کامد از غیب این چه راه نما
داده شد آن لسان حق ست بیان
حرف حرفش برون ز سهو و خطا
به براهین و بینه ثابت
زمان شحاب سطر فهم تو ذکا
از کسی ظن انتصار مدار
پیش ان نائب رسول خدا
هر که محروم ماند از فیضش
خلق گردید در ازل اعمی
هر که پیش آمدش بسنجر کے
رحم حق را باوست استدعا
شوق کسب شرف چو سید اری
ایکه آوازه ات لعز و علا
قدسیان ز الفیض تست ثنا
قدم تو بهر زمینکه رسد
بوجود تو داده اند ضیا
ملک شاه جهان آباد است
بالیقین گشت جنتش ماوے
نه رسول خدا از و راضی
آفتاب دیانت و تقوے

مهر با سیمه فروغ سهها
آنکه معیار حق و باطل شد
خانه دیر فشان و معنی زا
چیست گر تخطیه کنند عدو
حرف گیران او همه جهلا
گر پی افتیار حق گوید
بخلافش یکیست شاه و گدا
شیخ وقت آمده مدرس حدیث
بخدا نیست زان کسی اشقی
گوش شنوا نداده شد و اسید
حق باو می نماید استهزا
ذکر خیرش عنی غنیمت دان

مطلع سوم

از زمین تا العالم بالا
مرحبا سید نذیر حسین
میرسد آن زمین بجنب سما
از زمین شرم شمس عخندق
از تو ای ابر فیض و عین عطا
هر که یک گام در خلاف تو زد
نه بمرضی او رضای قضا
بحر تدبیر و کوه حلم و وقار

مژده ای پیروان راه نبی
ذات پاکش بمین فضل خدا
لفظ لفظش قرین صدق و صواب
حسن قولش بطرز حسن ادا
بحر ز شماره قطره لبشمار
یکسی انحراف نیست روا
کیست کو راست دعوی ارشاد
که از و مستفیض طفل و فتے
هر که نادیده فیض صحبت او
هر که نشنید قول او برضا
هر که با حب دل باو نخیت
تا بود در دهان زبان گویا
باز دلچسپ مطلعی فرما
از وجود تو خاکیان را فخر
هر دم از آسمان کنند ندا
همچو صبح سعادت ابدے
بمقامیکه گشته پیدا
هر که جان در هوای تو در باخت
خوار گردید او بهر دو سرا
الحق ای آسمان علم و عمل
خوان خلق عظیم و کان حیا

اشرف خیر و رأس اخلاص ✤ عامل احکام حق و صدق و صفا ✤ ذات او [illegible] ✤ [illegible] ✤ انحراف و خطا و از خطا ✤

مشیر قیصر کے مناظرات کی نسبت فیصلہ سید ابو محمد جمال الدین صاحب ڈاکٹر کھوری ضلع ساگر جزاہ اللہ خیرا

کچھ عرصہ سے مولوی محمد حسین صاحب لاہوری اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ اور اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر مین بعض امور (جو متعلق بہ مذہب ہین) کی نسبت بذریعہ اخبار مشیر اور رسالہ اشاعۃ السنۃ تحریرات ہو رہی ہین۔ چونکہ یہہ دونو حضرات میرے عنایت فرما و مہذب ہین اسواسطے کیا عجب ہے کہ میری محاکمہ کو قبول فرماکر حق بات کو قبول کرین اور اس گفتگو کو ختم کرین اور مین محاکمہ کرنے کا دو وجہ سے استحقاق رکھتا ہون اوّل تو میرے دونون حضرات عنایت فرما ہین۔ دوم میرے نزدیک حنفیہ واہل حدیث دونون اہل سنت جماعت ہین (جیسا کہ اون کا دعوی ہے) بشرطیکہ اپنے اصول پر قائم ہون کیونکہ دونو کے اصول پر قرآن حدیث مقدم ہے۔ جو شخص کتاب و سنت کو چھوڑے وہی خطا پر ہے زید و عمر کے خطا سے اصول مذہب پر اعتراض نہین ہو سکتا اور یہی میرا مذہب ہے اسی اصول پر انشاء اللہ تعالی محاکمہ کیا جاویگا اور یہی امر مجھکو حکم بنانیکا زیادہ مستحق بناتا ہے۔

مگر قبل اسکے کہ خاص امور متنازعہ فیہ مین کلام کیا جاوے یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان امور مین نظر کیجاوے جنکے دیکھنے سے تمام تحریرات پر آسانی سے رائے دیجا سکے۔ وہ امور یہہ ہین۔ اس بحث مین ابتدا کسکی جانب سے ہے۔ اتفاق بین المسلمین کون چاہتا ہے۔ دایرہ تہذیب سے کسنے قدم باہر رکھا۔ مدلل تقریر کسکی ہے۔

اس بحث مین ابتدا کسکی جانب سے ہے

ہمنے سب سے پہلی اخبار مشیر قیصر مورخہ ۲ رمئی ۱۸۹۴ء مین اڈیٹر صاحب کی جانب سے اسکی ابتدا دیکھی۔ مولوی صاحب اور اونکے ہم مذہبونکو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے (انکا تشدد غیر مقلدون مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے یہہ لوگ حضرت ابو حنیفہ رح کو نہایت سوء ادب سے یاد کرتے ہین)

اتفاق بین المسلمین کسکی تقریر کا نتیجہ ہے

اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر کے دعاوی یہ ہین اہل حدیث وہابی لامذہب فرقہ جدید ہین۔ اماموں کی توہین کرنے والے ہین مسجدون مین شر و فساد کرنیکو بحیلہ نماز آتے ہین۔ انکو مسجدون مین آنے دینا نچاہئے۔ حکام کو ان پر شک ہے چنانچہ مشیر قیصر نمبر ۲ مین ہے مولوی محمد حسین صاحب کے یہہ دعاوی ہین کہ اہل حدیث سنت جماعت ہین مسجدون مین سب ملے جلے نماز ادا کرین۔ یہہ لوگ اماموں کی توہین کرنیوالے وہابی ولامذہب فرقہ جدید نہین ہین۔ حنفیہ واہل حدیث دونو اہل سنت جماعت ہین انکا ایک مسجد مین ایک ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔ بعض اون فروعی مسایل مین (جنمین ائمہ اربعہ کا اختلاف تھا) اختلاف ہے اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر نے اپنے دعاوی پر کوی دلیل نہین لکھی جس سے اونکو صحیح تصور کیا جاوے یا اوس دلیل پر غور کیا جاوے۔ معہذا اگر دعوے اڈیٹر صاحب مشیر قیصر کا صحیح ثابت ہو اور یہہ خیالات تمام جہان مین (اونکے مشہور اخبار کے ذریعہ سے مشتہر ہوکر) صحیح مانی جاوین تو نتیجہ اسکا تمام اہل اسلام کے حق مین نہایت مضر ہوگا کیونکہ اہل حدیث اور حنفیہ کا تعلق ایسا ہے کہ ان خیالات کے سبب سے ایک روز مسلمانونکا گزارا نہین ہوسکتا کیونکہ ایک بھائی اگر حنفی ہے تو دوسرا اہل حدیث اور اگر

آپ حنفی ہے تو بیٹا اہل حدیث۔ پس جب یہ لوگ ایک دوسری کی جد پی امداد آبرو ریزی و دشمنی ہو نگے تو اس نا اتفاقی سے ترقی اسلام تو درکنار اسلام ہی کا کام تمام ہو جائے گا اور اگر حکام بھی آپ کی رائے صحیح مان کر جب اپنا رآپ سکے اہل حدیث سے ضمانتین لینا شروع کرین تو فرمائیے پھر اسلام پر برا اثر نہ پڑیگا ہمکو اوڈیٹر صاحب کی ایسے دعاوی مشتہر کرنے پر کمال افسوس ہوتا ہے کہ کیسے اوڈیٹر ہین جو اپنے فرض منصبی (اتفاق و صلح بین الناس) کو چھوڑ کر محض غصہ اور مخالف کے ضد مین الٹی ایسے مضامین لکہتے ہین جن سے نا اتفاقی اور شر و فساد پیدا ہو۔ حکام اہل اسلام سے بدظن ہون اور خاصکر اپنے ہی مذہب اسلام کے بیخ کنی ہو یہ کارروائی کوئی رلفارمر اوڈیٹر (خواہ کسی مذہب کا ہو) پسند نہین کریگا۔ ہم امید کرتے ہین کہ آیندہ سے ہمارے معزز اوڈیٹر صاحب اپنے منصب رلفارمر کو کام فرما کر ایسے مضامین (اپنے ہون یا دوسرون کے) اس سے اپنے ملکے اخبار کو پاک رکھین۔

مولوی محمد حسین صاحب کے دعاوی کے حق ہونے پر اتفاق بین المسلمین وسد باب شر و فساد متصور ہے پس قطع نظر اونکی دلائل سے (جو آپنے دعاوی پر وقتاً فوقتاً بذریعہ خطوط مطبوعہ شیر قیصر و مضامین مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنۃ اونہون نے پیش کئے ہین) صرف نظر امن و اصلاح بین المسلمین و سد باب فتنہ و شر اونکو ضرور حق و درست کہنا چاہئے۔ علاوہ ازین سب سے بڑہ کر مولوی صاحب کی دعاوی حق ہونیکا ثبوت علماء نامی فریقین نے روبرو جناب جی جی ینگ صاحب بہادر کمشنر دہلی کے دیا ہے۔ یعنے ایکدوسرکے پیچھے نماز جائز ہونے اور آپسمین دونو فریق کا اتفاق رکھنے کا فتویٰ ہے معہ مہر و دستخط لکھکر اس شر کو دور کیا اب کون دیندار اور فہیم منصف مزاج ہے جو ہر دو فریق کے علمار کو نامعتبر تصور کر کے فتنہ و شر کی

تحریر کو درست جانیگا۔ پس اس صورت مین مولویصاحب کی دعاوی کو بالاتفاق ماننا پڑے گا ٭

دایرہ تہذیب سے کسی قدم باہر رکھا

ہر زمانہ کے عقلاء مہذبین کے نزدیک گفتگو مین تہذیب کو ہاتھ سے دینا نہایت نازیبا خیال کیا جاتا ہے غیر مہذب اگرچہ بات ٹھکانے کی کہتا ہو لوگ اوسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ عقیدتمند دوست احباب مہذبین (خواہ کسی مذہب کے ہون) کے دلون سے اور اہل نظر کی نظر ونسے ایسا اخبار گرجاتا ہے۔ سخت گوئی اور ترش روئی سے کبھی کوئی کسی مخالف پر ظفریاب نہین ہوسکتا بلکہ یہ تہذیب نمونہ دلیل مغلوبی کی ہوجاتی ہے۔ بخلاف اسکے نرم کلام تہذیب شائستگی کی گفتگو ہر شخص پسند کرتا ہے مہذب تقریر حق پرستی وراست گوئی کی دلیل ہے باین خیال بیٹھے ہی ان دونون احباب کی تحریرات مین اس امر کو ٹٹولا۔ تو اکثر پرچہ جات اخبار مشیر قیصر جو اس تقریر کے متعلق ہین جیسے نمبر ۴۲ و ۴۵ و ۴۷ جلد ۷ نمبر ۱ و ۳ جلد ۸ وغیرہ) نے ہمکو نہایت افسوس ورنج دلایا۔ ہم سچ کہتے ہین کہ ایسے سخت و درشت غصہ سے بھرے ہوئے خلاف تہذیب تقریر بیالیق کیسے اوڈیٹر صاحب سے کسی دوسرے کے مقابلہ مین ہمنے نہین دیکھے جیسیکہ خاص اس گفتگو مین ایسی سرزد ہوئے اوڈیٹر صاحب نے مولوی صاحب کی نسبت الفاظ۔ جاہل۔ متعصب۔ کافر۔ خوشامدی۔ دنیا طلب فرمائے اور بطور تکیہ کلام لامذہب وہابی ارقام کئے۔ اہل حدیث کے مذہب و اکابر اہل حدیث مثل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب و نواب صاحب بھوپال کو نہایت سخت و درشت اپنی زبان قلم سے فرمایا مشیر قیصر نمبر ۴۲ جلد ۷ مین نواب صاحب بھوپال کو ایسے سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا کہ اوسکی نقل سے ہمکو نہایت شرم مانع ہے۔ ہمکو اوڈیٹر صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ وہ باوجود لائق و مہذب ہونیکے

ایسے معیوب امر کے کیون مرتکب ہو گئے اس سے صدہا اونکی ناظرین اخبار کے نظرون سے اونکا اخبار و اعتبار گر جاوے گا۔ کیا اونکے ناظرین اخبار سے کوئی بھی مہذب و صاحب انصاف نہوگا جسکی دل پر برا اثر پیدا نہوا ہوگا کیا کبھی اکابر کو گالی دینا کوئی مہذب پسند کریگا؟ اگر اوڈیٹر صاحب کی نزدیک یہہ الفاظ خلاف تہذیب نہین ہین۔ تو اگر اونکے اور اونکے مذہب کا برائیہ کی نسبت یہہ الفاظ کوئی جاہل نکالے تو اوڈیٹر صاحب اوسکو جائز رکھینگی؟ خفا تو نہونگے؟ پس جو اپنے واسطے معیوب سمجھتے ہین وہ دوسرے کے حق مین کیون کہتے ہین۔ اشاعۃ السنۃ مین آپکے یا کسی آپکے امام و مذہب کے نسبت ہمنے کوئی کلمہ خلاف تہذیب مولوی صاحب کی جانب سے نہین دیکھا۔ اور اگر بفرض محال ہوتا ہے۔ تو بھی آپکو اوس سے بہتر کلمات اپنی مونہہ سے نکالنا چاہئے تھے۔ کیونکہ **قرآن شریف** مین ادفع بالتی ہی احسن الخ وارد ہے جسکو آپنے اپنی اخبار نمبر ۱۴ جلد ۷ مین لکھکر اہل مناظرہ کو نصیحت فرمائی ہے۔ مگر بیان دیگران را نصیحت الخ کی مثل صادق آئی البتہ ہم مولوی صاحب کی تہذیب و بردباری و دینداری کے قایل ہین کہ ماشاء اللہ آپنی اس آیت پر پورا پورا عمل فرمایا اور اوڈیٹر صاحب کے جواب مین صرف استغفر فرمایا۔ قطع نظر اشتہار کے جواب مین تو ہم اور کچھ نہین کہتے صرف اسی شعر کو پیشکش کرتے ہین ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ؛ جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خارا

اسکی وجہ یہہ ہے کہ ہم اوڈیٹر صاحب شیر قیصر کو دوست لکھ چکی ہین پس بحکم ؎ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ؛ جو کچھ وہ ہمکو کہین ہمارے سر آنکھون پر ہے لیکن ایسے صابر و دیندار خلیق شخص کے مقابلہ مین ایسی سخت کلامی نہایت نازیبا ہے ؛

مدلل تقریر کسکی ہے

مدلل کلام ہر ایک کو ماننا پڑتا ہے برضا یا بجبر بیدلیل ہرگز قابل قبول نہین ہے خواہ قایل

اوسکا کیسا ہی زبردست پایہ کا ہو ہمنے جو اس بحث مین دیکھا تو مولوی محمد حسین
صاحب نے اپنے کسی دعوے کو بلادلیل نہین چہوڑا عقلی دعوے کو عقلی دلایل سے اور نقلی کو
کتب معتبرہ کی عبارات کی نقل کرنیسے مدلل کیا ہے ٭

مگر اوڈیٹر صاحب مشیر قیصر کی کلام مین ہمنے ہر چند دلیل کو ڈھونڈا مگر پتہ نہ ملا۔ شاید اوڈیٹر
صاحب یہ عذر فرماوینگے کہ ہم عالم مناظرہ دان تو نہین ہین ہم اوڈیٹر ہین ملکی امور پیدا ہوئے دیکھا ہمارا کام ہم
ہمنے اپنے فہم کے موافق رائے دیدی۔ عقلی و نقلی دلایل سے عالمونکو سروکار ہوگا
تو اب یہہ عرض کیا جاویگا کہ اسصورت مین دخل درمعقولات کی اپکو ضرورت ہی کیا تھی
اور مسایل کی بحث مین مداخلت کب جایز تھے با اینہمہ آپنے دخل دیا اور یہہ غضب کیا کہ
محض خیالی اور غلط باتونکو صحیح مانکر اوسپر رائے زنی فرمائے تو اب کہئے کہ وہ حق اور مدلل تقریر
کے روبرو کیا وقعت حاصل کریگی۔ ہمنے تعصب و رعایت کو طاق مین رکھکر اس تمام
مناظرہ پر نظر کی تو مجبوراً ہمکو یہہ ہی رائے دینی پڑے۔ جو حضرات ہماری اس فیصلہ کو
یکطرفہ خیال کرین وہ انصاف سے تمام تحریرات کا ملاحظہ کرین یا ہماری محاکمہ (جو مفصل
ہرایک امر متنازعہ فیہ پر آیندہ کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے) کو پڑہین تو ضرور انکو یہہ ہی کہنا
پڑے گا جو ہمنے لکھا ہے ٭

اگر اوڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر ہماری اس فیصلہ پر ناراض ہون تو ہماری غلطی پر ہمکو
مطلع کرین ہم تسلیم کرلینگے۔ لیکن یہہ عرض ہے کہ ہمکو اون کلمات اور الفاظ سے معاف رکھین
جو مولوی صاحب یا نواب صاحب بہوپال کی شان مین استعمال کئے تھے اور نہ اکابر دین
یا کسی مذہب کی توہین کرین۔

امر اول متنازعہ فیہ

اوڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کو وہابی۔ لامذہب
غیر مقلد فرماتے ہین اور مولویصاحب ان القاب سے انکار کرتے ہین اور اونکو اپنی حق تلفی

گالی سے کم خیال نہین فرماتے۔ اڈیٹر صاحب نے اپنے اس دعوی پر حسب عادت کوئی
دلیل پیش نہین فرمائی۔ ہان اپنے اخبار نمبر ۲ مورخہ ۸ جنوری ۱۸۸۷ء مین یہہ ضرور
ارقام فرمایا ہے آپکے فرقہ کے یہہ نام یعنی وہابی لامذہب تو تمام عالم (شاید عالم سے مراد
مقلدین ہونگی ورنہ واقع کے خلاف ہوگا) مین مشہور ہین ہماری رائے مین اڈیٹر صاحب کی
یہہ تحریر خلاف تہذیب اور سینہ زوری پر دلالت کرتی ہے۔ اگر مخالفین کسی فرقہ کو برے لقب سے
شہرت دین تو کیا فی الحقیقت مہذبین کے نزدیک بھی وہ اسی برے لقب سے پکاری جاینگے
اور اونکے انکار پر کچھ خیال نہوگا بلکہ مہذبین و منصفین ہر ملت و مذہب کے اوسی لقب سے
خطاب کرتے ہین جس لقب کو ہر فرقہ اپنے واسطے تجویز کرلے۔ اگر یہہ نہو تو ہر فرقہ بری ہی لقب کا
مستحق ہو جائے گا کیونکہ ہر فرقہ نے اپنے مخالف فرقہ کا برا نام تجویز کر رکھا ہے۔ شیعہ نے اہل
سنت جماعت کو دشمن اہل بیت مشہور کیا ہے اور اہلسنت جماعت نے اونکو رافضی اسیطرح
ہنود کو اہل اسلام نے مشرک و کافر مشہور کیا ہے اور اونہون نے اہل اسلام کو ملیچھ و مسلا
وغیرہ۔ پس اگر ایک فرقہ کی تجویز القاب کو مخالف فرقہ کے حق مین صواب اور قابل خطاب
تصور کیا جاوے تو دنیا مین تمام فرقے و مذاہب بری ہی القاب کے مستحق ٹھہرینگے شائستگی
و تہذیب جہان سے اوٹھ جاویگے اسی لئے اڈیٹر صاحب کی یہہ سینہ زوری قابل لحاظ ہے
البتہ ایک وکیل مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے فرقہ اہلحدیث کے وہابی ہونے
پر بمقابلہ مولوی ابوسعید صاحب فاضل لاہوری اخبار مشیر قیصر مطبوعہ یکم اپریل ۱۸۸۷ء مین
زیب قلم فرمائی ہے وہ یہہ ہے کہ مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم نے اپنے
کتاب مین محمد بن عبدالوہاب کی تعریف کی ہے اس لئے ضرور تمام اہل حدیث وہابی کہلانیکی مستحق
اسمین مولوی صاحب نے دو دعوے کئے ہین ایک یہہ کہ جو مولوی کسی مولوی کی تعریف کرتا ہے
وہ تعریف کرنے کی وجہ سے اسی کا مقلد ہو جاتا ہے دوم اوس تعریف کرنیوالے مولوی کے
تعریف کرنیسے اوسکی دوسرے تمام ہم مذہب بھی اوسی کے مقلد بن جاتے ہین۔ ہمنے

یہہ بات مولوی وکیل احمد صاحب کے آجتک کسی سے نہین سنی اور نہ کسی کتاب مین دیکہی جو لوگ مولوی کہلاتے ہین اونکے شان سے ایسی باتین بہت بعید ہین اوڈیٹر صاحب سے لکہتے تو کچہہ دور نہ تہا پہر ہمنے بہت غور کیا اور ہر چند چاہا کہ مولوی صاحب کی دلیل کو اپنی سمجہ کے اونکے دعوے کے قرین کردین اور اس دلیل سے اہل حدیث کو لقب وہابی کا مستحق بنا دین مگر ہمارے ایمان اور انصاف نے ہمسے یہہ ہی کہلایا کہ ایمان ہے تو جہان ہے ہرگز دایرہ انصاف کے باہر قدم مت رکہو اور صاف کہدو کہ تمام علماء کا یہی کام ہے کہ اگلے علماء کی علم و فضل زہد و تقوے کی اوصاف اپنی تصانیف مین لکہا کرتے ہین حنفی شافعی کی اور شافعی حنفی کی لکہتے ہین مگر کوئی اپنے ممدوح کا مقلد نہین ہو جاتا اور نہ اوسکی خطا چوک کا قایل ٹہرایا جاتا ہے — اسی محمد بن عبد الوہاب کی تعریف مین امام محمد شارح جامع صغیر نے ایک قصیدہ لکہا ہے جسکا مطلع یہہ ہے چنانچہ صیانۃ الانسان کے صفحہ ۹ مین لکہا ہے — سلام علی نجد ومن حل فی نجد ٭ وان کان تسلیمی علی البعد لا یجدی ٭ ابو محمد بن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (جو مقلدون کے حق مین فرماتے ہین — واضرب عن التقلید فہو ضلالۃ ٭ ان المقلد فی سبیل الہالک — یعنے بہاگ تقلید سے کہ وہ گمراہی ہے مقلد ہلاکی مین ہے اور اجماع و قیاس کو دلیل شرعی نہین مانتے ہین) کی شیخ عبد الحق دہلوی باوجود حنفے مقلد ہونیکی تحصیل التعرف مین صفوۃ المحدثین وغیرہ الفاظ سے تعریف کرتے ہین اور شافعیونسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام نے ابو محمد بن حزم کی تعریف لکہی — اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بدر الدین عینے حنفی نے اپنی تاریخ مین کی ہے اور ملا علی قاری حنفی نے ابن تیمیہ و ابن قیم کی تعریفین اپنے رسالہ الغذیہ مین کین پس اگر مولوی صاحب کا دعوے صحیح مانا جاوے اور مداح ممدوح کا مقلد ہو جایا کرے تو امام محمد کو وہابی اور شیخ عبد الحق حنفی ظاہری (جس سے تمام حنفی شیخ عبد الحق صاحب کی ظاہری ہونے سے ظاہر ہو گئی) اور امام غزالی

وعبد السلام کو ظاہری (جس سے تمام شافعے ظاہری ہوگئی) اور عینی حنفی و ملا علی قاری حنفی کو ابن تیمیہ کا مقلد کہنا لازم آوے گا جس سے تمام حنفیون کے حنفیت بھی نہین رہ سکتے ہے - اور ہر شخص کو اختیار ہو جائے گا کہ جسکو چاہا جسکا مقلد بنا دیا اور اگر کسی نے اعتراض کیا تو مولوی وکیل احمد صاحب کا کلیہ اسی اخبار مشیر قیصر مین سے نکالکر بتلا دیا مسلئے مولوی وکیل احمد صاحب کا یہ کلیہ (کہ مداح اپنے ممدوح کا مقلد ہوجاتا ہے بلکہ مداح کے ہم مذہب بھی اوسکی سنگی کہلانیگے) صحیح نہین ہے ؂

مولوی البشیر الدین صاحب مرحوم تو حنفے تہے وہ وہابی کیونکر ہوسکتے ہین اونہون نے کہین پر اپنے تئین وہابی نہین لکہا محمد بن عبد الوہاب مین جو واقعی اوصاف تہے اونکو مولوی البشیر الدین صاحب مرحوم یا اور کوئی ایماندار منصف کب چہپا سکتا ہے کسی کے اوصاف چہپانا ہٹ دہرمون کا کام ہے اسیطرح محمد بن عبد الوہاب کے خطاء اجتہادے (جو تمام علماء مجتہدین سے ہوا کرتی ہین) کی نہ مولوی البشیر الدین مرحوم قایل ہین اور نہ کوئی دوسرا اہل حق قایل ہے - چنانچہ نواب سید مولوی صدیق حسین خان صاحب والی ریاست بہوپال و مولوی محمد حسین صاحب فاضل لاہوری نے محمد ابن عبد الوہاب کی اس قسم کی خطاء غلطے سے اپنے مختلف تحریرات مین برابر ظاہر فرماتے ہے - جیسا کہ امام ابو حنیفہ رح و دیگر مجتہدین کے خطاء اجتہادی سے بہی محققین اپنی تحریر مین وقتاً فوقتاً ظاہر فرمایا کرتے ہین -

اہل حدیث جبکہ ایمہ اربعہ سے کسی خاص امام کی تقلید کو اپنے اوپر واجب نہین جانتے ہین اور نہ حدیث کے برخلاف ہر ایک کے قول کو رد کر دیتے ہین وہ محمد بن عبد الوہاب کے مقلد کیونکر ہوسکتے ہین - ہماری رائے مین ان لوگونکو اہل حدیث ہی لکہا جاوے اور اگر کوئی انکا اعتقاد حدیث کے خلاف پایا جاوے تو آیتہ حدیث ہی سے انپر الزام قایم کیا جاوے مولوی ابو سعید صاحب فاضل لاہوری کا مطلق انکار لقب وہابی سے اوسوقت تک

قابل تسلیم ہے جبتک کہ اوڈیٹر صاحب یا اونکے حامی مولوی وکیل احمد صاحب اپنے دعوے کو بدلایل نہ ثابت کرین فاضل ممدوح کو اب دوسرے دلیل لانیکی کوئی ضرورت نہین ہے لیکن ہم پھر ہے دیکھتے ہین کہ فاضل لاہوری نے اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ - جلد ۴ بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ء سے اپنے مضمون (ہندوستان کے اہل حدیث وہابی نہین ہین) مین اس اپنے دعوے پر بہت سی دلائل لکھے ہین یہہ مضمون بڑا طویل ہے اور لکھا گیا ہے جو جلد ۴ کے اخیر مین ختم ہوا ہے - اور نواب صاحب بھوپال نے ترجمان وہابیہ و دیگر اپنے تصانیف مین ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے اہل حدیث وہابی نہین ہین - اوڈیٹر صاحب اخبار شیر قیصر یا مولوی صاحب کو ان حضرات کے دلائل سے تعرض کرنا اور بخوبی اونکے جوابات دینا چاہئے تھا مگر ابتک اونکی جواب دہی سے یہہ حضرات قاصر ہین -

اہل حدیث اور مقلدین حنفیہ کی نسبت ایک متوسط العقیدہ سنت جماعت کو کیا اعتقاد رکھنا چاہئے اعتقاد سنت جماعت متوسط العقیدہ (جو از راہ تفریط یا افراط بیزار ہے) بحق ہر دو فریق اہل سنت یہہ رکھنا چاہئے جو اعتقاد فریقین کے علمار منصفین کا ہے جسکو بلا تعصب نہایت ایمانداری اور راستبازی سے روبرو کمشنر صاحب دہلی کی فریقین کے علمار نے بطور معاہدہ اپنا عقیدہ تحریر فرمایا اور اپنے اپنے مہرین ثبت کین جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دونون فریق سنت جماعت ہین ایکدوسرے کے مسجد مین ایکدوسرے کے پیچھے نماز جائز ہے اور فروعات مین ایسا اختلاف ہے جیسا کہ آئمہ اربعہ مین تھا نقل معاہدہ اخبار شیر قیصر اور اشاعۃ السنۃ مین طبع ہو چکی ہے - پس تمام سنت جماعت کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ اپنے علمار کے عقیدہ سے ملا دین اور خدا سے ڈرکر بغیر غصہ اور تعصب کے وجہ سے اپنے اپنے علمار سے نہ پھر جاوین ورنہ خدا کے روبرو کچھ جواب نہ بن پڑے گا - ایکدوسرے کو بجز سنت جماعت کے یا جسنے جو اپنے واسطے تجویز کیا ہو (جیسے مقلد حنفی اہل حدیث محمدی وغیرہ) دوسرے بری القاب اپنے طرف سے تراشکر نہ رکھین اور اللہ تعالے کی اس آیت کو پڑھ کر باز آوین یہہ ۱۲

سورہ حجرات میں ہے ولا تنابزوا بالالقاب یعنی اور نام نہ ڈالو چڑانیکے (موضح القرآن) مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم فایدہ میں لکھتے ہیں۔ جہان کسی پر برا نام ڈالا پیچھے تو اپنا نام پڑ گیا فاسق آگے تھا مومن اوسپر عیب لگایا نہ لگا۔

متعصبین ہر دو فریق کا عجیب چال ہے

دونو فریق کے متعصبین ایکدوسرے فریق کے نام اپنے ذہن سے ایسے تراش کر خطاب کرتے ہیں کہ جنسے اونکو دکھ اور رنج پہونچے مثلاً مقلدین متعصبین اہل حدیث کو وہابی لامذہب غیر مقلد وغیرہ اور یہہ مقلدین کو مشرک بدعتی لیابالی اباہی وغیرہ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں مسلمانوں خصوصاً مصلحان قوم مترقی خواہان اسلام کو ایسے چال چلنی سے احتراز چاہیے ورنہ قوم کی ترقی جیسے کچھ کہ ہے اس سے بہا چند ظہور مین آویگی۔ مولوی وکیل احمد صاحب واڈیٹر صاحب شیر قیصر کو متعصبین کے طرف ہرگز خیال نکرنا چاہیے اپنی تہذیب وشایستگی کو نچھوڑنا چاہیے۔ یہہ بری القاب کا لکھنا جہلا اور متعصبین ہی کو زیبا ہے خدانخواستہ متعصبین فریق ثانی نے بھی آپکا ہی سا طریقہ اختیار کیا تو وہی برے القاب آپ کو بھی لکھینگی جسسے آپکو صدمہ اور رنج رہے گا اور اوسمین بھی خلل پڑے گا۔ اگرچہ مولوی ابوسعید صاحب لاہوری کی تہذیب وتحمل سے ہمکو کامل یقین ہے کہ وہ ایسے کبھی انتقام نہ لینگے مگر آپکو اسکا خیال چاہیے۔

امر دوم متنازعہ فیہ

اڈیٹر صاحب اخبار شیر قیصر کا یہہ دعوی ہے کہ فاضل صاحب لاہوری نے مولوی وکیل احمد صاحب سے تقریری مناظرہ کرنے مین گریز وانکار کیا چنانچہ اپنے اخبار نمبر ۲ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۸۸۴ء مین فرماتے ہین۔
مولوی وکیل احمد صاحب نے لکھا کہ حضرت نور احق شاگردی اد اکرنا تو یہہ تہا

کہ آپ (فاضل صاحب لاہوری) بمبئی مین آکر ہل من مبارز پکارتے اور اب بھی تشریف لائیے ہمین میدان ہمین گوئے اسپر آپ (فاضل صاحب لاہوری) فرماتے ہین کہ ہمسے تقریری مناظرہ نہین ہوسکتا یہہ تو صورت مجادلہ کی ہے ،،
ادہر فاضل ممدوح کا یہہ خیال ہے کہ ہمنے مولوی وکیل احمد صاحب کو شکست فاش دیکر ساکت کردیا چنانچہ اسی نمبر کے اخبار مشیر قیصر اور نمبر ۹ جلد ۶ اشاعۃ السنۃ مین یہہ جواب فاضل ممدوح کا چھپا ہے جس سے یہہ مفہوم ہوا - اب ہم مختصر کیفیت اس مناظرہ کی لکھتے ہین تاکہ ہر شخص اپنی رائے دے سکے بعدہ ہم اپنی رائے ظاہر کرینگے انشاء اللہ تعالے -

مختصر کیفیت مناظرہ

مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دھلوی بقصد زیارت بیت اللہ شریف وارد بمبئی ہوئے تو وہان بعض علماء نے ایک تحریر (جسمین مولانا ممدوح کو ایسے گندے مسائل کا قائل ٹھہرایا تھا جنکا اسلام مین کوئی بھی قائل نہوگا) مولانا ممدوح کے روبرو پیش کی اور خواستگار مناظرہ ہوئے مولانا ممدوح نے جواب دیا کہ ہمارے ایسے عقائد نہین ہین بلکہ ایسے گندے عقائد والون کو ہم برا جانتے ہین ،، یہہ کیفیت خود اس اشتہار سے واضح ہے جو علمائے بمبئی نے اخبار ونین طبع کرایا اور ۲۵ ستمبر ۱۸۸۳ء کے مشیر قیصر مین بھی چھپا ہے اسپر **فاضل ممدوح** نے ایک مضمون بعنوان **ترقی معکوس** لکھکر اخبار مشیر قیصر مطبوعہ ۱۶ - اکتوبر ۱۸۸۳ء اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۶ مین مشتہر کرایا - یہہ مضمون نہایت پراثر بانصیحت ہے جسمین کسی منصف کو جائے انکار نہین ہے - کسی ملت و مذہب کے مخالف نہین ہے اسمین مسلمانون کو آپسکے اتفاق کی نصیحت کی گئی ہے

کہ سب ملک اسلام کو ترقی دین مسلمانون کی تعداد بڑہائین ایکدوسرکو ذرہ ذرہ سی بات
مین اسلام سے خارج نکرین اسکی جسقدر تعریف و قدر کیجاوے بجا ہے ۔ چنانچہ
اڈیٹر صاحب اخبار شیر قیصر نے اس مضمون کو تسلیم کیا اور نہایت قدردانی سے اسکو
اپنے اخبار مین طبع کرکے علماے بمبی پر سخت لیے دے کی اونکو سفاہت کا مرتکب
ٹھہرایا اور علمار بمبی کی تحریر کو الفاظ ذیل سے یاد کیا لغو خرافات خلاف تہذیب
بے دلیل وغیرہ ۔

مگر مولوی وکیل احمد صاحب نے ۰ دسمبر ۱۸۸۶ء کے مشیر قیصر مین بجاے
اس مضمون کے تائید اور قدر کرنیکے اولٹا فاضل ممدوح اور اکابر علما (مولانا اسمعیل
شہید مرحوم وغیرہ) کو ترقی معکوس کا مرتکب بنایا اور علماے بمبی کی حمایت مین اہل
حدیث کو قایل مسائل خبیثہ کا ٹھہرایا اور فاضل ممدوح کو مخاطب کرکے فرمایا کہ "
شاگردی کا حق تب ادا ہوتا جبکہ مولوی صاحب (فاضل صاحب لاہوری) بمبی تشریف
لیجاتے اور وہان مبارز فرماتے اب بہی حوصلہ ہو تو تشریف لاوین" اسپر فاضل
ممدوح نے مشیر قیصر مطبوعہ ۰ جنوری ۱۸۸۷ء اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۹ مین
یہہ جواب تحریر فرمایا کہ "آپ خود میدان مناظرہ مین صف آرا ہوچکے ہین اخبار مشیر قیصر
کے ذریعہ سے بحث کرلین ہمین میدان ہمین گو مگر شور و شغب سے بچنے کے لئے ایک
ایک مسئلہ کو طے کرلین اور پہلے سوال ہفتم علمار بمبی کہ کتے کا گوہ اور موت پاک ہے
کسی چھوٹے بڑے ملّا کی معتبر نامعتبر (دیکھیے ہم آپکو کیسی وسعت دیتے ہین)
کتاب اہل حدیث سے بتہ حوالہ دین اس سوال کو طے کرنیکے پہلے آپ اور سوال کا
ثبوت پیش کرینگے تو ہم اسکو بیجا الجہاؤ سمجھکر اسکا جواب نہ دینگے ۔

مولوی وکیل احمد صاحب نے فاضل ممدوح کے مطالبہ پر سوال ہفتم علمار
بمبی کے ثبوت مین ابتک قلم نہ اوٹھایا بالکل سکوت فرمایا اگرچہ اُنہون نے اس معاملہ

مین تحریرات طول وطویل کین مگر جسکا ثبوت اونکے ذمہ ہے اوس سے ہنوز
عاجز و قاصر ہین - پس صورت مناظرہ کی یہہ ہے کہ سوالات علماء
بمبئی بمعرض بحث ہین جنکا ثبوت مولوی وکیل احمد صاحب کے ذمہ ہے اگر ثبوت
پہونچایا تو فاضل ممدوح کے شکست ہے ورنہ بالعکس تصور کرنا چاہئے -

اس کیفیت مناظرہ سے امور مندرجہ ذیل ثابت ہوئے

(۱) بشہادت اڈیٹر صاحب مشیر قیصر علماء بمبئی کا بلا وجہ ناحق پر خلاف تہذیب مناظرہ
کو مستعد ہو جانا -
(۲) مولوی وکیل احمد صاحب کا مضمون ترقی معکوس کی مخالفت کرنے سے
اصلاح بین المسلمین کا مخالف ہونا اور تنازعہ و فساد و نفاق کا حامی ہونا -
(۳) فاضل ممدوح کے مطالبہ پر سوال ہفتم علماء بمبئی کا ثبوت مولوی وکیل احمد صاحب
سے نہو سکا جس سے بڑی فاش شکست مولوی وکیل احمد صاحب و علمائے بمبئی
کی ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کے تمام انصار و معاونین بھی دریائے حیرت
بین غرق ہوئے اور ہمیشہ تک اس کی جوابدہی کے فکر مین رہنگے -
(۴) اڈیٹر صاحب مشیر قیصر کا دعوی کہ فاضل ممدوح نے مناظرہ سے گریز کی مولوی
وکیل احمد صاحب کی شکست پانے سے اولٹا ثابت ہوا -
(۵) مولوی وکیل احمد صاحب کی دیگر تحریرات اس معاملہ مین بسبب نہ ثبوت
کرنے سوال ہفتم علمائے بمبئی کے محض فضول ٹھہرین -

مولوی وکیل احمد صاحب کو دوسری شکست ملنا

جب مولوی وکیل احمد صاحب سوال ہفتم علمائے بمبئی رگئے کے گو موٹ کی کی

کی نشان دہی سے حسب مطالبہ فاضل ممدوح عاجز و ساکت ہوئے تو اب اِس
دعویٰ ہی سے دست بردار ہوئے اور یہہ بات بنائی چنانچہ مشیر قیصر مطبوعہ
یکم اپریل ۱۸۸۴ء سے ہم اوسکا خلاصہ درج ذیل کرتے ہین "ہمپر اور علماے
بمبئی پر ان سوالات مشعرہ علماء بمبئی کی نشاندہی لازم نہین کیونکہ علماء بمبئی نے
بعض معتقدین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کو اِن مسائل خبیثیہ کا قائل دیکھکر
مولانا ممدوح سے شبہ رفع کرنے کو دریافت کیا جب مولانا ممدوح نے اِن عقاید
سے انکار کیا تو ہم اونکو بری سمجھتے ہین ہم اِسبات کے مدعی نہین ہین کہ اہل
حدیث مسائل خبیثیہ کے قایل ہین پہر ہم پر نشاندہی اِن مسائل کی کب لازم ہے"
اِس بیان مولوی وکیل احمد صاحب سے ظاہر ہے کہ یہہ صورت سوال کی تہی نہ کوئی
مناظرہ تھا نہ یہان کسی کی فتح و شکست مدنظر تھی - مگر ہم کہتے ہین کہ یہہ بیان مولوی
صاحب موصوف کا اوسوقت صحیح سمجھا جاتا جبکہ مولوی صاحب موصوف قبل
مطالبہ فاضل ممدوح خود اِسکو مناظرہ نہ جانتے اور فاضل ممدوح کو یہہ کہکر "حق
شاگردی الخ" میدان مناظرہ مین نہ بلاتے اور علماء بمبئی اخبارون مین مولانا
سید محمد نذیر حسین صاحب کا ساکت ہوجانا اور ہار جانا وغیرہ نہ مشتہر کراتے
اور جبکہ پیشتر مطالبہ فاضل ممدوح کے خود مولوی وکیل احمد صاحب نے مولانا ممدوح کو
ساکت تصور کرکے مولانا ممدوح کی طرف سے فاضل لاہوری سے میدان مناظرہ
مین آنے کی درخواست کی تو اب یہہ بات بنانا اور اپنے سابق قول سے پہر جانا مولوی
وکیل احمد صاحب کو مناسب نہین ہے -
اور پیشتر اِسکے مولوی وکیل احمد صاحب نے اخبار مشیر قیصر مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء
مین علماء بمبئی کی طرف سے (اِن مسائل کے پتہ نہ بتلانے مین) یہہ عذر فرمایا تہا
اگر مولانا محمد نذیر حسین صاحب مناظرہ مین ثابت قدم رہتے تو علماء بمبئی پتہ و

نشان تبلا دیتے پہلے سے تبلا دینا خلاف تہذیب تھا" تعجب ہے کہ مولویصاحب اپنی پہلی بات کو بہت جلد بہول جاتے ہین یا حسب موقع ومصلحت وقت جسکا لکہنا مناسب سمجہتے ہین لکہدیتے ہین **خیر اب** اگر اہل حدیث کے ذہن کو مسائل خبثیہ مستفسرہ علما ربمبی سے بے لوث خیال فرمانے لگے تو یہہ **مولوی صاحب موصوف کی دوسری شکست ہے** کیونکہ اسی مقصد کے واسطے فاضل ممدوح نے اپنی تحریرات مین زور مارا ہے کہ اہل حدیث ان مسائل خبثیہ سے پاک ہین وہ خود آپنے تسلیم کرلیا اور معترف ہوئے اب کچھ جھگڑا و تنازعہ باقی نہین رہا ۔ ہم اس مولوی صاحب کے اعتراف کو غنیمت اور قابل تحسین و آفرین خیال کرتے ہین بلکہ ہم یہہ بہی آرزو رکھتے ہین کہ مولوی صاحب اپنے دیگر ہم مذہبون کو بہی سمجہا دین اور اس سچی بات کا معتقد بنا دین خصوصاً علما ربمبی کو جنہون نے بزعم خود مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کو ساکت کردیا ونیز ان مجہول الاسم عالم و محدث کو جنہون نے مشیر قیصر مطبوعہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۸ء مین بزعم خود ان مسائل کو اہل حدیث کی کتابون مین نکالدیا اور اڈیٹر صاحب مشیر قیصر کو جنہون نے نہایت اعتقاد سے مجہول الاسم صاحب کی تحریر کو طبع فرمایا اور انکو عالم اور بہت بڑے محدث کا خطاب دیا ۔

مولوی وکیل احمد صاحب نے اہل حدیث کو مسائل خبثیہ سے بری فرمایا یہہ بہت صحیح ہے علما ربمبی نے اہل حدیث کو ان مسائل کا قائل نہ دیکہا ہوگا کیونکہ معتقدین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے اہل حدیث ہین احادیث مین ان مسائل کا پتہ نہین ہے شائد کسی خاص مذہب کے مقلدون کو دیکہا ہوگا اور مصلحتاً ایسا شبہ اہل حدیث کی طرف سے پڑ گیا ہو ۔

اوس فقرہ فاضل صاحب لاہوری کا ذکر جس سے اڈیٹر صاحب

* پیچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد ۱۲ محشی

مشیر قیصر نے اونکا مناظرہ سے گریز کرنا استنباط کیا ہے

وہ فقرہ یہہ ہے جو ۸ جنوری ۱۸۹۴ء کے اخبار مشیر قیصر مین موجود ہے۔ "مین آجکل کے اکثر تقریری مناظرات (جنمین مناظرہ علما بہی بہی داخل ہے) کو مجادلات سمجہتا ہون اور انمین صرف اپنے یا اپنے شیخ مسند الوقت کی شمولیت کو بلکہ سبہی اخوان مسلمین معترضین عن اللغو کے اقدام و شمول کو خبث عظیم خیال کرتا ہون اسکی دلیل و تفصیل آپ دریافت کرنا چاہین تو اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ کو ملاحظ فرماوین" یہہ بیان فاضل ممدوح کا ایسا بدیہ اور ظاہر ہے کہ اس مین کسی کو کلام نہین ہے جسنے اپنی تمام عمر مین اس زمانہ کی ایک بہی تقریری مناظرہ کو دیکہا ہوگا وہ ضرور اسکی تصدیق کریگا اس تقریری مناظرہ کی برائی پر عدالتین پولیس ہر مذہب کے بیچ دوست دشمن سب شاہد ہین۔ کمتر کوئی ایسا مناظرہ ہوتا ہوگا جس مین مار پیٹ گالی گلوچ لعن طعن بزرگون کی توہین نہوئی ہوگی۔ ایسے مفسدانہ مناظرونکو فاضل ممدوح کیا کوئی بہی مہذب پسند نکریگا ہمنے ایسے تقریری مناظرہ کا جواز کہین نہین دیکہا ایک بہی عالم نے اسکو جائز نہین رکہا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین مناظرون کی بہت کچہہ برائی بیان فرمائی ہے پس فتنہ و شر کے مناظرہ کو برا کہنے سے مطلق تقریری مناظرہ کی ممانعت نہ سمجہنا چاہئے جیسا کہ ایک مجہول الاسم دہلوی نے اخبار مشیر قیصر مطبوعہ ۱۵ جنوری ۱۸۹۴ء مین فاضل ممدوح کو مطلق تقریری مناظرہ کا منکر ٹہراکر بدعتی لکہا اور مطلق تقریری مناظرہ کا ثبوت پیش کیا مگر شر و فساد کے مناظرہ کو ثابت نہین کیا اور تحریری مناظرہ کا عدم جواز بہی کہین سے نہ نکالا تاکہ اپنے دعوے مین ٹہیک اترتے اور اڈیٹر صاحب نے اس خلاف تہذیب مضمون کو نہایت خوش ہوکر اپنے مہذب اخبار مین طبع فرمایا۔ مگر تعجب

ہے کہ ان حضرات سے کسی نے بہی فاضل ممدوح کے فقرہ کو بخوبی نہ دیکہا کہ اِس مین تو اِس زمانہ کے اکثر اون مناظرون کو بُرا کہا ہے جو فساد سے خالی نہین ہین ۔ مگر ایسے جو فساد سے خالی ہون اون کو کہان بُرا کہا ۔ اور یہہ بہی خیال نفرمایا کہ فاضل ممدوح نے خود بارہا تقریری مناظرہ کیا ضمیمہ اخبار سفیر ہند مین آپکے مناظرے مولوی حبیب اللہ صاحب کے ساتھ چہپی ہوئی ہونگے دیکہے ہے اور نہ فاضل ممدوح کی اون شروط پر غور فرمایا جنکی پابندی سے باب فتنہ و فساد کا بند ہوتا ہے ان شروط کا ذکر اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین بہی ہے جسکا حوالہ اِسی مضمون مین دیا گیا ۔ اور اِن بدعتی کے لقب دینے والے اور اِسپر راضی ہونے والون نے یہہ بہی نہین خیال کیا کہ ہم فاضل ممدوح کو فسادی مناظرون کے بُرا کہنے پر اگر بدعتی کہینگے تو تمام علماء اسلام خصوصاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بہی بدعتی ہونا لازم آویگا ہم کیسے حنفی ہین جو اگلے پچہلے علماء کو غصہ و نافہمی سے لعن وطعن کرتے ہین خدا رحم کرے ۔ ہم ان حضرات سے برادرانہ التماس کرتے ہین کہ ایسا اندھیر نہ مچاوین ایسے مقام پر تو کبہی کبہی تہذیب و انصاف سے کام لیا کرین ✤

ایڈیٹر صاحب مشیر قیصر اور مولوی وکیل احمد صاحب نے تو اور بہی غضب کیا کہ اِس زمانہ کے مفسدانہ تقریری مناظرون کو مجادلہ کہنے سے فاضل ممدوح کو مناظرہ سے گریز کیا ہوا خیال کر لیا ۔

سبحان اللہ جب مدعیانِ تہذیب کا یہہ انصاف و فہم و استدلال ہے تو دوسرے لوگون (جیسے علماء بمبئی جنکے خلاف تہذیب ہونے کا خود ایڈیٹر صاحب مشیر قیصر کو اقرار ہے) کا کیا حال ہے ✤

علماء بمبئی کا خلاف تہذیبی کے سبب سے (جنکے خود ایڈیٹر صاحب

معترف ہین) اور اونکے اشتہار کے بے تہذیبی کی وجہ سے مناظرہ کے قابل نہونا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔

مولوی وکیل احمد صاحب کا خلاف داب مناظرہ کے سبب سے لائق مناظرہ نہونا

ہمکو تحریرات مولوی وکیل احمد صاحب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف تقریری مناظرہ کو کبھی نیک نیتی سے تہذیب سو انصاف سے انجام نہین پہونچا سکتے ہین جن افعال خلاف داب مناظرہ کے ارتکاب سے علماء بمبئی کا قابل مناظرہ نہونا ثابت ہوا اوس سے زیادہ مولوی صاحب موصوف کی تحریرین پایا جاتا ہے جس سے بدرجہ اولی انکا قابل مناظرہ نہونا سمجھا جاتا ہے ہم اونکا بیان مختصراً کرتے ہین ناظرین توجہ فرماوین۔

مولوی وکیل احمد صاحب مخاطبین و اکابر علما کی نسبت خلاف تہذیب کلمات کا استعمال کرنا

(۱) مولوی وکیل احمد صاحب فاضل محمد حسین صاحب لاہوری اور اونکے ہم مذہبون کو باوجود اونکے منع کرنیکے بار بار وہابی ولامذہب وغیرہ کلمات لکھتے ہین اور اسی پر اصرار فرماتے ہین۔

(۲) مولوی اسمعیل شہید مرحوم (جنکے بجز چند قبر کے مجاورون کے تمام ہندوستان کے سنت جماعت معتقد ہین) اور دیگر علماء اہل حدیث پر نہایت بے ادبی اور خلاف تہذیبی سے منہ آتے ہین جس سے اونکے لاکھون معتقدین کی دلشکنی ہوتی ہے۔

مولوی وکیل احمد صاحب کی غلط بیانی

(۳) مولوی بشیر الدین مرحوم کو نواب صاحب بہوپال کا استاد لکھتے ہین چنانچہ یکم اپریل ۱۸۸۴ء

کے اخبار شیر قیصر میں لکھا ہے حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے مولوی صاحب کو اسکا ثبوت دینا بہت ضرور ہے -

(۴) مولوی کرامت علی صاحب جونپوری کو فاضل ممدوح گروہ کا نامی عالم فرماتے ہیں - حالانکہ خود بھی اطمینان القلوب سے اونکی عبارت (جو مذمت گروہ اہل حدیث کے ہے) شیر قیصر میں منقول کرتے ہیں - جس سے پڑہنے والے خود جان سکتے ہیں کہ مولوی کرامت علی صاحب اس گروہ کے سخت دشمن ہیں - علاوہ ازین ہمنے ثقات سے سنا ہے کہ انکو حدیث اور عاملان حدیث سے اسقدر دشمنی تھی کہ آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے والون کو مسجد سے نکلوا دیتے تھے -

مولوی وکیل احمد صاحب کے انوکھے اعتراضات

(۵) مولوی اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایضاح الحق میں اور مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے معیار الحق میں خلاف سنت عبادت کو بشہادت احادیث صحیح بدعت فرمایا ہے - اور یہہ ایسا اتفاقی مسئلہ ہے کہ کسی نے اسکا خلاف نہیں کیا خلاف سنت عبادت کو کسی مجتہد محقق نے جائز نہیں فرمایا اور حدیث بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ تین شخصون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات سے آپکی عبادت کا حال پوچھکر ایک نے اپنے اوپر ہمیشہ رات بھر کی نماز دوسرے نے ہمیشہ کا روزہ تیسرے نے نکاح کا نکرنا لازم کر لیا آنحضرت یہہ سنکر اون پر غصہ ظاہر فرمایا اور قسم کہا کر کہا فمن رغب عن سنتی فلیس منی - پس جبکہ رسول خدا صلعم نے نماز و روزہ (جو عمدہ ترین عبادات بحکم اللہ تعالیٰ فرض ہیں) کو بطریق سنت نہ ادا کرنے پر ناراضی ظاہر فرمائی اور تارکین کو اپنے

گروہ سے خارج فرمایا۔ تو واے بیحال اونکے جو اپنے دلسے یا پیرون فقیرون کی ارشاد سے تراشتے اور اونکا اہتمام فرض سے بہی زیادہ کرتے ہین اور امید ثواب کی رکھتے ہین خدا اُن پر رحم کرے مگر افسوس ہے کہ مولوی وکیل احمد صاحب نے اِس اتفاقی مسئلہ پر بہی اعتراض جڑ دیا اور اِن بزرگوارون کو جیسا چاہا کہہ ڈالا اور یہ خیال فرمایا کہ یہہ ہماری سخت کلامی اور درشت زبانی تمام علماء اسلام بلکہ خود پیغمبر علیہ التحیۃ والسلام تک پہونچتی ہے۔ طرفہ یہہ کہ اون بزرگوارون کے دلائل سے کچھ تعرض نہین فرماتے آنکھہ بند کرکے اعتراضات کرتے چلے جاتے ہین۔

(۹) مولوی اسمعیل شہید مرحوم نے اپنی ایضاح الحق مین قرآن و حدیث سے بدعت کا بیان ایسا مشرح و مفصل کیا ہے کہ علماء محققین یہی فرماتے ہین کہ بدعت کے بیان مین ایسی عمدہ کتاب اسلام مین آجتک نہین ہوئی۔ اِسکا مصنف علاوہ مجتہد ہونے کے ہر علم مین کمال رکہتا تھا۔

مولوی وکیل احمد صاحب نے اِس متبرک کتاب پر بہی اعتراض کیا اور فرمایا جسکا خلاصہ یہہ ہے "شہید مرحوم نے جن باتون کو بدعت لکہا اون کی مرتکبین کو بدعتی کیون نہ لکہا یہہ عجب بات ہے کہ ایک شخص بدعت کرے مگر بدعتی نہ کہلایا جاوے" مولوی وکیل احمد صاحب کے اِسمین دو دعوی ہین **اوّل** جن باتون کو مولوی اسمعیل مرحوم نے بدعت قرار دیا ہے وہ ایسی نہین ہین **دوم** کسی قسم اور کیسی ہی بدعت ہو اوسکا مرتکب ویسا ہی بدعتی کہلائیگا جن بدعتی کی مذمت مین احادیث وارد ہوئی ہین۔

دعوی اوّل کی نسبت تو یہی عرض ہے کہ مولوی وکیل احمد صاحب نے مولانا شہید مرحوم کے دلائل کا کچھ جواب نہین دیا جس سے تسلیم کرلینا پایا

جاتا ہے۔ اور نہ (اون بدعتون کو سنت مستحب ثابت کیا اور نہ اونکا قائل کسی مجتہد یا محقق کو بتلایا اسلئے قابل التفات نہین ہے۔

دوسرے دعوی کے جواب مین ہم مولوی صاحب موصوف کو بتلائے دیتے ہین کہ علمائے مذہب حنفیہ نے مصافحہ بعد نماز عصر کو بدعت کہا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے دونون دعوے صحیح مانے جاوین تو علماء حنفیہ اون اعتراضات وسخت کلامیون کے مستحق ٹھہرتے ہین جو مولوی وکیل احمد صاحب سے مولانا شہید مرحوم کی شان مین سرزد ہوئے ہین۔ اور اس مصافحہ کے مرتکب بقول مولوی صاحب موصوف سب حنفی بدعتی قرار پائے۔ اسی طرح امام محمد شاگرد امام ابوحنیفہ نے قنوت کو نماز فجر مین پڑھنا بدعت فرمایا ہے۔ پس بقول مولوی صاحب موصوف وہی اعتراضات امام محمدؒ پر بھی وارد ہوئے۔ اور اکثر مجتہدین مثل شافعیؒ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود پیغمبر خدا صلعم۔ نعوذ باللہ منہ نقل کفر کفر نباشد) بدعتی ٹھہرتے ہین کیونکہ یہ تمام نماز فجر مین قنوت کو پڑھا کرتے تھے۔ سب سے بڑھکر ملا علی قاری حنفی (جنہون نے مرقات شرح مشکوٰۃ مین فرمایا ہے کہ جو فعل حضرت نے کیا ہے اوسکا کرنا سنت ہے اسی طرح جو فعل آپ نے نہین کیا اوسکا ترک سنت ہے اور کرنا خلاف سنت اور جو خلاف سنت ہے وہی بدعت ہے) مولوی وکیل احمد صاحب کے اعتراضات کے محل ہین اور تمام افعال (جو غیر سنت ہین جیسے مولود و سوم دہم چہلم عرس وغیرہ) کے مرتکبین حقیقی بدعتی ہوئے۔ ان افعال سے حنفیہ مین سے شاید کوئی بچا ہو لیکن مولوی صاحب موصوف توبچ نہین سکتے کیونکہ عمل مولود کے مجوزین مین سے ہین پس ثابت ہوا کہ جن باتونکو مولوی اسمعیل شہید مرحوم نے بدعت کہا حقیقت مین وہ بدعت ہین

دوسرے علماء نے بھی اونکو بدعت کہا ہے ۔ اور جیسا کہ مولوی اسمعیل شہید مرحوم نے اونکے مرتکبین کو بدعتی نہین کہا ایسا ہی تمام محققین علماء نے اونکو بدعتی نہین کہا ۔ پس مولوی وکیل احمد صاحب کا اعتراض ایسا ہے جیسا کہ اکثر عوام (جو مذاق علماء سے اجنبی یا فیض صحبت علماء سے محروم ہین) کے دلون میں ... پڑجاتا ہے ۔

ہم اس مسئلہ کی پوری تفصیل اس مقام پر اجنبی تصور کرکے ترک کرتے ہین مگر ناظرین شائقین کو مضمون کفر و کافر مصنفہ فاضل محمد حسین صاحب لاہوری کیطرف متوجہ کرتے ہین جو اشاعۃ السنۃ نمبر ا و ۱۰ جلد ۱۴ مین طبع ہوا ہے جسکا خلاصہ کرکے ہمنے بھی اخبار شیر قیصر مطبوعہ ۹ مئی ۱۸۹۲ء مین چھپوایا ہے جسمین ثابت کیا گیا ہے کہ شارع نے بعض کفر کے مرتکبین کو کافر نہین فرمایا ۔ اگر مولوی وکیل احمد صاحب اس مضمون کی طرف نہ رجوع کرین تو وہ حدیث من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر پر امام ابو حنیفہ رح کے حکم کو دیکھین اور غور کرکے اپنے اعتراض کا جواب سمجھ لین کہ باوجود اس حدیث مین بے نماز کو کافر کہنے کے امام صاحب نے اسکو کافر نہین کہا ۔ مولوی وکیل احمد صاحب اگر اس مقام کو سوچین تو پھر ایسے فضول اعتراضات نکرین ۔ جن اعتراضات سے خود امام ابو حنیفہ رح پر علاوہ اعتراضات کی سخت زبانی وطعن وغیرہ رجوع کرتے ہین ۔

اس ہمارے بیان سے ظاہر ہوا کہ مولوی وکیل احمد صاحب تحریری مناظرہ مین جب یہہ شور وفساد بزرگون کی توہین علماء پر طعن و تشنیع خلاف تہذیب کلمات کا استعمال کرتے ہین تو ان سے تقریری مناظرہ کب جائز ہے ۔ اگر مولوی وکیل احمد صاحب کو تقریری مناظرہ

کسی مسئلہ مین کرنا منظور ہو تو شروط مانع فساد (جو فاضل ممدوح نے ہمیشہ کے واسطے تجویز فرما کر اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۴ مین شائع کی ہین) کے پابند ہو جاوین ہم وعدہ کرتے ہین بلکہ ضامن ہوتے ہین کہ فاضل محمد حسین صاحب لاہوری ضرور مناظرہ کرینگے۔ مگر ہم کو مولوی وکیل احمد صاحب کے منشار تحریر سے یہہ ہرگز امید نہین ہے کہ وہ اُن شروط کی پابندی کرین۔ اگر شروط مذکورہ بالا کی پابندی نکرین تو ضرور سمجھا جاوے گا کہ مولوی وکیل احمد صاحب کو احقاق حق منظور نہین ہے صرف بزرگان دین پر لعن وطعن کرنا اور وہابی لامذہب وغیرہ مثل تکیہ کلام و دیگر خلاف تہذیب کلمات کو لکھکر اشتہار و شور کرنا منظور ہے۔

غرضکہ امر دوم متنازعہ فیہ مین حق بجانب فاضل محمد حسین صاحب لاہوری ہے نہ اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر۔

(باقی آئندہ)

ابو محمد جمال الدین ڈاکٹر کہوری ضلع ساگر

اشاعۃ السنۃ

نمبر ۶ و ۷ و ۸ معہ ضمیمہ جلد (۷)

بابت ماہ شعبان و رمضان و شوال سنہ ۱۳۰۱ مطابق جون جولائی اگست سنہ ۱۸۸۴ء

قیمت رسالہ و ضمیمہ بدستور یعنی نوابون و رئیسون سے سالانہ ۵ گورنمنٹ اور عام اغنیا سے ۵ متوسط اہل وسعت سے ۸ کم وسعت لوگون سے ۱۲ بے وسعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین **دعاء خیر**۔

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل تا اطلاع ثانی ہونا چاہئے اور سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔ **ابو سعید محمد حسین**۔ مہتمم اشاعۃ السنہ بٹالہ ضلع گورداسپور

اشتہار واجب الاظہار

ایک شخص فیض الحق نامی پست قامت پیوستہ ابرو۔ گربہ چشم۔ گندم گون۔ عرصہ دو سال سے ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین ہمارا رشتہ برادری جتاکر ہمارے نام کے جعلی خطوط دکھاکر لوگون کو دہوکہ دے رہا ہے۔ پہلے تو وہ قیمت اشاعۃ السنہ لوگون سے وصول کرتا رہا جسکے انسداد کے لئے اشاعۃ السنہ سنہ ۸۳ء کے نمبر ۲ ٹائٹل پیج کے معمولی اشتہار مین مجملاً بلا ذکر نام یہہ اسکا حال جتایا گیا تہا اور اسکے بعد ہمیشہ اسی اشتہار مین اسکے خیال سے یہہ فقرہ لکہا جاتا ہے کہ "ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی اور سبیل سے نہو"۔ آب اسنے اپنے ہاتہہ کو اور پہیلایا ہے اور خریداران اشاعۃ السنہ کے علاوہ عام لوگون کا مال مارنا شروع کر دیا ہے۔ بہت لوگون سے ہمارا نام لیکر قرض اُٹہایا اور ادا نہین کیا کسی سے کچہہ عاریۃً لیا تو واپس نہین دیا بہت جگہ ہمارے نام کے جعلی خطوط متضمن سفارش اور جعلی فہرستین چندہ بناء مسجد دکہاکر روپیہ وصول کرنا چاہا۔ بعض جگہ سے دوسرے کے نام کا روپیہ جعلی دستخط و رسید دیکر وصول کر لیا۔ **لہذا** محض حسبۃً للہ لوگون کے اموال و حقوق کی حفاظت کی نظر سے بہ تصریح اسکے نام و حلیہ کے یہہ اشتہار جاری کیا گیا ہے۔ احباب و اخوان اسکے شر سے بچین۔ ہمارے نام و لحاظ سے اسکے دہوکہ مین نہ آجائین بلکہ ہمارا نام لیکر ہمارا رشتہ جتاکر ہمارا خط دکہاکر جو کوئی کسی سے کچہہ مانگے کسی نام یا کسی صورت کا ہو اوسکا اعتبار نہ کرین اور یہہ سمجہہ رکہین کہ اس مضمون کے خطوط لکہنے کی ہماری عادت نہین۔ رہا معاملہ لین دین متعلق اشاعۃ السنہ سو بجز ڈاک سرکاری یا مقررہ اشخاص کے نہ ہو جو شخص اپنا روپیہ بجز اشخاص مقررہ کسی کے ہاتہہ مین دیگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ وار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ

مطبع کوہ نور امرتسر

براہین احمدیہ
پر
ریویو

اس کتاب کے چار حصہ طبع ہو کر ہماری نظر سے گذرے ہین ہم **قبل** اسکے کہ اس پر رائے زنی کرین اسکے اکثر مطالب کی **تلخیص** مناسب سمجھتے ہین تا بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اس کتاب کی خوبی خود اسی سے ظاہر ہو اور جو کچھہ ہم اسکی نسبت کہین اسمین کسی کو مبالغہ کا گمان نہ ہو۔

اسکے **حصہ اول** مین تو صرف سبب تالیف بیان ہوا ہے اور اس کتاب کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار بقلم جلی درج کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی نسبت ہم یہہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ یہہ مولف کی کمال ثابت قدمی اور عالی ہمتی پر دلیل ہے اور مخالفین اسلام پر خدا تعالی کی جانب سے کامل حجت قایم ہوئی ہے اس اشتہار پر بھی کسی نے اسکے جواب مین قلم نہ اٹھایا تو اس سے کس وناکس کو اس بات کا یقین حاصل ہونا لازم ہے کہ مخالفین اسلام سے کسیکو اپنے مذہب کی سچائی کا کامل یقین نہین ہے جو ہے تقلیدی اعتقاد ہے بہپر اونکے علم وخیال مین ایسے دلایل قایم نہین ہین جیسے کہ اسلام کی سچائی پر دلایل قایم ہین اس صورت مین انکا اسلام سے انکار انصاف وفتوت کے خلاف ہے۔

تلخیص مطالب حصہ دوم

اس **حصہ دوم** مین ایک مقدمہ ہے جسمین **امور ذیل** کا اظہار ہے

امر اول مذہب مخالفین اسلام سے تعرض اس کتاب کا اصلی مقصد نہین ہے اصل مقصد کتاب اثبات حقانیت قران ونبوت محمدیہ ہے چونکہ اس مقصد کا اثبات اعتقادات واعتراضات مذاہب غیر کے ذکر وجواب پر موقوف ہے لہذا بحکم ضرورت ان مذاہب سے

تعرض ہوا ہے۔

اس **امر اول** کے ذیل مین **چار حاشیہ** بیان ہوی ہین حاشیہ **نمبر ۱** مین فرقہ آریہ کے غلط عقاید کا بیان ہے۔ حاشیہ **نمبر ۲** مین قرآن شریف کا سب کتب الہامی سے افضل اور اکمل ہونا۔ حاشیہ **نمبر ۳** مین عقاید خلاف عقل کا سچا نہ ہونا۔ حاشیہ نمبر ۴ مین صرف عقل کا ادراک عقاید حقہ کے لئے کافی نہ ہونا اور مدد الہام کا محتاج ہونا۔

امر دوم۔ اس کتاب کے جواب لکھنے کی اس شرط کا بیان کہ دلایل کتاب کو تمامہا نقل کر کے اسکا جواب دین اور برہمو سماج اور مدعیان پیروی الہامی کتب کو اس جواب کی طرز کی ہدایت۔

امر سوم۔ جو دلایل اس کتاب مین بیان ہوی ہین وہ قران سے ماخوذ ہین۔ مخالفین بہی جو دلایل پیش کرین اپنی کتاب سے نکالین اپنی طرف سے نکالکر پیش کرینگے تو وہ دلایل انکی خیالی نکات بعد الوقوع قرار دئے جاوینگے انکی کتاب کے مصدق نہ سمجھے جاوینگے۔ اس **امر کے ذیل** مین ایک **حاشیہ نمبر ۵** مرقوم ہے جسمین اس امر (سوم) کا عقلی ثبوت دیا گیا ہے۔

امر چہارم اس کتاب مین کسیکے اکابر مذہب کی نسبت کوئی لفظ خلاف تہذیب نہین لکھا گیا۔ مخالفین بہی اس امر کی رعایت کرین۔ پنڈت دیانند پیشوای آریہ کی طرح انبیا کی جناب مین بے ادبی و گستاخی سے پیش نہ آدین۔

اسکے ضمن مین پنڈت دیانند کی زیادتیون اور بدگوئیون کا بیان ہے انکی عقاید باطلہ کی تفصیل۔

اس امر (چہارم) کے ذیل مین **نمبر ۶ سے ۱۰** تک حواشی مرقوم ہین حاشیہ **نمبر ۶** مین عیسائیون کی زیادتیون اور بے تہذیبیون کا ذکر ہے اور حاشیہ **نمبر ۷** مین آریہ کی سوءظنی کا ذکر اور حسن ظن کی ضرورت کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر ۸** مین چارون وید کے بے اعتبار ہونے کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر ۹** مین آنحضرت کی خاتم الرسل

ہونے کا بیان اور اس اعتراض کا جواب کہ وحی کا فیض بند کیون ہوگیا اور حاشیہ نمبر ۱۰ مین نزول قرآن کی ضرورت کا ثبوت اور اسمین پادریون کی شبہات کا جواب۔

اس حصہ کے اخیر مین اس کتاب کے فواید حسب تفصیل ذیل بیان ہوی ہین۔

(۱) یہہ کتاب جملہ مہمات دینیہ پر مشتمل ہے (۲) اسمین تین سو دلایل حقانیت اسلام مذکور ہین (۳) اس مین یہودی عیسائی مجوسی آریہ برہمو بت پرست دہریہ عقلیہ اباحتی لامذہب سب کے شبہات کا جواب ہی۔(۴) اس کتاب مین مخالفین کے اصول مذہب پر عقلی طور پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے۔(۵) اس کتاب مین اسرار و معارف قران شریف بیان کئی گئے ہین جنکی نظر سی یہہ کتاب بمنزلہ ایک تفسیر کے ہی (۶) اس مین دلایل عقلیہ صحیحہ سی استدلال کیا گیا ہی جس سی ناظرین کی قوت فکریہ کو ترقی متصور ہی۔

تلخیص مطالب حصہ سوم

حصہ سوم مین پہلی **فصل** کتاب کا آغاز ہی جسمین قرآن شریف کی افضلیت اور حقانیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتون کا بیان مقصود ہی۔ اس مقصود سی **پہلے** چند تمہیدات کی ضمن مین چند ایسے مقدمات کا بیان ہی جنکا بیان مولف نی قبل مقصود ضروری سمجھا۔ **تمہید** اول مین شہادت بیرونی اور اندرونی کی تشریح ہی کہ بیرونی سی وہ واقعات خارجی مراد ہین جنکی نظر سی اس کتاب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہی اور اندرونی سی اس کتاب کے ذاتی کمالات اور عمدہ تعلیمات۔

تمہید دوم مین بیرونی شہادتون کے چار ماخذون کی تشریح ہے۔

(۱) وہ امور خارجی جو محتاج اصلاح تہے۔(جیسے کفر وغیرہ اعمال بد)۔

(۲) وہ امور خارجی جو تکمیل کے محتاج تہی۔(جیسے تعلیمات کتب الہامیہ سابقہ جو زمانہ مابعد*

---

*زمانہ مابعد کی قید اسلئے لگائی گئی ہے کہ اپنے زمانہ مین وہ تعلیمات بہی مکمل تہین گو زمانہ مابعد مین وہ ناقص معلوم ہونے لگین یہہ اسلئے کہا گیا ہی کہ اسکی تعلیمات کو فی نفسہا ناقص فرض کرنے سے اسکی معلم پر

کی نسبت ناقص وغیر مکمل نظر آتی تہین -

(۳) امور قدرتیہ جو بغیر وسیلہ انسانی تدبیرون کے خدا کی طرف سے پیدا ہوئے ہون -

(۴) امور غیبیہ جو ایسے شخص سے ظاہر ہوئے جسکی طاقت سے انکا ظاہر ہونا عادۃً محال ہو (جیسے کسی ان پڑہ کا اشارات حکمیہ ودقایق فلسفیہ کو بیان کرنا)

تمہید سوم مین اس امر کا بیان ہے کہ جو چیز محض خدا کی قدرت سے بلا وساطت انسانی تدبیر کے ہوئی ہو اوسکا بیمثل اور ایجادات مخلوق سے بالاتر ہونا ضروری ہے اوسکی تنقیح مین مولف نے کتب الہامی کو پیش کیا ہے اور اچھی تفصیل سے ثابت کر دیا ہے کہ کتاب الہامی کا بیمثل ہونا ضروری ہے اور اسکے بیمثل ہونے سے اوسکا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس تفصیل کے ضمن مین **مخالفون** کے **اعتراضات** ذیل کا کافی جواب دیا ہے -

(۱) بہت سے کلام انسانی ایسے موجود ہین جنکی مثل آجتک دوسرا کلام نہین ہوا (جیسے گلستان سعدی وتفسیر بے نقط فیضی) پہر کسی کلام کے بیمثل ہونے سے اسکا منجانب اللہ ہونا کہان ثابت ہوتا ہے -

(۲) عربی نہ جاننے والون کو قران مجید کا بیمثل ہونا کہان ثابت ہوتا ہے -

اس تمہید (سوم) کی **تائید** مین حاشیہ نمبر ۱۱ مرقوم ہے جو حصہ سوم اور حصہ چہارم کتاب کے چار سو ستر ان صفحہ مین لکہا گیا ہے اور ہنوز پورا نہین ہوا - اس حاشیہ کے چار حاشیہ در حاشیہ ہین جو منجملہ ۷۱ صفحہ ۳۴۶ صفحہ مین اس حاشیہ کے شریک ہین اس حاشیہ اور اوسکے حواشی کے سبہی مطالب کی تلخیص کی ہمارے رسالہ مین گنجایش نہین مگر ہم بحکم **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** بعض مطالب کی تلخیص ناظرین کی تشویق کے لئے بقید صفحہ کتاب قلم مین لاتے ہین -

---

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ: نقصان کا الزام عاید ہوتا ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اسکی تفصیل اور اوسپر دلیل کا کوئی طالب ہو تو وہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۶ کا صفحہ ۲۳ ملاحظہ کرے مولف کی کلام مین گو یہ قید اس مقام مین پائی نہین گئی مگر انکا حاشیہ نمبر ۲ اس قید کی طرف مشعر ہے -

تلخیص مطالب حاشیہ نمبر ۱۱ منذرجہ صفحہ سوم کتاب

* یہ نمبر صفحات حاشیہ مین جو متن کے بعد خط فاصل دیکر لکہا گیا ہی"۔

تلخیص مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ سوم کتاب

اس حصہ مین حاشیہ نمبر ۱۱ کی دو حاشیہ مندرج ہین حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ و ۲۔

* یہہ نمبر صفحات حاشیہ در حاشیہ مین جو حاشیہ کی بعد خط فاصل دیکر لکھا گیا۔

‡ یہہ نمبر صفحات حاشیہ مین جو متن کے نیچے خط فاصل دیکر لکھا گیا ہے۔

‡ یہہ نمبر صفحات متن مین جو حاشیہ کے اوپر ہے۔

* یہہ نمبر صفحات متن ہین

یہہ اس حصہ کے مطالب متن کا خلاصہ ہی اب اس حصہ کی حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُسکی حواشی کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے -

خلاصہ مطالب بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

* یہہ نمبر صفحات حاشیہ ہین جو متن کی متصل خط فاصل لگا کر لکہا گیا -

(حاشیہ: نمبر صفحات متن ہین)

* دیکھو نوٹ صفحہ گذشتہ

خلاصہ مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

اس حصہ چہارم مین حاشیہ نمبر ۱۱ کے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ کا بقیہ ہے اور دو حاشیہ در حاشیہ اور ہین نمبر ۳ و ۴۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ کا خلاصہ

خلاصہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

---

* یہہ نمبر صفحات حاشیہ در حاشیہ مین جو حاشیہ کی متصل خط فاصل دیکر لکھا گیا ہے۔

خلاصہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۲

یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہو اب ہم اس پہ اپنی رای نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ مین ظاہر کرتے ہین۔ ہماری رای مین یہہ کتاب اِس زمانہ مین اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہی جسکی نظیر آجتک اسلام مین تالیف نہین ہوئی۔ اور آیندہ کی خبر نہین۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ اور اسکا مولف بہی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم نکلا ہی جسکی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہی۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجہی تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جسمین جملہ فرقہ ہای مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہون نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بہی بیڑا اٹہا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ مین مردانہ تحدی کے ساتھہ یہہ دعوی کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس

آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرلے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔
مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی سے
بعض مسلمانون ہی نے + انکار کیا # ہے اور بر طبق وتجعلون رزقکم انکم تکذبون
اس احسان مولف کے مقابلہ مین کفران کرکے دکھا دیا۔
انکے اس انکار و کفران کا مورد و موجب مولف کتاب کے وہی الہامات ہین جو اس کتاب

+ امرتسر و لودیانہ وغیرہ کے ساکنین۔

نوٹ۔ لائق توجہ گورنمنٹ۔ اس انکار و کفران پر باعث **لودیانہ**
کے بعض مسلمانون کو تو صرف حسد و عداوت ہے۔ جسکے ظاہری **دو سبب ہین۔ ایک**
یہہ کہ اونکو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے۔
اور اس کتاب مین اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجایز لکھا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس کتاب کے مولف کو
منکر جہاد سمجھتے ہین اور از راہ تعصب و جہالت اسکے بغض و مخالفت کو اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں
مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر اونکو منکر جہاد نہین کہہ سکتے اور عام
مسلمانون کے روبرو اس وجہ سے انکو کافر بنا سکتے ہین لہذا وہ اس وجہ کفر کو دل مین کہتے ہین۔ اور بجز
خاص اشخاص (جنسے ہمکو یہہ خبر پہنچی ہے) کسی پر ظاہر نہین کرتے اور اسکا اظہار دوسرے لباس
و پیرایہ مین کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ براہین احمدیہ مین فلان فلان امور کفریہ (دعوی نبوت
اور نزول قرآن اور تعریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہین) اسلئے اسکا مولف کافر ہے۔
موقع جلسہ دستار بندی دیوبند پر یہہ حضرات وہان پہونچے۔ اور اپنے لئے فتوی تکفیر
مولف براہین احمدیہ کے لکھ کرلے گئے اور علماء دیوبند و گنگوہ وغیرہ سے انپر دستخط و مواہیر
ثبت کرنیکے خواستگار ہوئے۔ مگر چونکہ وہ کفر انکا اپنا خانہ ساز کفر تھا جسکا کتاب براہین احمدیہ
مین کچھ اثر پایا نہ جاتا تھا لہذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتوون پر مہر دستخط کرنے سے انکار کیا
اور ان لوگون کو تکفیر مولف سے روکا۔ اور کوئی ایک عالم بھی انکا اس تکفیر مین موافق نہوا۔ جس سے
وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات وہان سے بھاگے اور کانہم حمر مستنفرہ فرت من قسورہ

کے اخص برکات سے ہین۔ ان الہامات کو بعض مسلمان امرتسری تو صرف غیر صحیح وغیر ممکن و ناقابل تسلیم بتاتے ہین اور بعضے لودہانہ و پٹیالہ کے ان کو خلاف قرآن و نتیجۂ شیطان بتاتے ہین فریق اول امرتسری مسلمان تو اپنے انکار کی وجہ یہہ پیش کرتے ہین کہ الہام نبیون کے سوا اور کسی کو نہین ہو سکتا اور وحی بجز انبیا کسی کو نہین ہو سکتا اور آجتک کسی کو نہین ہوا اور اگر طبعی خیالات و خطرات مراد ہین تو ان مولوی سے کیا خصوصیت ہے یہہ خطرات کافر انسان بلکہ حیوان بلی وغیرہ کو بہی ہوتے ہین۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۰

کے مصداق سنے

ناظرین انکا یہہ حال سنکر متعجب اور اس امر کے منتظر ہونگے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہین جو سب علماء وقت کے مخالف ہوکر ایسے جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کرتے ہین اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے (جسکے ظل حمایت مین با امن شعار مذہبی ادا کرتے ہین) جہاد کو جایز سمجھتے ہین۔ انکے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لئے ہم اُن حضرات کے نام بہی ظاہر کر دیتے ہین۔ وہ مولوی **عبد العزیز** و مولوی **محمد** وغیرہ پسران مولوی **عبد القادر** ہین جن سبکا شہرہ سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱ جلد ۶ وغیرہ مین ظاہر و ثابت کر چکے ہین اور اب بہی پبلک طور پر سرکاری کاغذات کی شہادت سے ثابت کرنیکو موجود و مستعد ہین اگر وہ یا کوئی انکا ناواقف معتقد اس سے انکار کرے۔

دوسرا سبب یہہ کہ انہون نے باستعانت بعض معززاہل اسلام لودہانہ (جنکی نیک نیتی اور خیر خواہی ملک و سلطنت مین کوئی شک نہین) بمقابلہ مدرسہ صنعت کاری انجمن رفاہ عام لودہانہ ایک مدرسہ قایم کرنا چاہا تہا اور اس مدرسہ کے لئے لودہانہ مین چندہ جمع ہو رہا تہا کہ اُن ہی دنون مولف براہین احمدیہ باستدعا اہل اسلام لودہانہ مین پہنچ گئے۔ اور وہانکے مسلمان انکی فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوئے۔ انکی برکات و اثر صحبت کو دیکہکر اکثر چندہ والے انکی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور اس چندہ کے بہت سے روپیہ طبع و اشاعت براہین احمدیہ کیلئے مولف کی خدمت مین پیشکش کئے گئے۔ اور مولوی صاحبان مذکور تہیدست ہوکر ہاتہ ملتے رہگئے۔ اس امر نے بہی ان حضرات کو بہرکایا اور مولف کی تکفیر پر آمادہ کیا۔ جنکو ان باتون کی

اور فریق دوم (لودہانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہہ وجہ پیش کرتے ہین کہ ان الہامات مین مولف نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو اُن کمالات کا جو انبیا سے مخصوص ہین محل ٹھہرایا ہے اور اون ایات قرانیہ کا جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاے سابقین کے خطاب مین وارد ہین مورد نزول قرار دیا ہے - از انجملہ چند ایات معہ ترجمہ و نشان محل بیان قرآن و براہین احمدیہ کیجاتی ہین -

(۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - (آل عمران ع ۴ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۲ و ۲۳۹)	اے رسول تو کہدے اگر تمہین خدا کی محبت ہے تو میری تابعداری کرو خدا تمسے پیار کریگا -
(۲) یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر (المدثر ع ۱ ب ص ۲۴۲)	اے (نبی) کپڑا لپیٹ کر پڑ جانے والے اُٹھہ لوگون کو جگا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر -
(۳) فاصدع بما تؤمر و اعرض عن الجاھلین (الحجر ع ۶ - ب ص ۵۰۳)	اے نبی پکار کر کہہ جو تجھے حکم ملا ہے اور جاہلون سے مونہہ پہیر لے -
(۴) وقالوا لولا نزل القران علے رجل من القریتین عظیم - (زخرف ع ۳ ب ص ۵۰۳)	مشرکون نے کہا کہ یہہ قران دو بستیون مکہ اور طایف کے کسی سردار پر کیون نہ اُترا -
(۵) تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم - (نحل ع ۸ ب ص ۵۰۴)	ہمکو اپنی قسم ہے ہمنے تجھسے پہلی امتون کی طرف رسول بہیجے پہر شیطان نے اُنکو اُن کے بداعمال اچھے کر دکھائے -
(۶) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی - (حم السجدہ ع ۱ ب ص ۵۱۱)	تو کہدے (اے نبی) مین تمہارے جیسا بشر ہی ہون پر میری طرف وحی ہوتی ہے -

صدق مین شک ہو وہ ہمکو اس امر سے مطلع کرے ہم لودہانہ سے عمدہ اور واضح طور پر ان باتون کی تصدیق کرا دینگے - و باللہ التوفیق -

امرتسر کے مسلمانون کے اس انکار کا باعث انکی نافہمی اور بیذوقی اور کسیقدر عموماً اہل اللہ اہل باطن سے گوشہ تعصبی انکو خاص کر مولف براہین سے کچہہ عداوت نہین ہے -

(۷) انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر۔ (الفتح ع ۱۔ ب صـ ۵۱۵)	ہمنے تمکو (اے نبی) کھلی کھلی فتح دی ہے تاکہ تیری اگلے پچھلے گناہ ہم معاف کرین۔
(۸) انا اعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر (کوثر ع ۱۔ ب صـ ۵۱۷)	اے نبی ہمنے تجھے حوض کوثر عطا کیا ہے پس تو خدا کے لئے نماز پڑھ۔ اور قربانی کر
(۹) يا عيسىٰ انى متوفيك ورافعك الى وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة۔ (آل عمران ع ۶ ب صـ ۵۵۷)	اے عیسیٰ مین تجھے فوت کرنیوالا ہون۔ اور اپنی طرف اٹھانیوالا اور تیری پیروان کو تیرے منکرون سے قیامت تک اونچا رکھنے والا۔
(۱۰) وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ (بنی اسرائیل ع ۱۲ ب صـ ۲۹۸)	ہمنے قران کو حق کے ساتھ اُتارا ہے اور وہ بھی حق کے ساتھ اُترا ہے۔
(۱۱) يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة (بقر ع ۴ ب صـ ۴۹۶)	اے آدم تو اور تیری جورو بہشت مین رہ

اسی قسم کی بیسیون آیات اور ہین جنکے مورد نزول ہونیکا مولف کو دعویٰ ہے علاوہ بران بہت سی عربی و انگریزی و فارسی فقرات ایسے اس کتاب مین درج ہین جنسے مولف کا دعویٰ نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہہ فقرات (عربی زبان مین)

انت وجيه فى حضرتى اخترتك لنفسى (ب صـ ۴۸۹)	تو ہماری بارگاہ مین صاحب وجاہت ہے۔ ہمنے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے
انا انزلناه قريبا من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ (ب صـ ۴۹۸)	ہمنے اُسکو یا اُسکی الہامات کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ہمنے انکو حق کے ساتھ اُتارا ہے۔ اور حق کے ساتھ اُتری مین۔

ان ایات وفقرات کو دیکھکر فریق مکفر کو یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ مولف کتاب ان ایات قرانی کا جو انبیا کے شان و خطاب مین وارد ہین اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان

کمالات کا (جو آیات یا اُن عربی فقرات مین مذکور اور وہ انبیا سے مخصوص ہین) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اوسکے دعوی نبوت مین کیا کسر رہی -

ایک مولوی صاحب (امرتسری) ایک اور مدعی الہام آیات قرانیہ کے مقابلہ مین اپنے **رسالہ** مین لکھتے ہین کہ مدعی الہام آیات قرانیہ ان آیات کا مخاطب و مورد اپنے آپ کو ٹھہراتا ہے تو اس سے قران کا دعوی اعجاز و تحدی (قرآن کے مثل بنانیکا مطالبہ) باطل ہوتا ہے کیونکہ ان آیات کو جو اس شخص کے خطاب مین نازل ہوئی ہین قرآن تو کہا نہین جا سکتا - اسلئے کہ وہ غیر نبی کے خطاب مین نازل ہوے ہین اور قرآن وہ ہے جو آنحضرت صلعم کی خطاب مین نازل ہوا ہے اور مع ذلک وہ آیات صورت و الفاظ مین مثل قرآن ہین تو قرآن کا بیمثل ہونا کہان باقی رہا اور دعوی اعجاز و تحدی کیون کر نہ ٹوٹا -

ان دلایل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات* اور بہی کرتے ہین جن سے ان الہامات کا غلط اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو **ازان جملہ** ایک اعتراض یہہ کہ بعض الہامات مین لفظی و معنوی غلطیان ہین جیسے ہذی الیک بجذع النخلہ سے جو بصیغہ تانیث ہے مولف مذکر کا خطاب اور یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین مریم مونث کا صیغہ مذکر سے خطاب اور مریم کے لئے زوج کا اثبات -

ازانجملہ یہہ کہ بعض الہامات انگریزی مین ہوے ہین اور انگریزی ایسی بُری زبان ہے کہ اوسکے پڑہنے اور بولنے سے مومن کا ایمان جاتا رہتا ہے یا اسکو گناہ چمٹ جاتا ہے پھر اسمین الہام خداوندی جو ایمان کا رہنما ہے کیونکر ممکن ہے - **ازانجملہ** یہہ کہ مولف نے اپنے الہامات کے قطعی ہونیکا دعوی کیا ہے حالانکہ علماء اہل سنت الہام کو حجت نہین سمجھتے چنانچہ **عقاید نسفی** مین لکہا ہے کہ الہام علم صحیح کا موجب و سبب نہین ہے اور عامہ کتب مین لکہا ہے کہ ادلہ شرعیہ چار ہین جنہین کشف و الہام غیر نبی کو کسی نے شمار نہین کیا -

> الالہام لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشی عند اہل الحق

یہہ اس کتاب پر اسکے مخالفین کی مذہبی نکتہ چینی ہے - **بعض** حاسدین کوتاہ اندیش (لودہانہ کے مدعیان اسلام) نے اس نکتہ چینی کے علاوہ اس پر

---

* یہہ اصول اعتراضات ہین - انکے فروعات اور بہت ہین جنکا ذکر و جواب ان اعتراضات کے جوابات کی ضمن میں آویگا ۱۲

پولٹیکل نکتہ چینی بھی کی ہے اور بوجہ شدت حسد و عناد و بغرض فتنہ و فساد بعض لودہانہ کے عوام میں یہہ بات شایع کردی ہے کہ یہہ کتاب گورنمنٹ کی مخالف ہے اور اسکی مولف نے پیشوائی مذہبی کے علاوہ پولٹیکل سرداری کا بھی اسمین دعوی کیا ہے اپنے آپکو مسیح قرار دیا ہے اور اپنے غلبہ اور فتح کی بشارتین اور اپنے مخالفین کی شکست و ہزیمت کی خبرین اسمین درج کی ہین۔ اس بہتان و افترا پردازی سے شاید انکی غرض یہہ ہو کہ یہہ بہتان عوام مین شہرت پاکر خواص تک پہونچ جاوے۔ اور رفتہ رفتہ گورنمنٹ کے گوش گذار ہو جاوے اور گورنمنٹ کی طرف سے کتاب یا اسکے مولف سے کسی قسم کی مزاحمت ہو۔

ہر چند ہمکو اپنی بیدار مغز عاقبت اندیش گورنمنٹ سے یہہ توقع (یا اندیشہ) نہین کہ وہ ایسی بے بنیاد اور مبنی بر حسد و عناد باتون کی طرف توجہ کرے اور کسی مفسد خود غرض کے کہنے سے مولف کتاب سے (جسکے تمام خاندان کا خیر خواہ سلطنت ہونا گورنمنٹ کو بخوبی معلوم ہے اور خاص اسکا خیر خواہ ہونا اسکی اسی کتاب سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے) کسی قسم کی مزاحمت کرے ولیکن چونکہ اکثر عوام اور بعض خواص مولف اور اسکے خاندان کے حالات سے واقف نہین اور اکثر اشخاص اصل کتاب کو دیکھہ بہی نہین سکتے اور اس وجہ سے انکے خیال پر اس بہتان کا اثر بد (مولف سے سوء ظنی اور کتاب سے وحشت) پیدا ہونا ممکن ہے لہذا ان لوگون کی رفع وحشت اور انکے خیال کی اصلاح و حفاظت کے لئے اس نکتہ چینی کا ذکر و جواب بہی اس ریویو مین مناسب معلوم ہوا۔

ہماری تحقیق و تجربہ و یقین و مشاہدہ کی رو سے یہہ سب نکتہ چینیان (مذہبی ہین خواہ پولٹیکل) از سرتا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دہوکہ دہی پر مبنی ہین۔ اور بجز دعوی الہام جو کچھہ مولف کی نسبت کہا گیا ہے محض بے اصل ہے نہ مولف کو نبوت کا دعوی ہے نہ حصول خصوصیات و کمالات انبیاء کا ادعا نہ پولٹیکل سرداری کا خیال ہے بجز مذہبی ہدایت و اشاعت بذریعہ قلم و زبان کسی امر کا قصد و مقال اسلئے ہم حسبتہ للہ و نصیحۃ لخلق اللہ اس ریویو مین ان نکتہ چینیون کا جواب دیتے ہین۔ اور ان تہمتون سے کتاب اور مولف کے دامن کو پاک کرتے ہین اور چونکہ مذہبی نکتہ چینی کا جواب زیادہ بحث طلب ہے

اور جواب پولیٹیکل نکتہ چینی مختصر لہذا ہم اسکے جواب کو مقدم کرتے ہیں و باللہ التوفیق

پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب

مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلینگے - مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوایل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑہتے تہے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم میں اُنمین خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اسلئے ہمارا یہہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لایق ہے -

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مولف کے آس پاس بہی نہیں پہٹکا وہ کیا انکے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ انکے والد بزرگوار مرزا **غلام مرتضی** نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی (**غدر ۱۸۵۷ء**) میں گورنمنٹ کا خیر خواہ جان نثار و وفادار ہونا عملاً بہی ثابت کر دیا اس غدر میں جبکہ **ترمون** کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ مفسدین بد طینت نے یورش کی تہی انکے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیر دار و سردار نہ تہے اپنی جیب خاص سے **پچاس گھوڑے** مع سواران و ساز و سامان طیار کرکے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دئے جسپر گورنمنٹ کی طرف سے انکی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بہی ملا - علاوہ بریں ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم (والد مولف) ہمیشہ مورد کرم و لطف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری میں عزت کے ساتہہ انکو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلی ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹہیات خوشنودی مزاج (جنمیں سے کئی چٹہیات اسوقت ہمارے سامنے رکہی ہوئی ہیں) وقتاً وقتاً انکو عطا کرتے رہے ہیں اُن **چٹہیات** سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکہی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیر خواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ میں از راہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جاکر ملاقات کرتے رہے اور انکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب

لفٹننٹ گورنر بہادر نے اپنی خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آیندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیرخواہ ہونیکے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اندنون مین مرزا **سلطان احمد** (فرزند مولف) کے لئے **تحصیلداری** کی خاص سفارش کی ہے جسکی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہوچکی ہے۔ الغرض یہہ خاندان قدیم سے خیرخواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ **ان حالات** و واقعات کی **تصدیق** کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اسوقت ہماری پیش نظر ہین ہم تین چٹھیان حاشیہ مین نقل کرتے ہین تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی مین قدر و منزلت سے آگاہ ہوکر اپنی ارادہ بد و نیت فاسد سے باز آوین اور عام مسلمان انکی دہوکہ مین آکر اس کتاب اور اُسکی مولف سے بدگمان اور متوحش نہون ہرچند خاصکر **مولف** کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے انکی عالمانہ اور درویشانہ وضع

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضے رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بہ ملاحظہ حضور اینجانب در آمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدای دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار وفاکیش ثابت قدم ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند بہر نہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی

Translat^n of certificate of - J.M. Wilson (1)

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Kadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you & your family have certainly remained devoted, faithful & steady subjects & that your rights are really worthy of regard.

وحالات کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیر خواہی گورنمنٹ منصب علا،

حقوق وخدمات خاندان شما ہرگز فراموش نخواہد کرد بموقعہ مناسب برحقوق وخدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ وجان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ درین امر خوشنودی سرکار وبہبودی شما متصور است۔ فقط

المرقوم ۱۱۔ جون ۱۸۴۹ء

مقام لاہور۔ انارکلی

In every respect you may rest assured & satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favorable opportunity offers itself.

You must continue to be faithful & devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt & your welfare. 11-6-1849 Lahore

---

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر)
کمشنر لاہور

تہور وشجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

ازانجاکہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء ازجانب آپ کے رفاقت وخیرخواہی ومدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران وبہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آجتک

Translation of Mr Robert Cust's Certificate

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Kadian

As you rendered great help in enlisting Sowars & supplying horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date & thereby gained the favor of Govt a Khelat worth

اور درویشوں کو مناسب ہے اور اُنکی قدرت میں داخل ہے اس سے انہوں نے کبھی دریغ نہیں کیا عالموں کی طرح قلم پر

Rs 200/. is presented to you in recog-
-nition of good services & as a reward
for your loyalty.

Moreover in accordance with the
wishes of Chief Commissioner as
conveyed in his no. 576 of 10th August 58
this parwana is addressed to you
as a token of satisfaction of Govt.
for your fidelity and repute.

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's Murasla
of 29th June 1876

My dear friend Ghulám Qádir

I have perused your letter
of the 2nd instant & deeply regret
the death of your father Mirza
Ghulam Murtaza who was a
great well wisher & faithful Chief
of Govt.

In consideration of your family

آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے -
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا
لہٰذا بجلدوی اس خیرخواہی و خیرسگالی
کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار
سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی
صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ
۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی
سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپکے لکھا جاتا ہے
مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء - -

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہٗ -
آپ کا خط ۲ - ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ
حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضی
صاحب آپ کی والد کی وفات سے ہمکو
بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضی
سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات
کے لحاظ سے اُسی طرح پر عزت کرینگے
جس طرح تمہارے باپ وفادار

اور فقیرون کا ہتھیار دعا۔ مولف نے ان ہتھیارون کے ساتھ گورنمنٹ کی خیرخواہی و معاونت سے دریغ نہین فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھہ چکے اور اپنی اسی کتاب مین جسکی اشاعت انکا ہمیشہ روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہین کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتون سے ایک نعمت ہے۔ یہہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہہ سلطنت مسلمانون کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانون کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے اسلام کا

---

services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & welfare of your family when a favorable opportunity occurs.

کی کیجاتی تھی۔ ہمکو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور بحالی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون سنہ ۱۸۷۶ء

الراقم۔ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

* **اصل کلام** مولف یہہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سوم و چہارم سے بتلخیص نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سوم کے ابتدائی اوراق مین آپ فرماتے ہین مسلمانون پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہین فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائینگے حاجت بیان و تشریح نہین مگر اسوقت ان امرون مین سے یہہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہین کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزون نے خصوصاً ڈاکٹر ھنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہین اپنی ایک مشہور تصنیف مین اس دعوی پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیرخواہ نہین ہین اور انگریزون سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہین۔ گو یہہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنیکے بعد ہر یک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا

ہرگز یہہ اصول نہین کہ مسلمانون کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اوسکا احسان اٹھاوے اور اوسکے ظل حمایت مین بامن و آسایش رہکر اپنا مقسوم کہاوے اُسکے انعامات متواترہ سے

لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالایق حرکتین اس خیال کی تائید کرتی ہین اور شاید انہیں اتفاقی شاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بہی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبہی کبہی جاہل لوگون کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہین لیکن محقق پر یہہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور و مہجور ہین اور ایسے ہی مسلمان ہین جیسے مکلین عیسائی تہا پس ظاہر ہے کہ اُنکی یہہ ذاتی حرکات ہین نہ شرعی پابندی سے اور اُنکے مقابل پر اُن ہزارہا مسلمانون کو دیکہنا چاہیے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیرخواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہین اور کرتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو کچہہ فساد ہوا اُسمین بجز جہلا اور بدچلن لوگون کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تہا ہرگز مفسدہ مین شامل نہین ہوا بلکہ پنجاب مین بہی غریب غریب مسلمانون نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بہی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے پچاس گہوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لایق سپاہی بہم پہونچا کر سرکار مین بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑہ کر خیرخواہی دکہلائی اور جو مسلمان صاحب دولت وملک تہے انہون نے تو بڑی بڑی خدمات نمایان ادا کئے ۔ اب ہم پہر اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہ گو مسلمانون کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہین مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانون کی بدنصیبی کی وجہ سے اُن تمام وفاداریون کو نظرانداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت اُن مخلصانہ خدمات کو نہ اپنی قیاس کے صغری مین جگہہ دی اور نہ کبری مین بہرحال ہمارے بہائی مسلمانون پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُنکے وہمون سے متاثر ہونے سے پہلے مجدد طور پر اپنی خیرخواہی ظاہر کرین ۔ جس حالت مین شریعت اسلام کا یہہ واضح مسئلہ ہے جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہون اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہون اور جسکی

پرورش پاوے پھر اسی پہ عقرب کی طرح نیش چلاوے۔ اور دعا سے بھی انہوں نے اس گورنمنٹ کو

مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام
ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی
طرح شایع نہ کرکے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں
سے انکے دین کی سستی پائی جاوے اور انکی دنیا کو ناحق ضرر پہونچے۔ سواس عاجز کی دانست میں
قرین مصلحت یہہ ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی
صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقوی اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے
لئے چن لئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد و نواح میں کسیقدر شہرت
رکہتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنمیں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند
کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو اُن علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر
بھیجدیں کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط
جمع ہو جائیں تو یہہ مجموعہ خطوط جو مکتوبات علماء ھند سے موسوم ہو سکتا ہے
کسی خوشخط مطبع میں بہ صحت تمام چھپایا جاوے اور پھر دس بیس نسخے اسکے گورنمنٹ میں اور
باقی نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جاویں
یہہ سچ ہے کہ بعض معززا مسلمانوں نے ڈاکٹر ھنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے مگر یہہ
دو چار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قایم مقام نہیں ہو سکتا بلا شبہ جمہوری رد کا
ایسا اثر قوی اور پر زور ہوگا جسمیں ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے ملجائینگی اور بعض
ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائینگے اور گورنمنٹ انگلشیہ
پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور خیرخواہی اس رعیت کی کماحقہ کھل جاویگی اور بعض گستاخی
جہلاء کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کی وعظ و نصیحت کے ہوتی رہیگی۔ بالاخر
یہہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہہ حق واجب
ہے کہ بنظر اُن احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اُسکی حکومت اور آرام بخش حکمت

بہت دفعہ یاد کیا ہے اُنکی آخری دعا اُنکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسکی بیس ہزار[۲۰۰۰۰]

کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہین سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالے کے ایک نعمت سمجھین اور
مثل اور نعماء الہی کے اُسکا شکر بہی ادا کرین لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گذار ہونگے اگر
وہ اس سلطنت کو جو اُنکے حق مین خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کرین
اُنکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پُر ملالت مین تھے اور پہر کیسے امن وامان
مین آگئے پس فی الحقیقۃ یہہ سلطنت اُنکے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکہتی ہے جسکے آنے سے
سب تکلیفین اُنکی دور ہوئین اور ہر ایک قسم کے ظلم وتعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک
ناجایز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہین کہ جو ہمکو نیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسایش مین خلل ڈال سکے پس حقیقت مین خداوند کریم ورحیم نے اس
سلطنت کو مسلمانون کے لئے ایک باران رحمت بہیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پہر اس مُلک
پنجاب مین سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جسکے فوائد کا اقرار حقیقت مین خدا کے احسانون کا اقرار
ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکون سے مظلوم
مسلمان ہجرت کرکے اس ملک مین آنا بدل وجان پسند کرتے ہین۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے
ظل حمایت مین مسلمانون کی اصلاح کے لئے اور اُنکی بدعات مخلوطہ دور کرنیکے لئے وعظ ہو سکتا ہے
اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس گورنمنٹ مین جوش پیدا ہوتے ہین
اور فکر اور نظر سے اعلے درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتون سے تائید دین متین مین
تالیفات ہوکر حجت اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست مین آجکل کسی اور ملک
مین ممکن نہین۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتون کے بعد گویا صدہا سال
کے بعد یہہ موقعہ ملا کہ بے دہڑک بدعات کی آلودگیون سے اور شرک کی خرابیون سے اور مخلوق پرستی
کے فسادون سے نادان لوگون کو مطلع کرین اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کہولکر
بتلا دین کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے
بسر کرتے ہین اور فرایض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہین اور ترویج دین مین سب ملکون سے

کاپی چھپوا کر ہند اور انگلنڈ میں اُنہوں نے شایع کرنی چاہی ہے یہہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جنکی شایستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہمکو اپنے احسانات اور

زیادہ مشغول ہیں جایز ہوسکتی ہے حاشا و کلا ہرگز جایز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دلمیں لاسکتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کی وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رای ظاہر کرنے سے خایف ہیں ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے بلاد میں دم نہیں مارسکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں مونہہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رای ظاہر کرتا ہے اور یہہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کرنیکی گنجایش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اُس ملک میں کیونکر راستی پہیل سکتی ہے راستی پہیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جسمیں آزادی سے اہل حق وعظ کرسکتے ہیں۔ یہہ بھی سمجھنا چاہئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قایم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تہا اور دینی جہاد اُنہیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جنمیں واعظین کو اپنی وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تہا اور جنمیں امن کے ساتھہ وعظ ہونا قطعی محال تہا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کرکے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تہا لیکن یہ سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اِس خداداد نعمت کا قدر کریں اور اُسکے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑہاویں"۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ "تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی شکرگذاری میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت

دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دلی جوش بخشتا ہے کہ ہم اونکے دین و دنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہین تا انکی گورنمنٹ و سپینیہ ... ...

اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریون پر کیون ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی روسے ترجیح ہو اُسکو کیونکر چھپا سکتے ہین۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ مین پائی جائے الحکمۃ ضالۃ المومن۔ الخ اور یہہ بہی سمجھنا چاہئے کہ اسلام ہرگز یہہ اصول نہین ہے کہ مسلمانون کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اوسکا احسان اوٹھاوے اُسکے ظل حمایت مین باامن و آسایش رہ کر اپنا رزق مقسوم کہاوے اُسکے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پہر اوسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُسکے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھہ کرین اور منعم کا شکر بجالاوین اور جب کبھی ہمکو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آوین اور بہ طیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اُٹھاوین سو اس عاجز نے جسقدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ مین انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہین کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدون نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہین مجھکو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے سو ہمارے بعض ناسمجھہ بہائیون کی یہہ افراط ہے جسکو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جز سمجھہ بیٹھے ہین۔

اے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق
ہرزہ بدنام کنی چند نکونامے را (براہین احمدیہ)

جس طرح دنیا مین خوبصورت ہین آخرت مین بہی نورانی و منور ہون - فضل اللہ تعالی خیرهم فی الدنیا والاخرہ - اللهم اهدهم وایدهم بروح منك واجعل لهم حظا کثیرا فی دینك - الخ"

پہر ایسے شخص پر یہہ **بہتان** کہ اسکے دل مین گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اُسکی کتاب کی نسبت یہہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی **بے ایمانی** اور شرارت شیطانی نہین تو کیا ہے - **خیر خواہان** سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یاوہ گو حاسدون کی ایسی باتین ہرگز نہ سنین اور اس کتاب یا مولف کی طرف سے بدظنی کو اپنے دلون مین جگہ نہ دین - **گورنمنٹ** سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہین کہ وہ ان باتون کو مولف کی نسبت ہرگز نہ سنیگی - بلکہ جو ان باتون کو گورنمنٹ تک پہونچائیگا - اُسکو اُسکی دروغ گوئی پر سرزنش کریگی -

شاید وہ مفتری حاسد اپنے افترا کی تائید مین اس کتاب کی اُن **عبارات و بشارات** کو جنمین مولف نے اپنی یا اسلام کی فتح اور مخالفین اسلام کی ہزیمت کی خبرین دی ہین یا اپنی مشابہت مسیح علیہ السلام سے بیان کی ہے عوام مین جنکو وہ بہکانا چاہتے ہین **پیش کرین** یا کر چکے ہون - **لهذا** اس مقام مین ان عبارات و بشارات کا حل مطالب ضروری ہے تاکہ عوام ان عبارات و بشارات کے مطالب سمجہنے مین غلطی نہ کہائین اور ان مفتریون کے دہوکہ مین نہ آجائین - پس واضح ہو کہ وہ عبارات و بشارات جن سے ان مفتریون کے ہاتہہ مارنے کا گمان ہے یہہ ہین -

(۱) آیتہ بشارت فتح اسلام - جو براہین احمدیہ مین بصفحہ ۵۱۵ منقول ہے اور اس رسالہ مین بصفحہ (۱۷۳)

انا فتحنا لك فتحا مبينا

(۲) آیتہ پیشین گوئی ہزیمت مخالفین اسلام جو براہین مین بصفحہ ۸۹ ۴ موجود ہے

ام یقولون نحن جمیع منتصر سیهزم الجمع ویولون الدبر -

کہ کیا وہ کہتے ہین ہم سب بدلہ لینے والی ہین - وہ سب بہگائے جائینگے اور پیٹہ پہیر دینگے -

(۳) مولف کی یہہ کشفی پیش گوئی جو بصفحہ ۵۱۵ براہین احمدیہ منقول ہے کہ اس موقع

(الہام آیت الفتح) کے اثناء مین جبکہ یہہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا۔ بعالم کشف چند ورق ہاتھہ مین دئے گئے اور اُن پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقون کے دوسری طرف ایک تصویر دکھائی اور کہا کیا کہتی ہے تمہاری تصویر جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تہی اور سبز پوشاک تہی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہین اور تصویر کے یمین و یسار مین حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکہا تہا"

(۴) مولف کی یہہ الہامی پیش گوئی بزبان انگریزی بصفحہ ۴۸۰ کتاب براہین احمدیہ

God is coming by his army He is with you to kill enemy.	گاڈ اِز کمنگ بائی ہز آرمی - ہِی اِز وِد یُو ٹو کِل اینمی - یعنے خدا اپنا لشکر لئے آرہا ہے وہ دشمن کے مارنے کے لئے تیرے ساتہہ ہے -

(۵) آیت خطاب مولف بلفظ یا عیسیٰ جو براہین بصفحہ ۵۵۶ اور اس رسالہ مین بصفحہ (۱۷۳) منقول ہو چکی ہے -

(۶) مولف کی نسبت یہہ بشارت بصفحہ ۵۲۱ کتاب کہ "بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈہونڈینگے" -

اسی قسم کی اور آیات و بشارات بزبان عربی فارسی و انگریزی اس کتاب مین پاے جاتے ہین اور اُسکی کے مطابق اس کتاب کے معاونون اور مولف کی متعقدین کی کلام مین الفاظ نصرت و فتح مستعمل ہوے ہین - (دیکھو اشتہار طولانی جماعت معاونین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسمین لفظ فتح و نصرت موجود ہین اور بحق مولف یہہ شعر منقول ہے ۵ سب مریضون کے ہی تمہین پہ نگاہ - تم مسیحا بنو خدا کے لئے)

ولیکن اس کتاب مین ان بشارات و عبارات کے الفاظ کی تشریح و تفسیر ایسی ہو چکی ہے کہ اسمین کسی معترض کے افترا اور کسی مفسد کے اختراع کی گنجایش نہین اسمین صاف اور کہلے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فتح اسلام سے

ملکی فتح مراد نہین اور نہ ہزیمت مخالفین اسلام سے انکا میدان جنگ مین شمشیر و تفنگ سے بہاگ جانا مراد ہے بلکہ فتح اسلام سے اسکا دلایل و بیان و حجت و برہان سے غالب ہونا۔ اور ہزیمت و مغلوبیت مخالفین سے انکا بحث و دلایل سے عاجز آنا مراد ہے۔

اور مولف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کرنے سے یہہ مراد نہین ہے کہ مولف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جسکا اہل اسلام اور عیسائیون (دونو) کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد یہہ ہے کہ مولف حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہ ⁜ اور بعض اوصاف مین مماثل ہو رہو پہنچ اونکے جسمانی اور سیاست ملکی کے اوصاف مین بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت مین

اور مولف کے کپڑون سے بادشاہون کی برکت ڈہونڈنے سے یہہ مراد نہین کہ انکو ظاہری بادشاہت ہو جائیگی اور دوسرے بادشاہ موجودہ وقت خصوصاً انگریز جنکے ظل حمایت و بادشاہت مین مولف رہتا ہے انکی زیر حکومت ہو جائینگے بلکہ اس سے انکی دینی بادشاہی اور روحانی سرداری اور اخروی پیشوائی مراد ہے اس بشارت کی نظیر ہن حضرت مسیح کی وہ بشارتین ہین جو عیسائیون کے زعم مین عہد عتیق و جدید مین انکی بادشاہت و تسلط کی نسبت وارد ہین ‡۔ حالانکہ حضرت مسیح عیسائیون

⁜ یہہ تشبیہہ بعینہ ان تشبیہون کی مانند ہے جو عیسائیون کے اعتقاد مین عہد عتیق و جدید مین حضرت مسیح کے حق مین ابراہیم سے (پیدایش ۱۷-۵) آدم سے (روم ۵-۱۴) اسحاق سے (پیدا ۲۲-۱ و ۲) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پیتل سے (خر ۲۲-۲۹) پیتل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) بز غالہ سے (احبار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہین جنسے کوئی مسلمان یا عیسائی یہہ سمجھہ نہین سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم یا پیتل کا حوض یا بز غالہ وغیرہ ہے۔

‡ کہ وہ خدا کا تخت نشین ہے (مکاشفات یوحنا ۳-۲۱) وہ داؤد کے تخت پر اور اسکے ملک پر اسے لیکے ابد تک بندوبست کریگا۔ (اشعیا ۹-۷ وغیرہ) مینے تو اپنی بادشاہ کو کوہ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہے (زبور ۲-۶ وغیرہ) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو

کے اعتقاد مین دنیا کے بادشاہ نہین ہوئے اور نہ انہون نے کبہی تلوار لٹکائی اور نہ کسی پر چلائی خود حضرت مسیح نے پلاطوس کو مخاطب ہوکر فرمادیا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہین اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ مین یہودیون کے حوالہ نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہان کی نہین (یوحنا ۱۸-۳۹)۔ اب پہلو یہہ دکہانا باقی رہا کہ **مولف کے کلام** مین اُن عبارات کی اس قسم کی **تشریح وتفسیر** کہان پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہماری بیانات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجہین اور انکو نکات بعد الوقوع قرار دیکر مطلب سعدی دگرست نہ کہہ سکین لہذا ہم اس باقی کو ادا کرتے ہین اور اپنے بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سے نکالدیتے ہین

واضح ہو کہ مولف نے پیشین گوئی نمبر ۲ حصہ چہارم کتاب مین بصفحہ ۴۹۸ نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو

تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور حلامیت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑہ اور تیرا دہنا ہاتہہ تجہہ کو ہیبت کام سکہلا دیگا تیرے تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وہی بادشاہ کے دشمنون کے دل مین لگ جاتے ہین (زبور ۴۵-۳ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہائے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہین اُسکے سامنے جہکینگے ترسیس اور جزیرون کے سلاطین نذرین لاوینگے سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے گذرانینگے ان سارے بادشاہ اُسکے حضور سجدہ کرینگے (زبور ۷۲-۸ وغیرہ) تو میرے دہنے ہاتہہ بیٹہہ جبتک کہ مین تیرے دشمنون کو تیرے پانوتلے کی چوکی بنادون (زبور ۱۱۰-۳ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنون کو اپنے پانو تلے نہ لاوے ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱-قر-۱۵-۲۵) وے برہ سے لڑائی کرینگے اور برہ انپر غالب ہوگا کیونکہ وہ خداوندون کا خداوند ہے اور بادشاہون کا بادشاہ ہے (مکاشفات ۱۸-۱۴) - اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر اسوقت کی موجودہ عیسائیون

جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ **ساری جماعت** بہاگ جائیگی اور پیٹہہ پہیر لیگی اور **پیشین گوئی** نمبر ۴ کا ترجمہ بہی خود ہی اِن الفاظ سے کیا ہے - خدا تعالے دلایل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتہہ ہے -

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہین کہ فتح و ہزیمت سے مراد ان پیشگوئیون مین بحث و دلایل و جواب و سوال مین ہار جیت ہے نہ تلوار کی لڑائی مین -

اسی صفحہ مین آیۃ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کرکے حضرت مسیح سے اپنا **مشابہہ** ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے - یہہ ایت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ

> هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو انکے ہاتہہ سے **دین اسلام** جمیع آفاق اور اقطار مین پہیلجائیگا لیکن اس عاجز پر یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت و انکسار اور توکل اور ایثار اور ایات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پہل ہین اور بحدے اتحاد ‡ ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادم دین تہا اور اُسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بہی اوس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سے ہے کہ جو **سید الرسل** اور سب رسولون کا تاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہین اور اگر وہ محمود ہین تو وہ **محمد** ہے **صلے اللہ علیہ وسلم** سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے

ﷺ کی نجاتی فوج ہے جسمین جرنیل کرنیل میجر کپتان سبہی عہدہ دار فوجی موجود ہین اور حقیقت مین فوجی کوئی نہین وہ سبب اپنے روحانی مناصب کے مدعی ہین ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان نے برتے لئے تو کیا گناہ کیا اور ان بد الفاظ کے استعمال سے خیر خواہی سلطنت کی دم بہرتا ہوا کیونکر باغی ہوگیا -

‡ ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہے

مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بہی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز **روحانی** اور **معقولی طور** پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اُسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے مصدق ہین کہ مولف کو مسیح موعود ہونے کا دعوی نہین بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا ادعا ہے سو بہی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف مین بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف مین اور غلبہ اسلام سے جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

م محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ مین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب۳۱۱

غایۃ الوصلۃ ان یکون الشی عین ما ظہر ولا یعرف۔ کما رایت رسول اللہ صلعم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدہما فی الاخر فلم نر الا واحداً وہو رسول اللہ صلعم فہذہ غایۃ الوصلۃ وہو المعبر عنہ بالاتحاد۔ (فتوحات مکیہ)

مین آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز یعنیہ وہ چیز ہو جائے جسمین وہ ظاہر ہوا اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مینے خواب مین آنحضرت کو دیکہا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے مین غایب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلعم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف النبلا مین اسکی تائید مین ایک عربی رباعی نقل کی ہے جسکا مطلب

توہم واشینا بلیل مزارہ
فہم لیسعی بیننا بالتباعد
فعانقتہ حتی اتحدنا تعانقاً
فلما اتانا ما رای غیر واحد

یہہ ہے کہ ہمارے بدگو (رقیب) نے شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم مین جدائی ڈالنے مین کوشش کرنے لگا۔ پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگالیا۔ پہر وہ (رقیب) آیا تو اوسنے بجز مجہہ ایک کے کسی کو نہ دیکہا۔ پہر یہہ شعر فارسی

دلائل و براہین کا غلبہ مراد ہے نہ سیاست ملکی میں غلبہ اور بصفحہ ۵۵۶ **پیش گوئی نمبر (۵)** جسمیں مولف کا بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اے عیسیٰ میں تجہے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو انپر

یا عیسیٰ انی متوفیک ۔ الخ

جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو **حجت** اور **برہان** اور **برکات** کے رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فایق رکھونگا پہلوں میں سے بہی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بہی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت میں الفاظ حجت۔ برہان۔ برکات۔ ہمارے بیان کے صاف موید ہیں۔ اور بصفحہ **۴۹۲** اس کتاب کے ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین میں ایک **خلیفہ**

اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض۔

بنانے والے ہیں نقل کرکے کہا ہے اسجگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام میں مسلّم ہو سکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بہی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے گو یا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں

---

۴ نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بحدیست میان من و تو ＊ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو
اسکے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکہا ہے۔ رزقنا اللہ من ھذا الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ یعنے خدا تعالیٰ ہمکو بہی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے۔ اس اتحاد پر بعض اسوقت کے لوگوں نے کچہ اعتراض بہی کئے ہیں ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۲ء نمبر ۱۳ و ۱۴ میں انکے کافی جواب دئیے ہیں۔ ناظرین ان نمبروں کو دیکہیں۔

روحانی سلسلہ کے قایم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ایسے وقت مین جبکہ اس سلسلہ کا نام ونشان نہین۔

اس **عبارت** نی تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کردی اور مخالفین کی **تہمتون کی جڑہ کاٹ** ڈالی اُسکی اس جملہ نی کہ اس منصب خلافت سے (جسکا اس پیشگوئی مین مولف کو وعدہ دیا گیا ہی) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہی مراد نہین اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہوسکتی ہی بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے" صاف تصریح کردی ہی کہ مولف کو ظاہری حکومت وسلطنت اسلامی کا ہرگز دعوی نہین اور نہ وہ اس دعوی کو بحکم شریعت اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سے مخصوص ہی اور مولف قریشی نہین فارسی الاصل ہی (چنانچہ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ کتاب اسپر شاہد ہی) لو بس جہگڑا ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ مولف کی نسبت جو دعوی پولٹیکل سرداری کا (جو اسلام مین خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سے خارج ہی نہ اُسنی یہہ دعوی کیا نہ آیندہ کرسکتا ہی نہ اوسکا مذہب اس دعوی کی اجازت دیتا ہی۔

بالآخر ہم اسقدر کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اگر یہہ معاملہ **گورنمنٹ** تک پہنچتا تو یقین تہا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدون کو (جنہون نی بحق ایسے شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیکنام وخیرخواہ سرکار کا بیٹا ہی اور خود بھی سرکار کا دلی خیرخواہ وشکر گذار و دعا گو ہے اور درویشی وغربت سے زندگی بسر کرتا ہی ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگون کے دلون کو آزار پہنچایا ہی) سخت سزا دیتی۔

اور ہم یہہ بہی امید رکہتے ہین کہ گورنمنٹ ایسے خیرخواہ و وفادار خاندان کو (جسکی جان نثاری اور وفاداری کا وہ نازک وقتون مین تجربہ کر چکی ہے) کبہی نہ بہولیگی اور یوماً فیوماً اوسکی قدر ومنزلت کو بڑہائیگی

قدیان خود را بیفزا اے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

مذہبی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امرتسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تمہید

اس فریق کا انکار گو صورۃً انکار فریق دوم سے اخف ہی (کیونکہ فریق دوم مکفر ہے یہہ مکفر نہین) مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہی - اسلئے کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہی مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف براہین احمدیہ کی متعلق ہی اونکے سوا اور اولیاء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہین اور اونکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے انکار نہین - اور یہہ حضرات فریق اول معتزلہ اور نیچریہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی (ہمرنگ وحی) سے انکاری ہین - اور مولف براہین کے سواہی کسی ولی (سری سقطی - جنید بغدادی - شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہین مانتے - اسلئے انکا انکار بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے - اور اسکا جواب و تعاقب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و مقدم ہے اور اسمین نہ صرف مولف براہین احمدیہ یا اور اولیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیا کی تائید بھی اسمین متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیا) ہمارا اصلی مقصد ہے - اسلئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اسکی طرف کھینچ لیجا سکتا ہی کیونکہ دونون الہامون کا حال و اصول ایک ہی بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہرین ہین لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہین - اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے سے انکار کا بھی خوف ہے - اسیوجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہی - جس کو اولیاء کی اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو - اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہی - شاید اُسکے دل مین ایک نہ ایک دن انبیا کے علم لدنی والہام غیبی سے انکار بھی جگہ پکڑلے - تمہید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم مین آتا ہی -

الہام غیبی (بہرنگ وحی) جس سے **فریق اول** کو انکار ہے وہ الہام ہے جس کی چار صورتوں کی تشریح **براہین احمدیہ** حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۳۶ و ۲۴۷ و ۲۵۸ مین ہو چکی ہے۔ اور اوسمین کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جسمین کلام و خطاب ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ اونکے خیال مین بجز نبی کسی کو نہین ہوسکتا ۞ اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ پہر **فریق اوّل** نے اس دعوی کے مناقض یہہ بہی کہدیا ہے کہ جبکو خدا کی طرف سے کلام و الفاظ سے خطاب ہو وہ اوسکو الہام کیون کہتا ہے وحی کیون نہین بولتا۔ اور اسکے ساتھہ یہہ بھی کھدیا ہے † کہ حضرت **موسی** کی ماں کو انہین معنی کر وحی ہوئی تہی اور وحی بمعنی اعلام بکلام و ارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہین۔ اس قول مین انہون نے الہام بکلام (جبکو وہ وحی کہتے ہین اور خاصہ نبوت سمجھتے ہین) کو اورون کے لئے جایز کر دیا۔ (گو اسکا نام الہام نہین کہا) اور جس امر سے وہ انکاری تہے اسکا انہون نے خود اقرار کر لیا۔

لہذا انکے اس خیال و مقال (گو وہ مجرد دعوی بلا دلیل ہے) کے جواب مین صرف اسقدر

۞ چنانچہ سرگروہ فریق اول کے رسالہ ابطال الہام مین ہے لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجھکو یہہ آیتہ الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرتا کہ خدا نے مجھسے کلام کی اور اس آیتہ کو مجھے فرمایا ان معنون سے جایز نہین ۔۔

† چنانچہ اسی رسالہ مین ہے۔ اور اوحینا الی ام موسی مین مفسرین الہام کی معنی کرتے ہین لیکن الہام کے معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب نہین ہوتا۔ اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کئے جاوین تو منع نہین۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیا ہے نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ کئی اشخاص کے پاس فرشتے آئے اور کلامین کین اور کئی نے آوازین سنین۔ پہر اسکی تمثیل مین چند وجہ نقل کر کے کہا ہے۔ جایز ہے موسی کی ماں کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے تو ہم اوسکو صادق نہ جانینگے اسپر الہام بولنا اوسکا غلط ہے وحی کیون نہین بولتا وحی کے معنون ... [illegible]

کہنا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعویٰ یہی تہا کہ مجہے خدا تعالیٰ نے فلان فلان آیت یا فلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور مجہہ سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوا ہے جس کو فریق اول نے مان لیا۔ رہی اُسکی یہہ نزاع کہ وہ بشہادت لغت اُسکو الہام نہین کہتا وحی نام رکہتا ہی۔ سو یہہ لفظی نزاع ہی (جسکی طرف محصلین و محققین کبہی رجوع نہین کرتے) اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چہوڑ دینے اور بجائے الہام لفظ وحی استعمال کرنے سے باسانی ممکن ہی۔ وہ بجای دعویٰ الہام کلام یہہ دعویٰ کر سکتا ہی کہ خدا نے مجہے وحی بمعنے اعلام کلام سے (جو فریق اول کی نزدیک خاصہ نبوت نہین ہی) مشرف فرمایا ہی اور اسی وحی کے ذریعہ سی فلان آیۃ یا فلان کلام سی مخاطب کیا ہی۔ جسمین **فریق اول** کو (اگر وہ انصاف کرے) کسی وجہ سی مجال مقال نہین ہی اور اگر وہ انصاف سی مناظرہ کی داب سے یکسو ہو کر اب اسمین یہہ بات نکالے کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کی لئے جائز رکہتے ہین) کانون سی مسموع ہونا ضروری ہی اور مدعیان الہام کلام ملہم کے دلپر وارد ہونیکا دعویٰ کرتے ہین (چنانچہ مولف براہین احمدیہ نے پہلی تین صورتون الہام مین دلپر القا ہونیکا صریح دعویٰ کیا ہی۔ کانون سی آواز سننے کو صرف پانچوین صورت سی مخصوص کیا ہی) اور القا و واردات قلبی کو عرفاً و لغۃً یہی کلام نہین کہا جاتا پس ہمپر تسلیم الہام کلام کا الزام کیونکر صحیح ہو سکتا ہی۔ تو اگرچہ اب اُنکی یہہ بات لائق سماعت و مستحق جواب نہین کیونکہ مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہی۔ **فریق اول** کے نزدیک وحی کلام و القائی قلب مین منافات تہی تو پہلے اوسنے اس امر کی کیون نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جائز کیا تہا تو اُسمین مسموع ہونے کلام کی کیون قید نہ لگا دی۔ تاہم احقاق حق و اظہار صواب کے لئے اونکی اس بات کا جواب یہہ دیا جاوے گا۔ کہ اگر کلام ملہم کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پر القا ہو ظاہری کانون سی سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہین تو وحی غیر متلو انبیاء جسکو فرشتہ نہ لاتا تہا صرف اوسکا القا انبیاء کے قلب پر ہوتا تہا وحی نہ کہلاوے اور نہ اُسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قایل نہین۔ اور عرف بہی اس کے مخالف ہے۔ عرف عام اور عرف شرع مین بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام نفسی

اِس لحاظ سے کہ وہ تکلم مین آسکتا ہے۔ اور کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے کلام بولا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی تکلم و تلفظ عام (وسیع) ہے حقیقت لفظ مین جو کلمہ و کلام کا جز ہے لغتہً و عرفاً ماخوذ ہے* ۔ لہذا فریق اول کو ہرگز نہین پہنچتا۔ کہ وہ کلام ملہم کے (جسکا صرف القا ہوا ہو کانون سے وہ سنا ئی ندیا ہو) وحی ہونے سے انکار کرے اور اس الزام تناقض سے بچ سکے۔ اِس بیان سے

ثابت ہوا کہ جو اس **فریق** (اول) نے نفی الہام اولیاء اللہ پر **استدلال** پیش **کیا ہے اس سے اِس الہام کا ثبوت** نکلتا ہے نہ نفی اور اس استدلال کے پیش کرنے والے پر رجل قفی علی نفسہ کی مثل خوب صادق آتی ہے۔ یہہ اس فریق کے سرگروہ کی استدلال کا حال ہے۔ اب اس فریق کے عوام مصداق **ومنهم اميون لا يعلمون الكتاب الا امانی وان هم الا يظنون** کی **استدلالات**‡ اور اُن کے جوابات کو سُننا چاہیے†

بعض عوام فریق اول نفی الہام اولیاء اللہ پر یہہ **نقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ خدا تعالے نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہی (عزوجل) غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہین کرتا۔ اسکے آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ولی کو وہ اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا۔

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا ۔ الا من ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا ۔

(سورة الجن ۲۹)

---

* چنانچہ نحو کی پہلی کتاب پڑہنے والے لفظ کی تعریف مین تکلم و تلفظ کو ایسا ہی وسیع کرتے اور یہہ کہتے ہین۔ اللفظ ما يتلفظ به الانسان حقيقةً او حكماً ۔ الخ

† اور جو آپ کو غیر نبی پر نزول والہام آیات قرآن مین شبہ ہے اُسکا جواب جواب استدلال فریق ثانی کے ضمن مین عنقریب آتا ہے۔

‡ یہہ استدلالات بھی سرگروہ فریق اول کے افادات و تعلیمات سے ہین جو روزمرہ کی درس تعلیم مین

اور **بعضی** یہہ **عقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ غیر نبی کو ہر رنگ وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی و غیر نبی مین فرق نہین رہتا۔ اور نبی کی نبوت مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔

بعضی ان ہی استدلالات سے وسیع نتایج نکالتے ہین اور الہام غیبی اولیاء اللہ کے علاوہ انکے تمام **خوارق** و **کرامات** کا **بطلان** بھی ان دلایل سے استنباط کرتے ہین۔

یہہ مقالات و **استدلالات** پرانی **معتزلہ کرامیہ** وغیرہ کی ہین جو بواسطہ شیخ فریق اول اب اس گروہ کی عوام مین شایع ہوئی ہین اور انکے **جوابات** بھی پرانے **علماء اہل سنت** نے بسط و تفصیل کے ساتھہ اپنی کتب عقاید و تفاسیر مین دیدئے ہین۔ لہذا اس مقام مین ان ہی علماء کے جوابات کو حوالہ قلم کرنا کافی ہے۔ ناظرین اہل علم ان پرانی مباحث و دلایل کی نقل و اعادہ کا اعتراض ہمپر نہ کرین۔ ان ہی حضرات (فریق اول) کو (جنہون نے اس پرانے سلسلہ کو اب نئے سرے ہلایا اور اس زمانہ مین **اعتزال** کا جال پھیلایا اور اہل سنت خصوصاً اہل حدیث کو **معتزلی و نیچری*** بنانا چاہا ہے) جو کہنا ہو سو کہین۔

اپ سے سرزد ہوتی ہین کو آپ کے رسالہ مین یہہ مندرج نہین ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام استدلال و دلیل کو کیا جانین وہ اکثر تو اُمّی محض ہین اور بعض جو اردو فارسی مین لیاقت شُدبُد رکھتے ہین علوم دین سے ناواقف ہین لہذا جو کچھہ اُنکے شیخ کہتے ہین وہ اسپر بلادلیل ایمان لے آتے ہین۔ اسکی صحت و فساد کو وہ پہچان نہین سکتے۔ خصوصاً بعض نو مسلم جو مشرف باسلام ہوتے ہی قبل استحکام تعلیم عقاید اسلام حضرت کی صحبت مین فیضیاب ہوئے ہین اُنکے حال پر سخت افسوس آتا ہے کہ وہ آبائی تقلید چھوڑکر ایسے شخص کے مقلد کیون ہوگئے۔ **اللھم ارحم**

* نیچری بنانا اس مسئلہ سے بھی انکا مقصود و متصور ہے کیونکہ معجزات و خوارق سے انکار مذہب نیچری کا اصل اصول ہے۔ اس سے علاوہ بھی یہہ حضرات نیچری مسایل اپنے گروہ کے عوام و جہلا مین پھیلاتے ہین جیسا انکا یہہ مسئلہ نیچریہ کہ ”حضرت **مسیح علیہ السلام** بلا پدر پیدا نہین ہوئے“

پس واضح ہو کہ ان حضرات نے جو **نقلی استدلال** پیش کیا ہے۔ یہہ **جار اللہ زمخشری** معتزلی کا استدلال ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف مین آیتہ متمسکہ فریق اول کے

وفی ھذا ابطال الکرامات۔ لان الذین تضاف الیھم الکرامات وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسو برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب۔ (کشاف)

ذیل مین اُسنے کہا ہے کہ اس آیتہ مین کرامات اولیاء کا ابطال پایا جاتا ہے کیونکہ جن لوگونکی طرف کرامات منسوب مین وہ اگرچہ پسندیدہ ولی ہین مگر رسول نہین ہین۔ اور خدا تعالے نے اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لئے رسولون کو مخصوص کر دیا ہے۔ **اس کا جواب** علماء اہل سُنّت (کثرھم اللہ تعالے) سے امام **رازی** قاضی **بیضاوی** شاہ **عبد العزیز** دہلوی وغیرہ اکابر نے متعدد وجوہ سے دیا ہے ان سب مین سے جواب حضرت شاہ صاحب بسیط ولطیف ہے۔ لہذا اس مقام مین اُسی جواب کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ **عبد العزیز** نے **تفسیر عزیزی** مین فرمایا ہے۔ باید دانست کہ صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیتہ گفتہ وفی ھذا ابطال الکرامات الخ۔ ولیکن باوجود ادعاے دانشمندی این حرف ازو بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ این آیتہ نفی اطلاع بر غیب بوجہیکہ رفع تلبیس واشتباہ بکلی در آن حاصل شود از غیر رسولان میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جاے آنکہ کرامات دیگر را ابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخصے بر غیب چیزے دیگر ست۔ و اظہار غیب بر آن چیزے دیگر۔ واز نفی آن نفی این لازم نمی آید۔ اولیاء اللہ را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جایز و واقع ست چنانچہ در حق مادر **موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام** در سورۃ قصص منصوص ست۔ کہ انا رادوہ

اور اونکا بلا ید پیدا ہونا صریح طور پر قرآن سے ثابت نہیں جسکا فساد دکھا دا اشاعۃ السنہ جلد ۴ کے نمبر ۲ و ۳ کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔

الیک وما علوہ من المرسلین اکثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص بر غیب و اظہار غیب بر شخص نکردہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیۃ احکام شرعیہ اند کہ تکلیف بآنہا عام بر مکلفین می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی محض را مثل حضرت خضر نیز اطلاع بر ہیچ غیب حاصل نہ شود زیرا کہ در آیۃ حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول اخص از نبی ست آرے اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول ست کہ در و ہیچ یافتہ نمے شود و بعض ازیشان گفتہ اند کہ حصر بہ ملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران ست و اولیا را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس ست۔ اور **اس سے پہلے تفسیر آیۃ فلا یظہر علی غیبہ** میں غیب پر کسیکو مطلع کرنے اور اسکو غیب کی اطلاع دینے میں فرق کے بیان میں **فرمایا ہے**۔ پس مطلع نمی کند ہیچکس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ خطا بکلی در آن اطلاع حاصل شود۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع دادن کذائی ست کہ او را اظہار شخصی بر غیب توان گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطبا و کاہنان و رمالان و جفریان و فال بینان کہ علم ایشان ببعض حوادث کونیہ از راہ استدلال باسباب و علامات ظنیہ یا اخبار محتملہ الصدق و الکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وہمی می باشد نہ یقینی۔ **و اولیا را ہر چند علم الہامی یقینی** ببعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کونیہ **حاصل می شود** اما تلبیس و اشتباہ بجمیع الوجوہ ازان مرتفع نمے گردد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بر ان مستحق گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان و انعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا ایکلف عام بآن متحقق نمے شود و خود ہم در تحصیل یقین بآن و اعتماد بہ آن محتاج بشواہد کتاب و سنت کہ قسام وحی اند میشوند پس اظہار بر غیب ہیچکس را نمے دہند۔ **الا من ارتضی من رسول** مگر کسیکہ پسند می کند و آنکس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل علیہ السلام و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد صلعم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را اظہار

بر بعض از غیوب خاصه خود مطلع فرماید تا آن غیوب را بمکلفین برساند و تلبیس و اشتباه را از ان بکلی
رفع نماید تا احتمال خطا و نا راستی اصلاً پیرامون آن نگردد و عامه مکلّفین که بدیدن معجزه تصدیق
رسول بشری نموده باشند در وحی هر باره بر آن اعتماد نموده در غلط نیفتند و راه گم نکنند
و لهذا در انزال وحی احتیاط بلیغ بکار مے برد فانه یسلك یعنے پس تحقیق پروردگار من
روانه میکند من بین یدیه پیش دست آن رسول خواه ملکی باشد خواه رسول بشری
و پیش دست قوت فکریّه و قوت وهمیه و قوت خیالیه است و طبائع و اخلاق حاضر الوقت و من خلفه
یعنی و از پس پشت آن رسول خواه ملکی باشد خواه بشری و پس پشت علوم مخزونه در حافظه
اوست و عادات و اخلاق متروکه رصدا چوکیداران را از جنس ملایکه تا وقت آوردن وحی
و گرفتن آن قوّت فکریه و وهمیه و خیالیه را سبقت کردن ندهند" الخ

اس کلام بلاغت نظام مین حضرت شاہ صاحب مرحوم نے استدلال منکرین الہام
و کرامات اولیاء اللہ کا شافی جواب دیا اور بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اس آیۃ مین خدا تعالی نے اپنے
غیب پر بجز رسول کسیکو ایسے طور پر مطلع کرنے کہ اُسمین خطا و اشتباہ کا امکان نہ ہو
اور اُسکے ساتھ فرشتون کا پہرہ چوکی بھی ہو کی نفی کی ہے۔ مطلق اطلاع غیب کی غیر رسول
سے نفی نہین کی اور ایسی اطلاع غیب خدا کی طرف سے غیر رسول کے لئے جائز بلکہ واقع ہو چکی
ہے۔ چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے لئے ہوئی۔

خاکسار (اڈیٹر) کہتا ہے۔ اس مقام مین ان تمثیلات کی تشریح ضروری
ہے تاکہ عوام اہل حدیث جو فریق اول کے دام اعتزال مین پہنس رہے یا پہنسا چاہتے ہین۔
ان تمثیلات منصوصہ قرآنیہ سے واقف ہوکر ان کے دام سے رہائی پائین اور یہہ جان جائین
کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین ہے خاص کر اطلاع بحفاظت و حراست انبیاء
سے مخصوص ہے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کو غیب پر مطلع کرنے کا حال قرآن مین یون

بیان فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مادر موسیٰ کو یہہ الہام کیا (جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہونے پر

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ (القصص ع ۱)

فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا) کہ تو اسکو دودہ پلا۔ پہر جب تجہہ (اسکی مارے جانیکا) ڈر لگے تو اسے (صندوق مین بند کرکے) دریا مین ڈالدے اور (اسکے ڈوب جانے یا فرعون کے ہاتہہ سے مارے جانیکا) خوف وغم نکر ہم اسکو تیرے پاس پہر لائینگے اور اسکو پیغمبر بنائینگے۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کا حال اطلاع غیب قرآن مین یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے تو اُنہون نے کشتی کے تختے کو اوکہاڑ دیا۔ پہہ ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی گرنے والی دیوار کو کہڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلون پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اونکا سبب یون بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینون کی تہی (جنکے ذریعہ سے) وہ دریا

اما السفینۃ فکانت لمسٰکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا

مین کام کیا کرتے مین نے اسکو (اس لئے) عیب ناک کرنا چاہا (کہ) اُنکے پیچہے سے ایک (ظالم) بادشاہ آرہا تہا جو سب (اچہی) کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا اور وہ لڑکا (پیدایشی کافر تہا اور) اُسکے ماباپ مسلمان تہے۔ ہمے خوف لگا کہ وہ (بڑا ہوکر) انکو گمراہی و کفر مین ڈال دیگا۔ مین نے (اسکو قتل کرنیسے) یہہ چاہا کہ خدا انکو اسکے بدلے اس سے بہتر ستہرا اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

كنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن امري ذالك تاويل ما لم تسطع عليه صبرا۔ (الكهف ع ۱۰)

دو یتیم لڑکون کی تہی اور اسکے نیچے انکا خزانہ تہا اور انکا باپ نیک تہا خدا نے ازراہ مہربانی رہیرے اس فعل سے یہہ چاہا کہ وہ دو تو جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالین - یہہ جو کچہہ مینے کیا یا کہا اپنی راے یا اختیار سے نہین کیا یعنی یہہ خدا کا حکم اور الہام تہا۔

ایسی ہی منصوص اور صریح **ایک اور مثال** (حضرت مریم کو غیب کی اطلاع دی) قرآن مین موجود ہے جسکو شاہ صاحب نے اس مقام مین ذکر نہین کیا۔ اوسکا ذکر بمقابلہ اس نقلی استدلال # مخالفین کے اہی انسب ہے۔

خدا تعالے نے سورہ **مریم** مین فرمایا ہے - کہ ہمنے مریم کی طرف اپنی روح الامین کو

فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت اني اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لى غلام ولم يمسسنى بشر ولم اك بغيا قال كذلك قال ربك هو على هين ولنجعله اية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا۔ (مریم ع ۲)

بہیجا وہ اوسکو پورے انسان کی صورت مین دکہائی دیا اوسنے کہا مین تجہہ سے خدا کی پناہ مین آئی اگر تجہے خدا کا ڈر ہے وہ بولا مین تو خدا ہی کا رسول ہون کہ تجہہ کو ایک ستہرا لڑکا دون وہ بولی مجہے لڑکا کیونکر ہوگا مجہے کسی بشر نے جایز طور پر ہاتہہ نہیں لگایا - اور نہ مین ناجایز فعل کرنے والی ہون اوسنے کہا ایسا ہی بلا مس بشر تولد فرزند ہوگا۔ تیرا رب کہتا ہے یہہ امر بلامس بشر لڑکا دینا مجہے آسان ہے اور تا کہ مین اوسکو لوگون کے لئے ایک نشانی قدرت اور اپنی طرف سے رحمت بناؤن یہہ امر ہوا ہوا ہے۔

گو سر گروہ فریق اول کے استدلال سابق کی مقابہ مین پیش نہین کی جاسکتی کیونکہ اسمین

اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑہ یا سنکر مسلمان پیرو قرآن کو اسمین شک باقی نہین رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو (جو بالاتفاق نبی نہ تہین) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تہے۔ اور انکو رسول نہ ہونے مین تو کلام ہی نہین۔) بعض غیب باتون کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہوگیا۔ کہ اس آیۃ متمسکہ مخالفین مین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہین کسی خاص وجہہ (یا قسم کی) اطلاع غیب کی نفی مراد ہے۔ وہ وجہہ یا قسم وہ ہو جو شاہصاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہہ (یا قسم) جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلین ٭ بہرحال نفی اطلاق ہرگز مورد نفی نہین ہوسکتا۔

ان تمثیلات کی نسبت فریق دوم کا خیال و مقال

اُس کا بیان

یہہ تمثیلات منصوصہ قرآنیہ قطعیہ یقینیہ فریق دوم کے خواص اور بعض عوام پڑہتے یا سنتے ہیں

اوسنے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (اطلاع غیب پر مشتمل کیون نہ ہو) جایز رکہی ہے لہذا اُس تمثیل کا اُسی نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا مناسب ہے جسمین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ فرشتہ ہو خواہ بلا واسطہ) نفی کی گئی ہے۔

٭ اس مین اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہہ بیان کردہ شاہصاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا بالخصوصیتہ ہمکو دعویٰ نہین ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اس آیۃ مین مطلق اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہین۔ اس مطلق نفی کو چہوڑ کر اسکی مراد جو چاہو سو ٹہرالو۔ ہمکو اس سے اسمقام مین بحث نہین۔

توباوجود ادعاء پیروی قرآن و ترک تقلید این و آن ناانصافی و سخن پروری سے ان تمثیلات کے جواب مین یہہ کہہ دیتے ہین کہ انمین غیر نبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے تو یہہ پہلی امتون کے لئے ہے۔ اس امت محمدیہ کے اولیاء کہلانے والون کے لئے (جنکے الہامات سے ہمکو انکار ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تمثیلات مین یا اور کہین کہان پائی جاتی ہے۔ پہر اس امتہ کے اولیاء کو دعوی الہام غیبی کیونکر جایز ہے۔

انکے اس مقال کا مآل و ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے اپنے اوس انکار عام کو چہوڑا۔ اور یہہ مان لیا کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین۔ غیر نبی کو بعض صورتون سے اطلاع غیب دیجاتی ہے۔ مگر یہہ شرف و منصب پہلی ہی امتون کو حاصل تہا۔ یہہ امتہ (محمدیہ مرحومہ) اس شرف و فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امتہ مین صحابہ سے لیکر اسوقت کے اولیاء تک کوئی اُس شرف و منصب (جو مادر موسیٰ یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام کو عطا ہوا تہا) لایق و اہل نہین گذرا۔

ہر چند انکا یہہ خیال و مقال اس قابل نہ تہا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب قلم مین لاتے کیونکہ اسمین پرلے سرے کی خفت اور اس امتہ مرحومہ کے اولیاء و اصفیا (صحابہ و تابعین وغیرہ ایمہ دین) کی اہانت پائی جاتی ہے مگر چونکہ انکا یہہ خیال و مقال پہلے سے عوام فریق اول مین شایع ہوکر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطراراً اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

بعد تسلیم اس امر کے کہ خدا تعالیٰ بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیر نبی کو بہی دیتا ہے اور یہہ امر پہلی امتون مین بشہادت قرآن پایا گیا ہے۔ اس امتہ مرحومہ کے لئے اس شرف کے حصول پر ہمارے پاس کوئی خاص نص قرآن یا حدیث نہ بہی ہو تو ہمکو حصول اس شرف کے ثابت کرنے کے لئے ایک یہ آیتہ جسمین اس مرحومہ امتہ کو خیر امم

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس (آل عمران ع ۱۲)

عن بہز عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ ۔ ھذا حدیث حسن

(جامع ترمذی صفحہ ۴۸۹)

گیا ہے اور ایک وہ **حدیث** جو اس آیت کی تفسیر ہے اور اسمین یہ تصریح ہے کہ تم نے (امی امت محمدیہ) ستر امتون کو پورا کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کی نزدیک بہتر اور بہت باعزت ہو **کافی دلیل** ہے و **مع ہذا** بالفعل ہم ایک خاص **روایت حدیث** حصول اس شرف کے ثبوت مین پیش کرتے ہین منکرین مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس مدعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کرینگے تو ہم اس قسم کی بیسیون روایات کُتب حدیث سے اور پیش کرینگے ۔ انشاء اللہ تعالے

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ ایک دن آپ

المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عُمر یخطب یوم الجمعۃ اذ ترک الخطبۃ و نادی یاساریۃ الجبل مرتین او ثلثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لمجنون ترک خطبتہ و نادی یاساریۃ الجبل فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وکان ینبسط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس علیک مقالا بینما انت فی خطبتک اذ نادیت یاساریۃ الجبل ھذا قال واللہ ما ملکت ذلک

مسجد نبوی مین منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ اثناء خطبہ مین آپ نے یہہ الفاظ فرمائے "**یاساریۃ الجبل**" یعنی اے ساریہ (یہہ ایک امیر لشکر ہے جسکو آپ نے سپہ سالار کرکے نہاوند[1] مین بھیجا تھا۔ اور وہ میدان جنگ مین بے موقعہ کھڑا ہوا تھا اور اُسکا یہہ بے موقعہ کھڑا ہونا خدا تعالی نے حضرت عُمر کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تھا) پہاڑ کو پس پشت لے ۔ لوگ آپ کے یہہ الفاظ سنکر متعجب و معترض ہوئے ۔ تو بعد نماز حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ سے

[1] نہاوند کوہستان جنوبی ہمدان مین ایک شہر کا نام ہے ۔ قاموس

حین رأیت ساریۃ واصحابہ یقاتلون عند جبل یؤتون من بین ایدیھم ومن خلفھم فلم املک ان قلت یا ساریۃ الجبل لیلحقوا بالجبل فلم تمض الایام حتی جاء رسول ساریۃ بکتابہ ان القوم لقونا یوم الجمعۃ فقاتلنا ھم من حین صلینا الصبح الی ان حضرت الجمعۃ وذر حاجب الشمس فسمعنا صوت منادیا ینادی الجبل مرتین فلحقنا بالجبل فلم نزل قاھرین لعدونا حتی ھزمھم اللہ تعالی۔

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا مین نے ساریہ اور اسکے ساتھہ والون کو ایک پہاڑ کے پاس ایسے موقعہ پر گہرے ہوے دیکھا کہ اون کے آگے پیچھے دونون طرف سے دشمن آرہے تھے جسمین اُنکی شکست کا خوف تہا تو مین یہہ بات کہنے سے رک نہ سکا۔ پہر بہت دن نہ گذرے کہ ساریہ کا قاصد اوسکا خط لیکر پہنچا جسمین یہہ لکہا تہا کہ صبح سے جمعہ کے وقت تک ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا اور میدان ہاتھہ نہ آتا تہا کہ ناگاہ ہمنے دو دفعہ یہہ پکار سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے اِس ہمنے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن کا یکسو ہوکر مقابلہ کیا تو خدا نے دشمن کو بہگا دیا۔

ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ

اس حدیث کو امام بیہقی وحافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت مین لالکائی نے شرح السنت مین دیر عاقولی نے اپنے فوائد مین ابن الاعرابی نے کرامات الاولیاء مین خطیب بغدادی نے رواۃ مالک مین محب طبری وابن مردویہ ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی تصنیفوں مین روایت کیا ہے۔ اور انکا [illegible] مین

اخرج البیھقی وابو نعیم فی دلائل النبوۃ واللالکائی فی شرح السنۃ والدیر عاقولی فی فوائدہ وابن الاعرابی فی کرامات الاولیاء والخطیب فی رواۃ مالک عن نافع عن ابن عمر قال وجہ عمر جیشا وامر علیھم

رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب جعل ینادی یاساریۃ الجبل ثلثاً الحدیث قال ابن حجر فی الاصابۃ اسناد قصۃ ساریۃ حسن۔ (تاریخ الخلفاء صـ۸۶)

و متکلمین (متقدمین و متاخرین) نے طبقۃً بعد طبقۃً اپنی تصانیف مین (جیسے صاحب مشکوۃ نے مشکوۃ مین حافظ ابن حجر نے اصابہ مین امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین) نقل کرکے اس سے استشہاد اور اسپر اعتماد کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصابہ مین اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مین ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالی کا غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے جنہون نے اتنی دور سے صف جنگ کا معاینہ کرلیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور اُنکے ساتھ والون کو جنہون نے اتنی غیبوبت سے حضرت عُمر فاروق کی آواز کو سن لیا۔

اب اس سے بڑہکر اس امۃ مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت و دلیل اور کیسی پکار رہے ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت مین کسیکو کب مجال انکار ہے اب تو فریق اول کا اپنے خیال سے دست بردار ہونا ہی شرط انصاف و علامت اتباع قران و حدیث ہے مگر افسوس فریق اوّل کے بعض ناانصاف اس حدیث کو ٹہکر یا سنکر بہی اپنے خیال سے دست بردار نہین ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت مین کچہہ نہ کچہہ (جیسے خواہ نہ بنے) کہہ بیٹہتے ہین۔

اس کے ثبوت مین تو وہ یہہ کلام کرتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے†

† یہہ دعوے ہمنے اس فریق کے خواص سے نہین سنا۔ اور ان کے رسالہ ابطال الہام

اور **دلالت** مین یہہ **کلام** کہ اس مین صرف صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے غیر صحابہ (پچھلے اولیاء) کے الہامات و اطلاع مغیبات کا اس مین کہان ثبوت ہے۔

انکی اس کلام (دوم) کا ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بہی مانا۔ اور اس سے انکار کو بہی چہوڑ دیا اب ہمکو صرف ان سے پچھلے اولیاء کے الہامات و اطلاع مغیبات سے انکار ہے اور اسیکا ثبوت بکار۔

انکے **دعوی ضعف** حدیث **کا جواب** تو ہمارے بیان سابق مین آچکا ہے کہ یہہ حدیث حسن ہے ضعیف نہین ہے اور شاید یہہ حضرات بہی (اگر انمین کچہہ سمجہہ وانصاف ہے) اس جواب کو دیکہکر پہر اس ضعف کا نام نہ لین۔

اور **دعوی خصوصیت صحابہ کا جواب** مولف براہین احمدیہ نے خود اپنی کتاب کے حصہ چہارم مین بصفحہ ۵۴۵ دیدیا ہے جسکا ماحصل﹡ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچہلے

مین دیکہا صرف اون کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہے کہ ہمنے اپنی وعظ مین اس حدیث کو ثبوت کرامات اولیاء اللہ مین پیش کیا تہا تو ایک نومسلم نے (جو سمر گروہ فریق اول کا دست گرفتہ ہے) یہہ کہدیا تہا کہ "یہہ حدیث ضعیف ہے" اندنون بہی ایک نومسلم نے (کہ وہ بہی ان حضرت کا مقلد و گرویدہ ہے) یہہ دعوی کیا ہے۔ ہر چند یہہ دعاوی بڑے حضرت کی تعلیمات وافادات سے ہین ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانین مگر جبتک حضرت اعلی برملا خود یہہ دعوی زبان پر یا قلم میں نہ لاوین اور اسکی ثبوت مین کسی محدث یا امام جرح و تعدیل کا قول پیش نہ کرین ہم اس دعوی کی طرف زیادہ التفات نہین کرتے اور عامیوں سے خطاب مناسب نہین سمجہتے۔ حضرت اعلی خود مدعی ضعف حدیث ہین تو مرد میدان نہین پہر سے اسکا جواب سنین بیچارہ نومسلم جاہلون کے کانون مین ایسی باتین پہونک دینا اور انپر دین کو مشتبہہ کرنا مردانگی کی بات نہین ہے۔

﹡ اصل کلام مولف یہہ ہے "نبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا تقاضا یہی تہا کہ جو غیر نبی ہے اس کے

پچھلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی جلد دوم مین موجود ہے ان کتابون کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہو کہ یہہ شرف (الہام غیبی) صحابہ کے بعد بھی اولیاء امت محمدیہ صلعم کو بطور وراثت عطا ہوتا چلا آیا ہے -

---

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہوجائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنی مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہوجاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اوسکا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جاینگے اور امت محمدیہ صلعم مین محدثیت کا منصب اسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہوچکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے“ براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶

اور ظاہر ہے کہ صحابہ سے پچھلے اکابر کے حالات کے لئے اسی قسم کا ثبوت کافی ہے یہہ ضروری نہین ہے کہ پچھلے اکابر کے حالات و واقعات کو بھی قرآن و حدیث ہی سے نکالے

اور اگر یہہ حضرات دایرہ ثبوت و دلایل کو تنگ کرین۔ اور پچھلے اولیاء کے حالات کا ثبوت قرآن و حدیث ہی سے طلب کرین اور یہہ کہین کہ کس آیة یا حدیث مین آیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی و مجدد الف ثانی کو فلان فلان الہام غیبی ہوا ہے تو مین نہین جانتا کہ کوئی عاقل (ہندو ہو خواہ مسلمان یہودی ہو خواہ نصرانی برہمو ہو خواہ آریہ) انکے اس سوال کو مستحق جواب قرار دے۔ لہذا مناسب ہے کہ یہہ حضرات ایسا سوال کرنے سے شرماوین اور اہل اسلام پر اقوام غیر کو نہ ہنساوین۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ تمثیلات ثلثہ قرآنیہ جنمین غیر نبی کا بعض مغیبات پر خدا تعالی کی طرف سے مطلع ہونا پایا جاتا ہے بلا مزاحمت ثابت ہین۔ اور ان تمثیلات کے نسبت فریق اول کا یہہ خیال کہ وہ پہلی امتون سے مخصوص ہین یا یہہ عذر کہ اس امة محمدیہ یا خاص کر صحابہ سے پچھلے اولیاء کی اطلاع غیب پر اسلام مین کوئی شہادت پائی نہین جاتی صحیح نہین۔ اور ان تمثیلات اور انکی نظایر سے جو امة محمدیہ مین پائی جاتی ہین یقیناً و قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ آیة متمسک فریق اول مین غیر رسول کے لئے اطلاع غیب کی نفی مطلقاً ہرگز مراد نہین اور استدلال نقلی فریق اول اس آیة سے بتقلید جار اللہ زمخشری معتزلی باطل ہے۔

استدلال عقلی (عوام فریق اول) بھی معتزلہ ہی کا استدلال ہے جو انہون نے عموماً (الہام وغیرہ) کرامات اولیاء کی نفی مین پیش کیا ہے اور وہ کتب کلامیہ (شرح مواقف شرح عقاید۔ شرح فقہ اکبر۔ تمہید سالمی وغیرہ) مین منقول ہے۔ اور اسکا جواب بھی ان کتب مین موجود ہے۔ ہم اس مقام مین

ان کتابون کی اصل عبارات معہ حاصل مطالب جو اس استدلال کے علاوہ فریق اول کے اور وساوس وخیالات کے جواب پر بہی مشتمل ہین نقل کرتے ہین۔

شرح مواقف مین لکہا ہی مقصد نہم اس بیان مین ہے کہ کرامات اولیاء

المقصد التاسع فی کرامات الاولیاء

وانها جائزة واقعة. اما جوازها علی اصولنا فهو ان وجود الممکنات مستند الی قدرته الشاملة ولا یجب غرض فی افعاله ولا شک ان الکرامة امر ممکن اذ لیس یلزم من فرض وقوعها محال واما وقوعها فلقصة مریم حیث حبلت بلا ذکر ووجد الرزق عندها بلا سبب وتساقط علیها الرطب من النخلة الیابسة وجعل هذه الامور معجزة لزکریا او ارهاصا للنبوة عیسی صلوة الله علیهما مما لا یقدم علیه منصف وقصة آصف وقصة اصحاب الکهف وشیء منها لم یکن معجزا لفقد شرطه ومن انکر الکرامة احتج بانها لا تتمیز عن المعجزة فلا تکون المعجزة دالة علی النبوة وینسد باب اثباتها والجواب انها تتمیز بالتحدی مع ادعاء النبوة فی المعجزة وعدمه

(جنمین الہام غیبی بہی داخل ہے) جایز (ممکن) اور واقع ہین۔ اسکا جواز تو ہمارے (اہلسنت کے) ان اصول سے ثابت ہے کہ جو امر ممکن ہو خدا اسپر قادر ہے اور خدا کے کسی فعل مین اسکی ذاتی غرض ضروری نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ کرامت امر ممکن ہے کیونکہ اسکا وقوع فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہین آتا ہے اور اسکا وقوع حضرت مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہوگئی اور اُسکے پاس رزق غیبی پہنچا اور خشک درخت خرما سے اُسپر کہجورین گرائی گئین* ثابت ہے۔ ان امور کو حضرت زکریا کا معجزہ یا نبوت عیسی علیہ السلام کے لئے انتظار (یا پیشگی معجزہ) قرار دینا ایسا امر ہے کہ کوئی منصف اسپر متوجہ نہین ہوسکتا اور قصہ آصف اور قصہ اصحاب کہف سے بہی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے معجزہ کوئی نہ تہا۔ کیونکہ معجزہ کی شرط

* سرگروہ فریق اول کے بعض دست گرفتہ لوگون سے ہمنے یہی سنا ہی یہ لوگ اسکے جواب کو جو اس مقام مین اسکے صفحہ (۲۱۶) سے بغور پڑہین۔

التحدی مع ذالك الادعاء فی الكرامة
(شرح مواقف ص...)

(جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسمین پائی نہین گئی - جو لوگ کرامات کے منکر ہین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ کرامتہ معجزہ کی مثل واقع ہو تو اسمین اور معجزہ مین فرق نہین ہو سکتا اس صورت مین معجزہ دلیل نبوّت نہین رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ معجزہ اور کرامتہ مین فرق یہہ ہے کہ معجزہ مین دعوی نبوت کے ساتھہ مقابلہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہہ امر کرامت مین نہین ہوتا یعنی اسمین ولی اپنی نبوت کا دعوی کرکے بالمقابلہ کرامتہ نہین دکہاتا اور نہ اُسکا معارضہ چاہتا ہے -

اور **شرح عقاید نسفی** مین ان تمثیلات وقوع کرامتہ کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا پانی پر چلنا اور ہوا مین اڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور جمادات کا کلام کرنا اور حضرت عُمر فاروق کا صف جنگ ساریہ کو غیب سے مشاہدہ کرنا اور حضرت خالد کا زہر کہانے سے ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریاء نیل کا جاری ہونا وغیرہ نقل کرکے انکی مقابلہ مین اس استدلال معتزلہ کو نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ہاتہہ پہ کرامت کا

لما استدلت المعتزلة المنكرة لكرامة الاولياء بانه لو جاز ظهور خوارق العادات من الاولياء لاشتبه بالمعجزة ولم يتميز النبی من غير النبی اشار الى الجواب ويكون ذلك الظهور اى ظهور الخوارق من الولى الذى هو من احاد الامة معجزة للرسول الذى ظهرت هذه الكرامة لواحد من امته لانه يظهر بها ان تلك الكرامة انه ولى ولن يكون

ظاہر ہونا اسکے پیشوا نبی کا معجزہ ہے انہی کرامتہ سے اسکا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہی کیونکہ ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا اقرار کرے اور اگر یہہ ولی خود اپنی نبوت کا دعوی کرے تو یہہ ولی ہو ہی نہین سکتا اور نہ اُس کے ہاتہہ پہ کرامت ظاہر ہو سکتی ہے -

حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت جو ہو وہ نبی کا معجزہ ہے خود اس سے صادر ہو

محققاً فی دیانتہ ودیانتہ الاقرار بالقلب واللسان برسالتہ رسولہ مع الطاعتہ لہ فی اوامرہ ونواھیہ حتی لو ادعی ھذا الولی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعتہ لہ لم یکن ولیاً ولم یظھر ذلک علی یدہ - والحاصل ان الخارق للعادۃ ھو بالنسبتہ الی النبی معجزۃ سواء ظھر من قبلہ او من قبل احاد امتہ - وبالنسبتہ الی امتہ کرامتہ لخلوہ عن دعوی نبوۃ من ظھر ذلک من قبلہ

(شرح عقاید)

خواہ اُسکی امت سے اور وہی امر امتہ کی نسبت کرامتہ ہے معجزہ اسلیئے نہیں کہ جس سے وہ سرزد ہوتا ہے اُسکیطرف سے اپنی نبوت کا دعوی پایا نہین جاتا -

اسکے بعد شرح عقاید مین معجزہ اور کرامتہ مین وجوہ فرق بیان کی ہین ہمنے بنظر اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجوہ فرق کا بیان اور کتب خصوصاً شرح فقہ اکبر کی عبارات مین اچھے طور پر ہوا ہے - پوری عبارت شرح عقاید کو نقل نہین کیا -

یہی جواب تمہید ابو شکور سالمی مین معتزلہ کی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحتہ ھذا ھو ان الکرامتہ لو لا یجوز اثباتھا للاولیاء فلا یجوز اثباتھا للانبیاء لان النبی قبل الوحی وقبل ظھور النبوۃ یکون ولیاء عند الناس وان کان نبیاً عند اللہ ویجوز اثبات الکرامتہ لہ قبل ظھور نبوتہ کما کان لنبینا علیہ السلام وکان لابراھیم وموسی وعیسی وغیرہم من الانبیاء علیھم السلام فقبل الوحی والنبوۃ یسمی عند الناس ولیاً فلو لا یجوز

پھر اسکے معارضہ ومقابلہ مین مذہب اہلسنت پر یہہ استدلال قایم کیا ہے کہ اگر اولیا کے لئے اثبات کرامتہ جایز نہ ہو تو نبی کے لئے بھی کرامات کا اثبات جایز نہ ہوگا - کیونکہ نبی دعوی نبوت سے پہلے لوگون مین ولی ہی کہلاتا ہے اور قبل نبوت اسکی کرامات کا ظاہر ہونا ممکن ہے چنانچہ آنحضرت وحضرت ابراہیم وحضرت موسی وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہین - پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جایز

اثبات الکرامۃ للولی فلا یجوز اثباتہ للنبی قبل الوحی فلیکن فیہ نفی الکرامۃ عن النبی صلعم وھو محال۔ الی ان قال قبل الدعوی لا یجب الفرق بین النبی والولی عند الناس ولا یجب الایمان قبل الدعوی واذا ادعی فلا تبقی شبھۃ فلا یلزم (تمہید سالمی)

نہو تو قبل از وحی نبی کے لئے بھی جایز نہ ہوگا۔ اسمیں آنحضرت کی کرامات کا قبل از وحی سرزد نہ ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے یہہ کہکر فرمایا ہے کہ قبل دعوی نبوت نبی اور ولی مین فرق ضروری نہین اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوت ایمان لانا واجب ہے اور جب دعوی نبوت ہوگا تو اس سے خود شبہہ جاتا رہیگا۔ پس کرامت کا معجزہ مین شبہہ ڈالنا ثابت نہ ہوا۔

ملا علی قاری نے **شرح فقہ اکبر** مین تمثیلات منقولہ سابق نقل کرکے کہا ہے

ثم ظاھر کلام الامام الاعظم فی ھذا المقام موافق لما علیہ جمھور العلماء الاعلام من ان کل ما جاز ان تکون کرامۃ لولی لا فارق بینھما الا التحدی خلافا للقشیری ومن تبعہ کابن السبکی حیث قال الا نحو ولد دون والد وقلب جماد بھیمۃ فلا تکون کرامۃ ھذا۔ والکتاب والسنۃ ینطق بظھور الکرامۃ من مریم وصاحب سلیمان۔ واما ما قیل من ان الاول ارھاص لنبوۃ عیسی علیہ السلام او معجزۃ لزکریا والثانی معجزہ لسلیمان علیہ السلام فمدفوع بان الاسدعی

معجزہ النبی جاز ان تکون کرامۃ

کہ ظاہر کلام امام اعظم رح اس مقام (فقہ اکبر) مین جمہور علماء کے موافق ہے کہ جو امر خارق عادت بطور معجزہ نبی کے لئے جایز ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے جایز ہے۔ معجزہ اور کرامت مین بجز تحدی کوئی فرق نہین ہے۔ اسمین امام قشیری اور اُسکے متبع ابن السبکی کو اختلاف ہے وہ کہتے ہین اس قسم کی کرامتہ کہ "بدون باپ بیٹا تولد ہو یا پتھر کا جانور بن جائے" ولی سے سرزد نہین ہوسکتی اس قسم کے سواء اور کرامات کا سرزد ہونا جایز ہے اور قران وحدیث ظہور کرامات (اولیاء) حضرت مریم

الاجواز الخوارق لبعض الصالحين
غير مقرون بدعوى النبوة ولا يضرنا
تسميته ارهاصا او معجزة لنبي هو من امته
سابقا او لاحقا وسياق القصة والا لما
سأل عن الكيفية والحاصل ان الامر
الخارق للعادة فهو بالنسبة الى النبي
معجزة سواء ظهر من قبله او من قبل امته
لدلالته على صدق نبوته ورسالته فبهذا
الاعتبار جعل معجزة له والا فحقيقة المعجزة
ان تكون مقارنة للتحدي على يد المدعي
وبالنسبة الى الولي كرامة لما ان ذكر
خوارق اعداء الله (فرعون ودجال)
وقال انما قضاء حاجات لا كرامات
ثم قال واعلم ان ظهور خوارق العادة
بطريق الموافقة على يد المتأله جائز دون
المتنبي لان ظهوره على يد المتنبي
يوجب انسداد باب معرفة النبي واما
ظهوره على يد المتأله لا يوجب انسداد
باب معرفة الله لان كل عاقل يعرف
ان المدعي المشتمل على دلالات الحدوث
بسمات القصور لا يكون الها وان

اور آصف سے صاف ناطق ہیں۔ ان کرامات
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے (کرامت
حضرت مریم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تھا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری کرامت
(آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تھا۔ اسکا
جواب+ یہہ ہے کہ ہمکو تو صرف یہہ دعوی ہے
کہ امر خارق عادت جسکے ساتھہ دعوی نبوت
نہو نبی کے سوا اور صالحین سے سرزد
ہونا جایز و ممکن ہے اسکو کوئی ارہاص یا
معجزہ اُس نبی کا جسکی امتہ سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہو خواہ پچھلا) سکہے
تو ہمارے دعوی کو اس سے کچھہ نقصان
نہیں پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بہ بیان)
سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ظہور خوارق
مریم یا آصف کسیکی نبوت کا دعوی نہیں
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم بہی نہیں تہا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پوچھتے۔ حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقمیں معجزہ ہے اُس سے ظاہر
ہو خواہ اُسکی امتہ سے۔ کیونکہ وہ نبوت

+ دیکھو نوٹ صفحہ ۲۱۲۔

مرادئی منہ الف خارق للعادۃ - (شرح فقہ اکبر) نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت مین تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتھہ دعوی نبوّت اور تحدی (طلب معارضہ) مقرون ہو - اور یہی امر خلاف عادت ولی کے حق مین کرامت ہے اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعدار دین (فرعون و دجّال وغیرہ) کو ذکر کیا اور انمین اور معجزات انبیا مین یہہ فرق بتایا کہ خوارق اعدار دین کو کرامتہ نہین کہا جاتا - ان لوگون کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - جس سے مقصود ان لوگون کی اہانت و عقوبت ہے پہر فرمایا کہ یہہ جان رکہو کہ اعدار دین سے جو مدعی الوہیت ہو اسکے ہاتہہ سے ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا جایز ہے نہ اُس شخص کے ہاتہہ سے جو خود بخود نبی بن بیٹھے یہہ اسلئے کہ ناحق مدعی نبوت کے ہاتہہ پر ایسے امور ظاہر ہون تو سچے نبی کی نبوت کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اُسمین اور جہوٹے نبی کے امر خارق عادت مین فرق معلوم نہین ہوتا - اور مدعی ابوہیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا تعالے کی الوہیت کی پہچان کا دروازہ بند نہین ہوتا - کیونکہ جہوٹے مدعی الوہیت کا جہوٹ اسکے حال سے کہ وہ حادث (نو پیدا) ہے اور اسمین علامات نقصان و عجز (کہانا پینا جگہ کا محتاج ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہین ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ مین آوے۔

ان تقریرات و عبارات مین عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فواید ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا اسکی اور کرامات وہبی الہام انبیار اور ان کے اور معجزات مین شبہہ انداز نہین ہین - بلکہ اور موید اور منکرون کے لئے تازہ شواہد و نظایر ہین - خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اُن کو اپنے نبی کی نبوت کی تایید و شہادت مین پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اُسکے نظایر دکہائے اور بصد زبان یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کی متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

اور اسی کے کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے۔*

مقالات و استدلالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (لودھیانہ کے مکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ نے اپنے آپ کو بہت سی آیات قرآن کا (جو حضرت محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب مین وارد ہین اور آز انجملہ گیارہ آیات بذیل وجہ انکار فریق دوم بصفحہ ۳۷ منقول ہو چکی ہین) مخاطب و مورد نزول ٹھہرایا ہے۔ اور ان کمالات کا جو انبیا سے مخصوص ہین (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اُٹھایا جانا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو در پردہ نبوت کا دعویٰ ہے

اسکے جواب دو ہین۔ اول یہہ کہ **مولف** براہین احمدیہ **نے** ہرگز یہہ دعویٰ **نہین کیا** کہ قرآن مین ان آیات کا مورد نزول و مخاطب مین ہون اور جو کچھہ قرآن یا پہلی کتابون مین **محمد رسول اللہ صلعم و عیسیٰ و ابراھیم و آدم علیہم السلام کے خطاب** مین خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے اور نہ **یہہ دعویٰ** کیا ہے کہ جو خصوصیات و کمالات اُن انبیاء مین پائی جاتی ہین۔ وہ مجھہ مین پائی جاتی ہین۔ **کلا واللہ ثم باللہ ثم تاللہ** اس کتاب مین یا خارجاً مولف نے یہہ دعاوی نہین کئے۔ اور ان کو **کامل یقین**

---

* اسکی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۴۸۸ و صفحہ ۴۹۹ و صفحہ ۵۲۱ و صفحہ ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ مین لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھہ کر خلاف واقع سوء ظن سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابون مین ان آیات مین مخاطب و مراد وھی انبیا ہین جنکی طرف انمین خطاب ہے اوران کمالات کے محل وھی حضرات ہین جنکو خدا تعالے نے ان کمال کا محل ٹھرایا ہے۔

اپنے اوپر اون آیات کے الہام یا نزول کے دعوی سے ان کی مراد (جسکو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے اختراع نہین کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالے نے قرآن یا پہلی کتابون مین انبیا علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ (یا آیات) سے دوبارہ مجھے بہی شرف خطاب بخشتا ہے پر بیسے خطاب مین ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہین جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابون سے کچھہ مغایرت اور کسیقدر مناسبت رکھتے ہین اور وہ معانی ان معانی کے اظلال وآثار ہین۔

تمثیلات

آیۃ نمبر ا (منجملہ آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن مین وہ یہی سمجھتے ہین کہ یہہ آیۃ انحضرت کے خطاب مین ہے اور اسمین آنحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے انکو ملہم و مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہین اور اپنے اتباع سے اتباع آنحضرت صلعم مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۴ کتاب اُن الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تمسے بہی محبت کرے۔

یہی اتباع محمدی وہ اپنے اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چہپوا کر

اور آیۃ نمبر ۲ کے قرآن ہین تو وہ یہہ معنی سمجھتے ہین کہ اسمین قرآن مجید کی نسبت مشرکین کے قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیون (مکہ اور طایف) مین سے کسی سردار آدمی پر کیون نہ اُترا اور جب یہی ان الفاظ سے خدا نے اونکو ملہم و مخاطب فرمایا تو (انہین نہ قرآن ہین) امر منزل سے وہ اپنے الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہین یہی وجہ ہے کہ انکے الفاظ مین لفظ منزل کے بعد لفظ قرآن واقع نہین ہوا جیسا کہ قرآن کی آیۃ مین ہے اور اسکے مطابق آیات پیش کردہ فریق ثانی کے ضمن مین نقل ہوا) اور دو شہرون سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدھانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگروہ فریق اول و ثانی) مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۴ ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان لفظون سے کرتے ہین" اور کہینگے کہ کیون نہین یہہ (انکا الہام) اُترا کسی عالم و فاضل پر اور شہرون مین سے" الخ۔

اور آیۃ نمبر ۵ کے قرآن ہین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ وہ آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوئی ہے اور اسمین آپ سے پہلے رسولون کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جسمین آپ کی رسالت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ (باقی آیندہ)

ہندوانگلنڈ مین انہون نے شایع کرنی چاہئے) ۸ اسطر مین مراد رکھتے ہین۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہین دیکھتے وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ "اُسکے (یعنی مولف کے) قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے" سے بھی مولف کا دعوی نبوت نکالتے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ مولف کس چال مین اپنی پیروی کو موجب نجات اور اسکے خلاف کو موجب بُعد کہتا ہے وہی آنحضرت کی چال جسپر چلنے کا مولف کو دعوی ہے یا اسکی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترضین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پہلے ۳ سطر ۱۲ کے ان الفاظ کو کہ مولف کو محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل ۔

اشاعۃ السنّہ نمبر (۸) جلد (۷)

مضامین عیسیٰ

مشیر قیصر کے مناظرات کی نسبت فیصلہ کا بقیہ

(امر سوم متنازعہ فیہ) جناب اڈیٹر صاحب اخبار مشیر قیصر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۸ مورخہ ۸ - جنوری ۱۸۸۳ء مین یہہ دعوی کیا ہے کہ یہہ جو توبہ نامہ اسی پرچہ شیر مین طبع ہوا ہی اور ہندوستان مین بذریعہ اشتہارات و اخبارات شہرت پا رہا ہے حقیقت مین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے اسکو مکہ معظمہ مین لکھا ہے اور دلیل یہہ ہے کہ اکثر حجاج کے خطوط و بیانات اسکے مصدق ہین -

اسطرف ابو سعید محمد حسین صاحب فاضل لاہوری اس توبہ نامہ کو جعلی تبلاتے ہین، اور بیان و خطوط حجاج کا یہہ جواب دیتے ہین کہ جنہون نے یہہ جعل بنایا یا بنانے مین انکے شریک رہے ہی اسکے مصدق ہین یہہ لوگ مولانا ممدوح کے دشمن مخالف بلکہ مدعی ہین انکی شہادت مولانا ممدوح کے حق مین ناجائز ہے دشمن ہونیکے وجوہات فاضل ممدوح نے اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین طول و طویل لکھے ہین جو قرین قیاس معلوم ہوتے ہین -

فاضل ممدوح جعلی ہونے توبہ نامہ اور نامعتبری بیان و خطوط مصدقین توبہ نامہ پر بہت سے دلایل پیش کرتے ہین منجملہ انکے (۱) بہت سے عالم مہاجر حاجی متقی پرہیزگار اس توبہ نامہ اور بیان مصدقین توبہ نامہ کی تکذیب کرتے ہین (۲) جعلی توبہ نامہ کے مصدقین کا باہم اختلاف پانچ امور مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین ثابت کرتے ہین (۳) توبہ نامہ کی کارروائی کو خلاف قانون عدالت و خلاف رابطہ یگانگت برٹش گورنمنٹ و دولت عثمانیہ ثابت کیا ہے - (۴) ان کارروائیون کا خلاف عقل ہونا ثابت کیا ہے - (۵) توبہ نامہ کے الفاظ خلاف قواعد عربی ثابت کئے ہین جنسے کسی اہل علم کا لکھا ہوا

توبہ نامہ ثابت نہین ہوتا - (۶) توبہ نامہ کا مضمون بے معنی و خلاف مقصود ہے جسکو زور و شور سے ثابت کیا ہی - (۷) توبہ نامہ پر کسی عدالت کی مُہر یا حاکم کے دستخط نہین ہین (۸) توبہ نامہ مخالف ہے اُس روبکار پاشا مکہ معظمہ کے جسپر پاشا موصوف کی مُہر ہے جسکا فوٹوگراف ہندوستان مین منگایا گیا جو کبھی غلط نہین ہوسکتا ہے (۹) مخالفین سے اصل توبہ نامہ یا اُسکے فوٹوگراف کا مطالبہ فرمایا ہے اور درصورت آجانیکے نصف خرچ اسکا فاضل ممدوح نے اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنے شیخ سید محمد نذیر حسین صاحب کے حامی و ناصر ہونے سے انکار کیا ہی - (۱۰) جنکی نسبت توبہ نامہ کا لکھنا بیان کیا ہی (یعنے سید محمد نذیر حسین صاحب) وہ اس توبہ نامہ کے لکھنے سے مطلق انکار کرتے ہین -

اب ہم دلایل فریقین پر نظر کرتے ہین

اڈیٹر صاحب کی دلیل بسبب اختلاف بیان راویون اور مخالف و دشمن ہونے سے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے قابل تسلیم نہین - کیونکہ مخالف کی گواہی نامعتبر ہے اسیطرح فاضل ممدوح کی دلیل اول بہی اسی علت سے قابل قبول نہین -

تنبیہ

اس بیان مین ایک فریق گواہان واقعہ) غلط گو ہے - جائے عبرت ہے و محل حیرت ہی کہ یہہ معاملہ اقوام غیر سنتے ہونگے کہ خاص اپنے متبرک و مقدس معبد مکہ معظمہ مین ایسے ایسے فاضل و عالم جہوٹہہ بولین تو مسلمانون کی دیانت و ایمانداری کو یہہ کیسا سمجہتے ہونگے اگر اب بہی مسلمان نہ سمجہین تو اونکو خدا سمجہاوے -

آمدم برسر مطلب رہی فاضل ممدوح کی **نو دلایل** وہ حقیقت مین مدلل و مبرہن ہین کہ اُنکا جواب نہ تو اڈیٹر صاحب نے دیا اور نہ کسی اونکے معاون نے دیا اور نہ ہمارے خیال مین آتا ہے حقیقت مین یہہ دلایل لاجواب قابل قبول ہین اگر ہم اُن کو نہ مانین تو ہمسا نا انصاف و متعصب کون ہوگا -

انمین آخر تین دلایل بہت ہی **قوی** ہین جنمین کسی طرح کا شبہ و احتمال نہین آسکتا ہے -

دلیل ہشتم مین اختلاف روبکار مکہ معظمہ اور توبہ نامہ مین جو بیان ہوا ہی بہت صحیح ہی روبکار اس توبہ نامہ کو صاف رد کر رہا ہے مضمون روبکار حاکم مکہ معظمہ جو بنام حاکم مدینہ منورہ لکہا تہا یہہ ہے۔

"مولوی محمد نذیر حسین صاحب کے ہموطنون نے اُنپر تہمت اعتزال لگائی تہی جسکے بعد تحقیقات وہ بری نکلی"۔ اگر مولانا ممدوح نے توبہ کی ہوتی یا توبہ نامہ لکہا ہوتا تو یہہ مضمون روبکار کا ہرگز نہ ہوتا بلکہ یہہ لکہا ہوتا کہ انہون نے اپنی وہابیت یا اپنے اعتزال سے توبہ کی اُن پہ مواخذہ نہ ہو۔

دلیل نہم اس سے زیادہ قوی ہے اگر توبہ نامہ کا کچہہ بہی وجود ہوتا تو اڈیٹر صاحب یا اُنکے ساعدین وانصار ضرور اصل یا اُسکی فوٹوگراف کو منگواتے اور شایع کرتے جیساکہ روبکار پاشا مکہ کرمہ کا فوٹوگراف اہل حدیث نے شایع کیا ہے۔

دلیل دہم سب سے زیادہ واضح ہے۔ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب زندہ ہندوستان مین موجود ہین جو صاف اس توبہ نامہ سے انکار ولاعلمی ظاہر کر رہے ہین۔

افسوس صد ہزار افسوس اُن مسلمانون پر ہے جنہون نے خاص مکہ معظمہ (جہان تمام دنیا کے مسلمان اپنے گناہون سے توبہ کرنے اور خیرات وحسنات کرنے آتے ہین) مین یہہ جعل بنایا اور جہوٹہا توبہ نامہ لکہا کر ایک اتنے بزرگ پہ تہمت لگائی نہ خدا سے خوف کیا نہ دنیا مین کاذب کہلانے سے عار آئی۔ اور اُنسے زیادہ افسوس اُن سادہ لوح بزرگوارون پہ جنہون نے باوجود دیکہنے روبکار پاشا مکہ معظمہ و دیگر دلایل مکذب توبہ نامہ کے بہی اس جعلی توبہ نامہ کو صحیح تصور کیا اور ابتک اسی پہ اڑے چلے جاتے ہین خدا انکو عقل و انصاف دیوے۔ آمین

امر چہارم متنازعہ فیہ

اڈیٹر صاحب اخبار **مشیر قیصر** اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری مین فاضل ممدوح کو علماء حرم محترم و سلطان روم کا **توہین** کرنیوالا قرار دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ انہون نے علماء حرم اور حاکم کو کہلا کہلا مشرک اور کافر اور ظالم قرار دیدیا۔

ادہر فاضل ممدوح فرماتے ہین کہ ہم اور تمام اہل حدیث اس مقدس مشہد اور مطہر معبد

(مکہ مکرمہ) کی توہین کو کفر سمجھتے ہین اور اُسکی تعظیم کو جزو ایمان جانتے ہین اور خود سلطان روم کی تعریف کرتے ہین اور مخالفین (اڈیٹر مشیر قیصر اور اُنکے ہم خیال) کی نسبت فرماتے ہین کہ یہہ اہل مکہ کو رشوت لینے اور ظالمانہ کارروائی کرنیکا اتہام لگاتے ہین جس سے خود حکام مکہ کی توہین لازم آتی ہے -

اڈیٹر صاحب کے دعوی کی دلیلون مین سے فاضل ممدوح کا ایک فقرہ ہے جس سے اڈیٹر صاحب نے توہین استنباط کی ہے ہم معہ اسکے اگلے پچھلے فقرات کے یہان لکھتے ہین تا کہ معلوم ہو کہ فاضل ممدوح کا اُس سے کیا مقصود ہے اور اُن سے کیا سمجھا جاتا ہے -

واضح ہو کہ فاضل ممدوح نے اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۶ کے صفحہ ۲۳۳ مین ایک مضمون اخبارون کے اڈیٹرون کی نصیحت مین لکھا تھا کہ وہ مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کیا کرین - اسکے ضمن مین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب (جنکی نسبت اخبارون نے لکھا تھا کہ وہ مکہ مین پکڑے گئے اُنکو زدوکوب ہوئی وغیرہ) کے معاملہ کا ذکر کیا اور جو سلطنت روم وحاکم مکہ پر اڈیٹرون نے اتہام لگائے لکھکر نتیجہ مین صفحہ ۲۴۰ کی یہہ عبارت ارقام فرمائی " کیا جب عامہ اہل حدیث ان اخبارون کو پڑہکر یہہ یقین کرینگے کہ اُنکے مقتدا و پیشوا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے اہل مکہ نے یہہ سلوک کیا ہے جو ان حضرات خیر خواہان مذہب حنفی نے بیان کیا ہے تو وہ اہل مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل یا مروانیون کی مثل یا یزیدیون کی مانند قرار نہ دینگے - اور کعبہ شریف کے حج کو اس جور و تعدی ورفع امن کے سبب اپنے ذمہ سے ساقط سمجھکر اس فرض اتفاقی کو ترک نہ کرینگے - اور جب وہ مذہب اہل حدیث کی نسبت ان حضرات کے یہہ الفاظ سنینگے کہ یہہ مذہب جدید ہے یا **محمد بن عبد الوہاب** کی تجدید ہے تو اسکے مقابلہ مین وہ چارون مذاہب اور چارون مصلون کو محدث وبدعت قرار نہ دینگے - اور جب وہ اپنے اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخبارون مین پڑہینگے تو وہ ازراہ حمیت جاہلیت حضرت امام ابو حنیفہ اور اُنکے تلامذہ کو (خدا اُنکو اپنی رحمت مین ڈہانک لے) صلواتین تو تبرے نہ سنائینگے - اس جانب سے یہہ باتین وقوع مین نہ بھی آئین تو کیا جانب ثانی (حنفیہ) جنکی خاطر یہہ مضامین اُن اخبارون مین درج ہوتے ہین اس جم غفیر کلمہ گویون کو

(جنکی تعداد ان ہی اخبارون مین اسّی لاکھہ تبلائی گئی ہی) دایرہ اسلام سی خارج اور معاہد
ومشاہد اسلام سے علیحدہ نہ کرینگے - اور درپے انکے قتل وایذا کے نہونگے - اور یہہ امور
خواہ کسی جانب سی واقع ہون ترقی قومی کسے مزاحم ومانع نہین ہونگے - اور موجب خلل نظام عام
وامن کافہ انام (جو اصول سلطنت کے بہی مخالف ہے) قرار نہ پاینگے"

اس عبارت مین اڈیٹرون کی خوفناک کارروائی کے نتایج تبلائے گئے ہین کہ اہل حدیث
ان اخبارون کو پڑہہ کر حنفیہ ومذاہب اربعہ کے دشمن ہونگے اور حنفیہ اہل حدیث کے - اگر اس سے
توہین مانی جاوی تو ہر دو فریق کی توہین ہوئی جس سی خود ہی فاضل ممدوح کا دایرہ اسلام سی
خارج ہونا لازم آویگا اور یہہ ظاہر ہے کہ کوئی ادنی فہم والا اپنی اور اپنے مذہبون کی توہین
اپنے منہہ سے نہین کرتا ہی فاضل ممدوح کیونکر کرینگے - **اڈیٹر صاحب** کو یہہ خیال
نہ آیا کہ ہم لوگون کی کارروائی کے بیان کرنے سی جب فاضل ممدوح سلطان روم وغیرہ
کی توہین کرنیوالی ہوگئی تو ہم لوگون کا کیا حال ہوگا جنکی تحریرات کا یہہ نتیجہ ہے -

انہین **اڈیٹرون** کے بیانات کے سچ ہونیکی شرط پر فاضل ممدوح صفحہ ۲۳ مین
یہہ فرماتے ہین "اگر یہہ حالات وفضایل سچ ہین تو تم سن لوگی کہ ایک نہ ایک دن حاجیونکی
حفظ امن کیلئے خاص مکہ شریفہ مین بہی انگریزی کانسل (جیسا کہ جدہ مین ہی) متعین
ہوگا اور سلطان روم کی بدانتظامی شہرہ پاکر اسکا رہا سہا رعب بہی روم کی راہ لیگا"
فاضل ممدوح کی اس بیان سی بہی کوئی توہین سلطان روم کی نہین پائی جاتی اگر ہے
تو انکی بدانتظامی کی ہی وہ بہی اڈیٹرون کی جانب سی جنہون نی سلطنت روم کی بدانتظامی
کی شہرت کی ہی اور سچ پوچہو تو اڈیٹر کیا اس سلطنت کی بدانتظامی کا دنیا مین کون قایل
نہین ہی اگر بدانتظامی نہ ہوتی تو انکی سلطنت شاہان غیر کیون تقسیم کرلیتی اسی سال صدہا
حجاج حج سی اسی بدانتظامی کی وجہ سی محروم رہی جس بدانتظامی کی تمام اخبارون مین
پکار تہی - خود اخبار **مشیر قیصر** مین بہی بہت اس **بدانتظامی کی شکایت**
چہپی ہی - اور حق پوچہو تو بدانتظامی بہی بادشاہون مین کچہہ تعجبات سے نہین ہی - اکثر
سلاطین وشاہان حتی کہ بعض خلفاء کے وقت مین بہی کبہی کبہی بدانتظامیان ہوگئی ہین

اگر کانسل انگریزی کا سلطنت روم مین متعین ہوتا تو مین تصور کیجاوی تو جدہ مین کانسل مقرر ہونے سے پیشتر ہی توہین ہو چکی اور مکہ معظمہ مین تو نایب کانسل (ڈاکٹر عبد الرزاق) اب بھی موجود ہے پس اس سے توہین استنباط کرنا عجب ہے

اڈیٹر صاحب نے ایک دلیل توہین سلطان روم کی اپنی اخبار مطبوعہ ۲۴ مئی مین یہہ پیش کی ہر کہ "فاضل ممدوح نے جو بحث خلافت کی فرمائی اور سلطان روم کو خلیفہ کھنا ازروے شرع شریف ناجایز ثابت کیا یہہ سب غصہ وہی ہر کہ انکے مرشد مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب سے حرم شریف مین مواخذہ ہوا اور نہ کچھہ ضرورت بحث خلافت کی نہ تھی بلکہ یہہ بحث بے محل ہے" مگر ہماری سمجھہ مین یہہ وجہ جو اڈیٹر صاحب اس بحث کی فرماتے ہین؎ مطلق نہین آتی ہر کیونکہ فاضل ممدوح اس مواخذہ (قید حوالات زد و کوب وغیرہ) کا مطلق انکار کرتے ہین اور اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۶ کے صفحہ ۲۳۱ کی آٹھوین سطر مین صاف فرماتے ہین "کوئی دانا اور خیرخواہ سلطنت روم ایسا خیال نہین کرسکتا کہ پاشا مکہ نے ایسی معزز رعایا اور خیرخواہ برٹش گورنمنٹ سے ایسی سخت و ناجایز مزاحمت کی ہو" اور قیاس مین بھی یہہ نہین آتا ہر کہ محض بعض حضرات کی چغلی کھانے سے (کہ مولوی نذیر حسین صاحب وہابی ہین) مواخذہ ہو حالانکہ مولانا موصوف کو ہمیشہ وہابیت سے انکار ہر۔ اور جو اصل وہابی نجدی مدعی بوہابیت و خارجی و شیعہ ہین وہ بلا روک ٹوک حج کرین پس عقلاً بھی اُن یا اونکے حاشیون کی تکذیب ہوتی ہر۔ پس جب پاشا مکہ کی نسبت اس زیادتی و مواخذہ کا فاضل ممدوح انکار کرتے ہین تو سلطان روم سے کیون غصہ ہو کر اُن کی توہین کرینگے۔ اڈیٹر صاحب خود ہی مواخذہ کے مدعی ہین اور خود ہی اس مواخذہ پر فاضل ممدوح کا غصہ آنا تجویز فرماتے ہین مگر ان باتون کا کچھہ ثبوت نہین ہر۔ ہمارے نزدیک اس بحث خلافت کی اسوقت بہت بڑی ضرورت ہے۔ جسکے بڑے فواید ہین۔

ضرورت بحث خلافت

اسوقت گورنمنٹ انگلشیہ کو مسلمانون کے دشمنون نے مسلمانون کی طرف سے بدگمان کرنیکو طرح بطرح کے بے اصل خیالات دلائے ہین۔ خصوصاً مسئلہ جہاد سے گورنمنٹ کو

؎ یعنی پاشا مکہ کا غصہ ہے

ڈر رہے ہین اور مہدی کے اشتہارات جہاد ان تہمات کو اب بہی جاری ہین اور مسٹر بلنٹ کے فیوچر آف اسلام کا ترجمہ اردو زبان مین جسمین بحث خلافت بہی ہے اور اڈیٹرون (جیسے نیر اعظم مظہر العجایب وغیرہ) وخیر خواہان اسلام نی (جیسے سید اکبر حسین صاحب منصف علیگڈہ جنہون نے اخبار مشیر قیصر نمبر ۳ جلد ۸ مطبوعہ ۱۹ فروری ۱۸۸۲ء مین بحث خلافت ضمناً کی ہے) بہی اس بحث کو چہیڑا ہے۔ تو اب اس سے بڑہکر مسئلہ خلافت کے صحیح معنی بتلانی کا اور کونسا وقت آویگا۔ خصوصاً اشاعۃ السنہ (جو مذہبی رسالہ ہے اور دینی و دنیوی اصلاحین مسلمانونکی کرنا اپنا فرض سمجہتا ہے اور یہی اسکا کام ہے) کو خاموش رہنا کب زیبا ہے۔

اس ایک مسئلہ خلافت کے بیان سے بڑی انتفافوایدہین

(۱) برٹش گورنمنٹ کا مسلمانون پر اطمینان و بہروسہ رکہنا۔ جس سے صدہا پولٹیکل فواید متصور ہین۔ (۲) مسلمانون کو برٹش کا زیادہ مطیع بنانا اسکے فواید بہی واقفان معاملات پولٹیکل پر مخفی نہین ہین۔ (۳) مہدی کے اشتہارات کا ہندوستان مین بے اثر کردینا جسکے فواید رعایای ہند (مسلمان واہل ہنود دونو) و گورنمنٹ کو بے شمار ہین (۴) مسلمان اڈیٹران اخبار (جیسے اڈیٹر مشیر قیصر) کو اصل مسئلہ خلافت کا معلوم ہوجانا تاکہ اپنا فرض منصبی (امن و اتفاق وغیرہ) بخوبی ادا کرسکین ایسے خوفناک مسایل (جیسے سلطان روم کا شرعی خلیفہ اسلام قرار دینا جس سے مخالفت برٹش گورنمنٹ کے ہوجانیکا احتمال ہے) ناواقفی سے نہ دہر گہسیٹین جسکا نتیجہ حکام ورعایا برٹش دونو کے حق مین مضر ہو (۵) مسٹر بلنٹ (جو ترقی وبہی خواہ اسلام ہین اور بہبودی اسلام کے کام کرنے مین ساعی ہین) کی مخالفت سے لوگون کو باز رکہنا جس سے اتفاق اہل اسلام و ترقی اسلام کی تدابیر (جیسے حیدرآباد مین علم عربی کا مدرسہ قایم کرنا وغیرہ) مین رخنہ اندازی نہ ہونی پاوے انہین سے ہر ایک فایدہ مین اور بہی بے شمار فواید ہین جو ناظرین کو غور و تامل کرنی سے خود ظاہر ہوجاوینگے پس اڈیٹر صاحب کا اس بحث خلافت کو بے محل قرار دینا بیجا و بے محل ہے۔ پہر اس بحث سے سلطان روم واہل مکہ کی توہین فاضل ممدوح سے کیونکر ہوسکتی ہے۔ ایک دلیل اڈیٹر صاحب

کی توہین سلطان کی نسبت یہہ بہی ہے کہ فاضل ممدوح نے سلاطین عثمانیہ کا نسب نامہ جو لکہا اسکا کوئی تحمل نہ تہا اسمین عثمان اول کی نسبت لکہا ہے "یہہ شخص صحرا ارمینیہ کا رہنے والا تہا" مین کہتا ہون جبکہ خلیفہ کا قریش ہونا شرط ہے تو سلطان روم (جنکی خلافت کی بحث درپیش ہے) کا قریش نہ ہونا بغیر نسب نامہ لکہے ہوے کیونکر ثابت ہوتا کیا عام اڈیٹرون کی طرح فاضل ممدوح بہی بلا دلیل دعوی کو چہوڑ دیتے اور جبکہ اکثر ناواقفون کو سلطنت عثمانیہ سے حضرت خلیفہ ثالث کے نام کا اشتباہ ہوتا ہے تو اس عثمان ترک کا ذکر کیون نہ کرتے - اور اگر تاریخ نظم الممالک سے عثمان اول کا صحرا ارمینیہ کا باشندہ ہونیکو نقل کیا تو اسمین کیا توہین ہوئی خود اڈیٹر صاحب اسی ۲۷ - مئی کے اخبار مین فرماتے ہین "کوئی بادشاہ ایسا نہین کہ ابتدای دنیا سے اوسکے خاندان مین سلطنت رہی ہو یہی کیفیت تمام خاندانون کی ہے" پہر جب یہہ حال ہے تو سلطان کی توہین اس سے کیونکر ہوئی - اگر نسب نامہ کسی تواریخ سے بضرورت نقل کرنا توہین خیال کیا جاوے - تو خود اڈیٹر صاحب نے بہی اسی توہین کو اپنے اخبار مین نقل فرمایا اڈیٹر صاحب اس الزام سے کب بری ہوسکتے ہین اور مورخون پر تو اڈیٹر صاحب کی طرف سے یہہ ایسا جرم لگایا گیا کہ کوئی بیچارہ نہین بچ سکتا - بلکہ ہر مورخ بقول اڈیٹر صاحب گالیان کہانیکا مستحق ہے کیونکہ اڈیٹر صاحب نے جو گالیان فاضل ممدوح کو دین تو بقول اڈیٹر صاحب بعوض اسی توہین سلطان روم (جو بزعم اڈیٹر صاحب فاضل ممدوح سے سرزد ہوئی) چنانچہ اپنے ۲۷ - مئی کی اخبار مین گالیان دینے کا بہی عذر کیا ہے - اور نسب نامہ لکہنا خود توہین قرار دے چکے ہین - پس اگر ہر مورخ کو ہر شخص گالیان دینے کا مستحق نہین ہے تو جس مورخ نے جنکا نسب نامہ لکہا ہوگا وہ تو بہرحال بقول اڈیٹر صاحب گالیان دے سکتا ہے پس دعوی اڈیٹر صاحب کا بالکل بے اصل ثابت ہوا اب دعوی **فاضل ممدوح** کا کہ "ہم اور تمام اہل حدیث مکہ معظمہ کی **توہین** کو **کفر** سمجہتے ہین" بسبب نقل کرنے اس مضمون کی آیات و احادیث کے اشاعۃ السنہ کے صفحہ ۹۰۳ مین **قابل قبول** ہے - اور قیاس بہی یہی چاہتا ہے کہ جبکہ یہہ لوگ اہل حدیث ہین تو خلاف حدیث مکہ معظمہ کی توہین کب جایز سمجہتے ہونگے اور فاضل ممدوح نے سلطان روم کی تعریف اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۵ کے صفحہ ۲۹۴ مین اس طرح کی ہے - سلطنت روم ہمارا فخر ہے اور سلطان روم

ہماری عزت کیونکہ سلطنت اسلامی سلطنت ہے اور سلطان ایک اسلامی بادشاہ"۔ اور جو فاضل ممدوح نے اپنے مخالفین کی نسبت فرمایا کہ انہوں نے اہل مکہ کو سرکش اور ظالم قرار دیا ہے جس سے توہین اہل مکہ لازم آتی ہے" اگرچہ یہہ امر واقعی ہے کیونکہ اخبار مشیر قیصر و نور الانوار و مظہر العجایب وغیرہ میں مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب پر ظلم کرنا اور اونکا روپیہ دیکر رہائی پانا لکھا ہے جس سے توہین حکام مکہ لازم آتی ہے مگر یہہ توہین اہل مکہ ان لوگوں سے بہ نیت صادر نہیں ہوئی اور جب تک توہین قصداً نکیجاوے توہین نہیں ہوسکتی ہے بلکہ ان لوگوں نے اہل حدیث کی ضد میں بلا تحقیق باتیں بغیر سمجھے سوچے لکھ ماریں غور کرتے تو کبھی یہہ باتیں نہ لکھتے لہذا ہمارے نزدیک یہہ لوگ بھی توہین اہل مکہ سے بری نہیں۔

اس بحث کے متعلق ضروری مسایل

مسئلہ توہین مکہ معظمہ کفر ہے۔ مسئلہ اہل مکہ سے ظلم زیادتی وغیرہ کیا یہ دوسرے ملک والوں کی طرح صادر ہونا ممکن ہے۔ مسئلہ اہل مکہ بھی گناہ کے کرنیسے دوسرے ملک والوں کیطرح گنہگار ہوتے ہیں۔ مسئلہ حدود و قصاص اہل مکہ پر بھی دوسرے ملک والوں کی طرح جاری ہوتے ہیں۔ مسئلہ اہل مکہ کی توہین کرنا مکہ کی توہین نہیں ہے بلکہ اور ملک کے ساکنین کی طرح ہے۔ مسئلہ اہل مکہ و اہل مدینہ سے محبت رکھنا بسبب اونکے تقوی شعاری و دینداری و ہموطنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتر ہے مگر جو اُنمیں فاسق و فاجر جھوٹے ظالم رہزن بدعتی ہیں اُنسے دشمنی رکھنا بھی جز و ایمان ہے حب للہ و بغض للہ کے یہہ معنی ہیں۔ مسئلہ خوشامد سے جھوٹی تعریفیں کرنا اہل مکہ یا سلطان روم کی ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اوروں کی۔

امر ششم متنازعہ فیہ

فاضل لاہوری نے اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۹ میں دعوی کیا ہے کہ اڈیٹر صاحب مشیر قیصر نے اپنے اخبار نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۸۸۶ء میں ہمکو ایک درجن گالیاں دیں۔ اور اڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار نمبر ۱۲ جلد ۸ میں فرمایا کہ ہم دعوی کرتے ہیں کہ اگر لاہوری صاحب

ایک دشنام بھی ہماری پرچہ مین نکال دین تو ہم ایک ہزار روپیہ دیتے ہین۔
اب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ فاضل ممدوح کا دعوے صحیح ہے یا اڈیٹر صاحب کا گالیان دینی سے انکار صحیح ہے۔

فاضل ممدوح نے اپنے دعوی کے ثبوت مین اُسی اخبار سے بجاے بارہ گالیان کے پندرہ بقید صفحہ سطر ایک نقشہ مرتب کر کے اپنے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ مین طبع فرمایا۔ اور طرفہ یہہ کہ اڈیٹر صاحب نے جس اخبار مشیر مین گالیون سے انکار کیا تھا اوسمین بھی تیرہ گالیان اور موجود تھین جنکی دوسری فہرست لکھ کر فاضل ممدوح نے جتلادی۔

فاضل ممدوح نے ان دشنامون کی دشنام ہونے پر تین دلیلین پیش کی ہیں اول دلیل مین خود اڈیٹر صاحب کو منصف بنا کر فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ انکو دشنام مانتے ہین۔ تو فیصلہ ہو گیا ورنہ ہمکو اجازت دیجئے کہ یہہ الفاظ ہم آپ کے حق مین لکھا کرین۔ دلیل دوم مین فرماتے ہین بشہادت شریعت یا عرف یا قانون جنکو آپ مستند سمجھین عدالت مین ان الفاظ کی تحقیق ہو جاوے۔

دلیل سوم آپنے اخبار مشیر قیصر نمبر ۱۶ جلد ۸ مطبوعہ ۱۵۔ اپریل ۱۸۸۴ء مین اخبار میرٹھ کے الفاظ (جو ان دشنامی الفاظ سے کم اور بعض مساوی ہین) کو گالیان قرار دیا اور اُسکے اڈیٹر کو تہذیب و شرافت سے علیحدہ کیا پھر آپ کی الفاظ جو ان الفاظ سے بڑہے ہوے ہین کیونکہ دشنام قرار نہ پائینگی" ۷

اڈیٹر صاحب نے جواب مین الفاظ ہٹ دہرمی۔ خلاف دیانت۔ آپکے انصاف و ایمانداری کو دیکھو جس سے بے انصافی و بے ایمانی مراد ہے۔ فی قلوبھم مرض۔ الخ جو کافرون کے شان مین وارد ہے۔ شامت اعمال۔ کفر پہانکنا۔ خرافات کو گالی نہین مانا۔ اور دوسرے الفاظ گالیون سے سکوت فرمایا۔ اور دلیل اول کے دوسرے فقرہ کا جواب نہ دیا۔ لیکن جبکہ اڈیٹر صاحب کے نزدیک یہہ الفاظ گالیان نہین ہین تو اڈیٹر صاحب کی طرف سے ایسے الفاظ لکھنے کی اڈیٹر صاحب کے شان مین سب کو اجازت ہے گو فاضل ممدوح اپنی تہذیب و شائستگی سے ایسے الفاظ اڈیٹر صاحب کی شان مین تحریر نفرماوین مگر دوسرے لوگ خصوصاً اڈیٹر ان اخبار

تو اب کہل کہلینگے اڈیٹر صاحب کو مضامین لکہنا مشکل پڑ جائیگا۔

فاضل ممدوح کی دوسری و تیسری دلیل کے جواب سے اڈیٹر صاحب قاصر ہین۔ ہمارے نزدیک یہہ الفاظ بیشک خلاف تہذیب ہین اڈیٹر صاحب ایسی الفاظ بلکہ اُن سے کچہہ نرم الفاظ کو بمقابلہ اخبار میرٹہہ گالیان قرار دیچکے ہین پس باعتراف اڈیٹر صاحب یہہ الفاظ گالیان ہین۔ معلوم نہین کہ اڈیٹر صاحب کس درجہ کی نازک طبع وسلطان وقت ہین کہ اپنی ناک پر مکہی بہی بیٹہنے نہین دیتے انکی نسبت کسی نے آدہی بات بہی کہی کہ توہین ہوئی شرافت و تہذیب سے علیحدہ ہوا۔ مگر یہہ جسکی نسبت جو چاہین بلا تامل لکہہ ڈالین نہ علماء کی شان کا خیال کرین نہ بزرگان دین کا لحاظ فرماوین۔

اڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار مطبوعہ ۸ جنوری ۱۸۸۴ء کے صفحہ ۴ کے دوسرے کالم مین اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۶ کی نسبت فرمایا ہے کہ یہہ رسالہ سب وشتم سے بہرا ہے۔ اس امر کے ثبوت مین اڈیٹر صاحب نے اُس رسالہ مین سے ایک بہی لفظ دشنام کا نہ نکالا باوجودیکہ فاضل ممدوح نے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ کی صفحہ ۴۵ کے نوٹ پر انعام کا وعدہ بہی کیا تہا مگر آپنے بجاے اوس رسالہ کی اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۷ سے لفظ ہٹ دہرمی کا نکالا مگر دعوی اڈیٹر صاحب کا اُسوقت صحیح ہوتا جبکہ جس رسالہ کو سب وشتم سے بہرا ہوا فرمایا تہا اسمین ایک لفظ بہی نکالتے۔ جہان سے اس لفظ کو اڈیٹر صاحب نے بطور الزامی جواب نقل کیا ہے اوس جگہ یہہ لفظ فاضل ممدوح نے ایسی موقعہ پر لکہا ہے کہ ہرگز اسکو کوئی دشنام نہین کہہ سکتا کیونکہ کوئی شخص خاص اسکا مخاطب نہین ہے فاضل ممدوح نے ایسی لوگون کو جو قران وحدیث کے مطالب (جیسے مضمون ترقی معکوس مسلمانون کی خوفناک حالت وغیرہ) سے ضد و انکار کرتے ہین ہٹ دہرم فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہین "جو لوگ اسکے بعض مضامین کو اس روش مصلحت کی مخالف سمجہتے ہین یہہ انکی نافہمی یا ہٹ دہرمی ہے"۔ پس اس جگہ پر لفظ ہٹ دہرمی کو کون گالی کہہ سکتا ہے۔ قران وحدیث کا منکر کافر شرک کرنیوالا مشرک بدعت کرنیوالا بدعتی حق کو نہ ماننے والا ہٹ دہرم کہلاتا ہے مگر جب تک کسیکو مخاطب کرکے (جیسے کہ اڈیٹر مشیر نے فاضل ممدوح کو مخاطب ٹہرایا) کافر بدعتی فاسق ہٹ دہرم نہ کہے گالی کیونکر۔

ہو سکتی ہی پس یہہ لفظ ہٹ دہرمی کا ہرگز اڈیٹر صاحب کے الفاظ کی مساوی نہین ہی جسپر اڈیٹر صاحب ناحق اسکو الزامی جواب سمجھکر اپنے زور قلم پر ناز کرتے ہین یہہ تو کمال درجہ کا ضعف قلم ہے - خلاصہ یہہ کہ خلاف تہذیب الفاظ کا اڈیٹر صاحب کی تحریرات مین باعتراف اڈیٹر صاحب ہونا ثابت ہے جو ایک لایق اڈیٹر صاحب سے صادر ہونا نہایت معیوب ہی اور اُس پر عذرات اڈیٹر صاحب کے جو خلاف اور بے اصل ہین قابل سماعت کے نہین -

امر ششم متنازع فیہہ

فاضل ممدوح **سلطان** روم کو مسلمانان ہند کا ایسا **خلیفہ** جو احادیث مین وارد ہوا ہی **نہین** تسلیم کرتے - یہہ امر حقیقت مین متفق علیہ ہی دونون صاحبون مین کچھہ تنازعہ نہین ہی حال اسکا یہہ ہی کہ فاضل ممدوح نے اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۶ و نمبر ۱ جلد ۷ مین دعوی کیا ہی کہ سلطان کو شرعی خلیفہ ماننے سے احادیث مانع ہین کیونکہ علاوہ دیگر شروط خلافت کے ایک شرط قریش کا ہونا ہی جو بالاتفاق سلطان روم مین پایا نہین جاتا -

احادیث جنمین قریش کی شرط ہی کتب احادیث سے نقل کی ہین اور شرح مواقف و شرح صحیح مسلم نووی و عون الباری شرح صحیح بخاری کی عبارتین توافق رای پر نقل کرکے صفحہ ۲۸۰ مین لکھا ہی "اس بیان سے (جسکا خلاف کسی چہوٹی یا بڑی اسلامی کتاب مین نہ پاؤگے) صاف ثابت ہی کہ باتفاق مسلمانان ہند (شیعہ سنی اہل حدیث اہل تقلید حنفی شافعی وغیرہ جنکے سوا ملک ہند مین کسیکا نام و نشان نہین) امام یا خلیفہ وقت کا قریش ہونا شرط خلافت ہے" پس فاضل ممدوح اُسی خلافت سے جو احادیث مین وارد ہی بحق سلطان روم منکر ہین پس کوئی اگر اپنے محاورہ مین سلطان روم یا اور کسی نواب و بادشاہ کو خلیفہ یا امیر وغیرہ لکھے تو اس سے فاضل ممدوح کو انکار نہین چنانچہ **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱ جلد ۷ کے صفحہ ۹ مین بحسب محاورہ جدید امیر (جو بمعنی خلیفہ مستعمل ہے) فرمارہے ہین - ہماری دانست مین اس خلافت کا سلطان روم مین از سلف تا خلف کوئی بہی قایل نہین ہی - مسٹر بلنٹ - سید اکبر علی صاحب منصف علیگدہ اڈیٹر نیر اعظم و اڈیٹر مظہر العجایب وغیرہ کا

کا قایل نہونا انکی تحریرات سے ظاہر ہے - **خود** اڈیٹر صاحب **مشیر قیصر** بہی اس **خلافت** سلطان روم کے **قایل نہین ہین** چنانچہ اپنے ۴ - مئی ۱۸۹۱ء کے اخبار مین فرماتے ہین " ہاناکہ سلطان روم کی خلافت وہ خلافت نہ سہی جسکی تعین الخلافۃ بعدی ثلثون سنتہ وبعدہ ملک وامارۃ مین صرف ۳۰ سال ہے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیکن خلیفہ اربعہ کی خلافۃ کے بعکوئی بادشاہ یا امیر خلیفہ نہین کہلایا " اس سے ظاہر ہے کہ اڈیٹر صاحب بہی تمسک حدیث نبوی سلطان روم کو خلیفہ نہین کہتے ہین - البتہ یہہ ممکن ہے کہ کوئی امیر خود اپنے تئین یا اسکی عقیدتمند رعایا وغیرہ اسکو مجازاً خلیفہ کہے - مگر ایسا خلیفہ فاضل ممدوح کی بحث سے خارج ہے اسمین انکو کچھ تنازعہ نہین اس سے ظاہر ہوا کہ اس مسئلہ خلافت مین ہر دو حضرات کا اتفاق ہے لیکن چونکہ **اڈیٹر صاحب** کو ایک عرصہ دراز سے بسبب تحریرات جانبین کے **ضد** و کد آگئی **ہے** لہذا فاضل کی حق و مدلل بات پر بہی بے محل و بیجا مخالفت فرماتے ہین جسکی وجہ سے اڈیٹر صاحب کو ایسا دعوی کرنا پڑتا ہے جو خلاف ہو اور ظاہر ہے کہ ایسے دعوی پر دلیل کہان تک قرین دعوی ہوگی ہم بعض اس قسم کے **اڈیٹر صاحب کے دعاوی** کا ذکر کرتے ہین - (۱) اڈیٹر صاحب نے اسی مقام پر خلافت سلطان روم کا دعوی اس دلیل سے کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین " جس حالت مین کہ تمام کتب تواریخ خلیفہ اور خلافت کے لقب سے بہرے پڑے ہین تو سلطان روم کی خلافت بدرجہ اولی واجب التسلیم ہوگی " اڈیٹر صاحب نے اول تو یہان پر تمام سنت جماعت اور احادیث نبوی کے خلاف دعوی خلافت فرمایا اور دلیل بمقابلہ احادیث نبویہ و اجماع علماء کرام کتب تواریخ کے لائے حالانکہ بقول اڈیٹر صاحب مورخین نے بہی مجازاً خلیفہ لکہا ہے چنانچہ خود اڈیٹر صاحب فرماتے ہین " علی الخصوص بنی امیہ و عباسیہ کو مجازاً خلیفہ لکہتے ہین " پس ہم کسی مسلمان مین ایسی جرات نہین پاتے ہین جو تواریخون سے اجماع امت و احادیث نبوی کو رد کرے - اڈیٹر صاحب خود تواریخون کو بے اصل سمجہتے ہین چنانچہ بحث مجدد فاضل ممدوح کے جواب مین تواریخون کو بے اعتبار ٹہرایا ہے - حالانکہ بحث مجدد مین تواریخ کسی حدیث و اجماع امت کے خلاف نتہی بلکہ مصدق تہی مجدد - دین کا عدم وجود نام و نشان بجز تسلیم تواریخ ممکن نہ تہا - احادیث

دوسرا ان مین تو مجددون کی تواریخ ہو نہین سکتی پہر اگر تواریخ قابل تسلیم نہوا کرے تو پہر
زمانہ آیندہ مین کسی اڈیٹر صاحب کا وجود بہی ثابت نہ ہو۔ پس جہان تواریخ کی ضرورت تہی وہان
تو اڈیٹر صاحب کو ضداً انکار کرنا پڑا اور جہان تواریخ بسبب مخالفت احادیث نبوی و اجماع امت
قابل رد تہی وہان تسلیم کرنا پڑا بلکہ اوسکو دلیل ٹہرانا پڑا ورنہ ایسی خلاف دعوی پر دلیل کہان
ملتی۔ افسوس ہی کہ اس ضد سی ایک عاقل بہی ایسا ہو جاتا ہی۔ (۲) اڈیٹر صاحب کا اسی قسم
کا دوسرا دعوی یہہ ہی کہ "بحث خلافت مذہبی نہین ہی اور نہ اس سی سرکار انگریزی کو کچہہ سرکار
ہے"۔ ہم نہین جانتی ہماری عاقل و لایق اڈیٹر صاحب کو کیا ہو گیا ہی کہ بحث خلافت کو (جو کتب
احادیث و دیگر مذہبی کتابون مین ہی) مذہبی نہین فرماتی معلوم نہین کہ مذہبی مسئلہ اور کیسا ہوتا ہے۔
و نیز جہاد مسلمانون کا مذہبی مسئلہ ہی جو بغیر خلیفہ و امام وقت ہو نہین سکتا تو علاوہ مذہبی
مسئلہ ہونیکی گورنمنٹ کو اس بحث سی سب سی زیادہ تعلق ہی سروکار نہ ہونا کیا معنی۔ اڈیٹر صاحب
نے مخالفت و ضد فاضل ممدوح مین گورنمنٹ کی مخالفت۔ ملک کی بے امنی۔ مسلمانونمین نااتفاقی
اہل مناظرہ کی ہنسی۔ اہل علمون کی انگشت نمائی۔ مہذبین کی نام دہرائی کا مطلق خیال نہ فرمایا۔
یہہ سب بوجہ ضد کے ہی ورنہ ہماری اڈیٹر صاحب ماشاء اللہ فن اڈیٹری مین لایق ہین۔
ان سی ایسی باتون کا صادر ہونا تعجبات سے ہی۔ **اس ضد نے اڈیٹر صاحب کو
بہت سے خلاف واقعہ امور کے اظہار پر مجبور کیا۔**
ازانجملہ (۳) اخبار مشیر مطبوعہ ۲۷ - مئی ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۹ کے نوٹ مین اڈیٹر صاحب
فرماتے ہین یہہ امر (انکار خلافت سلطان روم) کروڑہا مسلمانون اور خود سلطان المعظم
کی دلشکنی کا باعث ہی" یہہ فی الحقیقت خلاف واقعہ ہی جبکہ خلیفہ کا قریش ہونا بالاجماع شرط ہے
تو پہر یہہ بحث بجز اڈیٹر صاحب کے اور کس مسلمان کی دلشکنی کا باعث ہو گی۔ ہمارے نزدیک
جو دعوی اسلام رکہتا ہو گا (کروڑہا مسلمان ہون یا سلطان المعظم) وہ ان احادیث خلافت
کو ضرور تسلیم کریگا۔ اڈیٹر صاحب جو ان احادیث کو نہین مانتی اسکا سبب مخالفت فاضل ممدوح
ہے ورنہ حدیثون سی تو انکو بہی انکار نہین ہی۔ (۴) مشیر قیصر مطبوعہ ۸ - جنوری مین اڈیٹر
صاحب اہل حدیث کو مسجدون سی نکالنے کی تجویز کرکے وجہ یہہ فرماتے ہین کہ یہہ لوگ مسجد و نہین

نماز کے حیلہ سے آکر ابو حنیفہ کو برا کہتے ہین اپنا مذہب پہیلاتے ہین آمین بالجہر و رفع یدین اخراج
کا سبب نہین ہی ورنہ شافعیہ کو بہی نکالتی"۔

یہہ وجہ اڈیٹر صاحب کی بالکل مشاہدہ کے خلاف ہی ہمنے اسکا خلاف بارہا بچشم خود
دیکہا بلکہ آجکل ایک شخص متبع سنت مسمی عبدالرحمن کہوری مین مقیم ہی نہ وہ ابو حنیفہ کو
گالیان دیتا ہی اور نہ اپنا مذہب پہیلاتا ہے کیونکہ عالم نہین ہی محض عامی ہی لیکن یہان کی حنفیہ
اوسکی آمین بالجہر کے مانع ہین اور مارپیٹ پر مستعد ہین ایک صاحب مسمی ہدایت علی تو مسجد
ہی مین نہین آتی تاکہ آمین کی آواز نہ سنائی ٹرے پر متبع سنت کی عدم موجودگی مین لوگون سی دریافت
کرکے مسجد مین آتی ہین۔ اگر ہماری تحریر پہ اعتبار نہ ہو تو ہم اس واقعہ کو حلفاً لکہتے ہین۔ یا دوسرے
لوگون سی دریافت کرلین۔ اسیطرح ایک خاص مدینہ منورہ کا رہنے والا شافعی آیا اُسکا بہی لوگون
نے پیچہالیا ایک صاحب نے فرمایا اسکو کچہہ مت دو یہہ آمین چلاکر کہتا ہی ضرور وہابی ہوگا۔
حق یہہ ہے جو شخص مذہب حنفی نہ رکہتا ہو اہل حدیث ہو یا شافعی وغیرہ اُسکو متعصبین حنفیہ
وہابی لامذہب وغیرہ کہینگے۔ خود اڈیٹر صاحب اپنے اخبار مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۸۸۴ع میں حرم شریف
کا حال تحریر فرماتی ہین" اگر کوئی شخص مذہب حنفی سی انکار کرے تو لامذہب ہو کر سزا پاتا ہی"۔
یہہ کارروائی مکہ کی حنفیہ کے اڈیٹر صاحب فرماتے ہین تو دوسری جگہہ کے حنفیون کا کیا حال ہوگا
اس سی ظاہر ہے کہ توہین امام ابو حنیفہ رض وغیرہ کے الزام صرف براے نام لگائے جاتے ہین
حقیقت مین سبب یہی ہی جو اڈیٹر صاحب نے ارقام فرمایا۔ واضح ہو کہ اس خلاف واقعہ امر کا
جواب مولوی محمد سعید صاحب بنارسی نی اپنی کتاب ہدایت المرتاب مین عمدہ لکہا ہی اڈیٹر صاحب
ضرور اِس کتاب کو طلب کرکے ملاحظہ فرماوین کیونکہ وہ جواب بلا رو و رعایت آزادانہ ہی اسواسطے
ہم اپنے عنایت فرما کی محبت و مروت کے لحاظ سی نقل نہین کرسکتے البتہ ہم اڈیٹر صاحب کو مبارکباد
دیتے ہین کہ اب بڑی بڑی علماء وقت اپنی کتابون کو آپ کے ذکر خیر سے رونق دیتے ہین۔
اگر یہی چہیڑ چہاڑ مذہبی اڈیٹر صاحب کچہہ دنون جاری رکہینگے تو مستقل رسالے اونکی
خدمتگذاری مین تصنیف ہوا کرینگے۔ (۵) اڈیٹر صاحب کا قول ہے ابو حنیفہ کو شاگرد
نذیر حسین صاحب گالیان دینی لگے" یہہ بہی خلاف ہے۔ (۶) اڈیٹر۔ تقلید انبیا نے

اختیار کی" "انبیا کسی کی تقلید نہین کرتی اسلئے خلاف ہی۔ (۷) تقلید ائمہ اربعہ کے
اہل حدیث منکر ہین محض غلط ہے اہل حدیث تقلید ایک ہی امام کے منکر ہین نہ مطلق تقلید
کے (۸) نذیر حسین صاحب کعبہ مین لا مذہبی پہیلانے گئے" خلاف ہے (۹) نذیر حسین
صاحب نے توبہ نامہ مین اپنے تئین وہابی لامذہب لکھا ہی جعلی ہین بہی کہین نہین لکہا گیا (۱۰) کوئی
اہل اسلام اور مولوی اڈیٹر غلط خبرین نہین شایع کرتا" صدہا خبرین غلط ہوتی ہین جنکی بعدہ
تصحیح ہوتی ہی۔ اسی بے احتیاطی سے اخبار جھوٹے مشہور ہوگئے۔ اسی بحث مین کتنی باتین آپ کی
اخبار کی بے اصل ثابت ہوئین۔ (۱۱) مسلمان اڈیٹر بجز ثقات اور فرشتہ سیرت اور سچے
لوگون کے کوئی خبر درج اخبار نہین کرتے" اس قسم کے کارسپانڈنٹون کا وجود قریب قریب
محالات سے ہی اس قید سے اخبار کا چلنا مشکل ہے۔ (۱۲)" فاضل لاہوری نے لاہور مین خود
درخواست عہدہ قضا ملنے کے کئے تہے" محض غلط ہی۔ اڈیٹر صاحب کو اس ضد
نے بہت سی غلط فہمیون کا بہی مرتکب بنایا۔ از ان جملہ۔ (۱۳) اڈیٹر صاحب اپنے
متعدد پرچون مین اہل حدیث خصوصاً فاضل ممدوح کو ابوحنیفہ کا توہین کرنے والا لکہا
اور دلیل یہہ ہی کہ فاضل ممدوح نے ابوحنیفہ کا قلیل الحدیث ہونا لکہا ہی پہر اس بنا پر جو مونہہ
مین آیا سو بہلا کہہ ڈالا۔ حقیقت مین یہہ بڑی غلط فہمی ہے فاضل ممدوح نے قلت حدیث
کا ذکر حمایت مین ابوحنیفہ رض کے لکہا ہی جبکہ مخالفین امام صاحب انکی قلت حدیث کو سبب
کسر شان تصور کرتے تہے تو انکے جواب مین فاضل ممدوح کو ثابت کرنا چاہئے کہ قلت حدیث
موجب کسر شان نہین نہ یہہ کہ قلت حدیث (جو واقعی امر ہے) اس سے انکار کر جانا ایسا
جواب تو متعصبین کا ہوا کرتا ہی جسکو کوئی اہل انصاف تسلیم نہین کرتا۔ کوئی ہمارے پیغمبر خدا
صلعم کو امّی ہونے سے توہین کرے تو ہمکو کب مناسب ہے کہ ہم امّی ہونے سے انکار کر بیٹہیں
بلکہ ہمکو امّی لقب تو ثابت تسلیم کرنا چاہئے کہ آپ اگرچہ لکہہ پڑہ نہین سکتے تہے مگر تمام دنیا مین
جو علوم اب رایج ہین تتمہ آپ کے علم کا ہین۔ ہزارون علماء نے آپ کے علم کی
شرح کرنا چاہا مگر کسی نے انتہا نہ پائی۔ (۱۴) بحث انکار سلطان روم مین اڈیٹر صاحب
نے فاضل ممدوح کو خوشامدی کہا یہہ غلط فہمی ہے بادشاہون کی تعریف کرنا خوشامد

ہوتا ہے۔ پس اثبات خلافت والے خوشامدی ہو سکتے ہین نہ انکار والے (۱۵) نواب صاحب والی ریاست بہوپال کے شعر ؎ مقلد تا خراب بادہ آرا پرستی شد۔ بکوئی آشنایان سخن بیگانہ مے آید۔ مین غلط فہمی کر کے منصفین حنیفہ کو بہی ایسے مقلدون مین شامل کر دیا حالانکہ یہہ سنت کے دشمنون کا رد ہے۔ (۱۶) مولانا سید نذیر حسین صاحب پر مکہ معظمہ مین طرح طرح کی اذیتین ہونا بیان کر کے ان اذیتون پر انکی توہین و تذلیل کرتے ہین حالانکہ یہہ غلط فہمی ہے ہر صدہا بزرگان دین کو لوگون نے اذیتین پہونچائین مگر کوئی ذلیل نہین ہوا۔ خود ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قیدخانہ مین ہی انتقال فرما گئے۔ کیا اڈیٹر صاحب کے نزدیک امام صاحب (خدا نخواستہ باشد) بہی ذلیل و خوار تہے آپ حنفی ہو کر اپنے امام کی نسبت ایسا اعتقاد رکھہ سکتے ہین ؟ ۔اس ضد نے فاضل ممدوح سے اڈیٹر صاحب کو بیجا مخالفت اور نکتہ چینی پر مجبور کیا حالانکہ یہہ کوئی مردانگی نہین ہے اڈیٹر صاحب نے خود اپنے اخبار نمبر ۲۵ جلد ۸ مطبوعہ ۱۷۔ جون کے صفحہ ۲ کالم تیسرے کی آخر سطر مین فرمایا ہے۔ "یون تو ایک عمدہ سے عمدہ فقرہ پر نکتہ چینی ہو کر حاشیے چڑہ سکتے ہین" اس قسم کی بیجا نکتہ چینیان اڈیٹر صاحب نے بہت سی کی ہین منجملہ اونکے (۱۷) اشاعۃ السنہ نمبر اول جلد ہفتم معمول سے تین ماہ بعد نکلا۔ حالانکہ اشاعۃ السنۃ کی دیر مین نکلنے کی وجوہات پر (جو اشاعۃ السنہ نمبر (۱۰) جلد (۶) مین موجود ہین) توجہ نہ فرمائی اور نہ یہہ خیال کیا کہ یہہ کوئی ملکی اخبار نہین ہے جو دیر مین نکلنے سے بے لطف ہو جائے یہہ تو مذہبی رسالہ ہے جو کبہی بے مزہ نہین ہو سکتا۔ اس ضد کا برا ہو اس نے اڈیٹر صاحب سے بزرگان دین کی بہت توہین کرائی منجملہ اونکے۔ (۱۸) مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مذمت مین شعر تصنیف فرمایا اور وہابیون کا گروہ لامذہب وغیرہ الفاظ تو تکیہ کلام ہو گیا ہے اور خود ہی سباب المومن فسوق فرماتے ہین اس سے محض دلشکنی فاضل ممدوح کی منظور تہی ورنہ نہ تو مولانا ممدوح نے حنفیون کی مذمت کی نہ امام صاحب کو برا کہا خود اڈیٹر صاحب بہی مولانا ممدوح کو اچہا سمجہتے تہے۔ اس ضد نے اڈیٹر صاحب سے نا انصافی بہی حد سے زیادہ کرائی۔ از انجملہ (۱۹) اپنا ہر دعوی تو بلا دلیل چہوڑتے جاتے ہین حتی کہ فاضل ممدوح اور انکے ہمذہبون کو مقلد عبد الوہاب کا فرماتے ہین مگر جب انہی کی دلیل سے فاضل ممدوح نے حنفیون کو مقلد عبد الوہاب کا لکہا تو لگے دلیل طلب کرنے

اور یہہ نہ جانا کہ اُسی دلیل سے فاضل ممدوح نے ہمکو عبدالوہاب کا مقلد بنایا جس دلیل سے ہمنے فاضل ممدوح کو بنایا تہا۔ اس ضد نے اڈیٹر صاحب کو اصول وقایع نگاری کا بھی مخالف بنایا۔ چنانچہ (۲۰) مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی نسبت بلاتحقیق محض غلط خبرین طبع کردین اور جب ان خبرون کی تکذیب بدلایل ہوگئی اور روبکار پاشاء مکہ کا فوٹوگراف آگیا تو بہی اپنی خبرون کی تکذیب کی اور نہ روبکار مذکور کی نقل کی۔ یہہ امر اصول وقایع نگاری کے بالکل مخالف ہی۔ (۲۱) وکیل احمد صاحب کی خلاف تہذیب تحریرات درج اخبار فرمائین مگر اونکا جواب از جانب فاضل ممدوح جو مہذبانہ تہا باجرت بہی اوسکو اپنے اخبار مین نہ طبع فرمایا۔ یہہ بلا کا تعصب اور خلاف اصول وقایع نگاری ہی۔ (۲۲) عزت علی گورکہپوری کی مفسدانہ وغیر مہذبانہ تحریر کو اپنے اخبار مطبوعہ ۲۔ جون ۱۸۹۶ء مین طبع فرمایا اسمین اُسنے لاکہون اہل حدیث کو مجوس امت کا لکہا جس سے لاکہون مسلمانون مین جوش پیدا ہی یہہ مفسدانہ تحریرات کا طبع ہونا بالکل خلاف اصول وقایع نگاری ہی۔

یہہ لوگ اپنی پاک اور حق مذہب حنفی کو کیسا بدنام کرتے ہین اور باوجود اسکی اپنے تئین چست وچالاک حنفی کہتے ہین۔ ایک ملاّ علی قاری حنفی تہے جنہون نے محدثین کے انگلی اُٹہانے کے فعل کی مذمت کیدانی کے خلاصہ مین دیکہہ کر کیدانی کا مرتد وکافر ہونا اپنے رسالہ تزیین العبارۃ لتحسین الاشارۃ مین تجویز فرمایا۔ ایک یہہ چست حنفی ہین کہ جبتک اہل حدیث کی تکفیر نہ کرلین گالیان نہ دے لین جب تک اپنے تئین چست حنفی نہین سمجہتے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست بہ کجا۔ ہم ان چست حنفیون کے عقاید بالکل اگلے حنفیون کے عقاید سے برخلاف پاتے ہین جس سے ہم کہہ سکتے ہین کہ ان مصنوعی چست حنفیون کے مذہب کے بانی کو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی وبہا یطلع قرن الشیطان فرمایا ہی مذہب محدثین کے بانی تو خود رسول خدا صلعم ہین وہ کیونکہ اسکے مصداق ہوسکتے ہین سچا حنفی صرف زبانی دعوی سے نہین ہوسکتا ہی تاوقتیکہ اپنے عقاید امام ابوحنیفہ رح کے عقاید کے مطابق نہ بناوے۔ اس مضمون کی ایک عبارت ہم شاہ عبدالعزیز صاحب

محدث دہلوی (جو مستند عند الحنفیہ بھی ہین) کی تفسیر **فتح العزیز** سے تبرکاً نقل
کرتے ہین سبب بعضے فرقہا خود را بیکی ازین ہر چہار گروہ کہ صاحب طریق مستقیم اند
منسوب می کنند و خود را متبع آن بزرگ انگارند حالانکہ این طریق را گذاشتہ
در طریق شیطانی منہمک گشتہ اند پس بسبب این نسبت طریق کج آنہا
در نظر مردم طریق مستقیم می نماید و در حقیقت بہرہ از طریق مستقیم ندارد
مثل یہود و نصارے کہ خود را از اتباع موسی و حضرت عیسی می انگاشتند
واز راہ آن دو بزرگ بعد المشرقین دور افتادہ و در امت ما فرقہ شیعہ خود را
بائمہ اہل بیت نسبت می کنند و بوی از عقاید و اعمال و اخلاق آن بزرگان
در خود ندارند و ہمچنین مداریہ وجلالیہ و دیگر بیقیدان و ملحدان کہ خود را
سہروردی و قادری و چشتی میگویند و اعمال و اشغال اصلاً مناسب
بارباب این طریق ندارند۔ انتہی۔ مقام **غور** ہے کہ موسی و عیسی و اہل بیت
علیہم السلام کی زبانی تابعدار گمراہ ہوں اور ابی حنیفہ رح کی زبانی تابعدار حنفی کہلاوین
اگر سچا حنفی بننا ہی تو بدعات و رسومات و اہل حدیث سی بغض وعناد تبرا و فساد و ترک
کرکے امام صاحب کے عقاید رکھین ورنہ زبانی دعوی سی کبھی حنفی نہین ہوسکتے۔ آن
چیست حنفیون کی تحقیق کا یہہ حال ہی کہ مولوی ارشاد حسین صاحب کو صاحب ایضاح الحق
لکھتے مین حالانکہ ایضاح الحق مولانا شہید محمد اسمعیل مرحوم کی ہی ایسے ہی چیست حنفیون نی
پاس ائمہ معظمہ کے روبرو جامع الشواہد (جو ایسے ہی چیست حنفیون کی تصنیف ہے) کو مولانا
نذیر حسین صاحب کی تصنیف بتلایا جب ان چیست حنفیون کے ایمان وانصاف کا یہہ
حال ہے تو سست حنفیون کا کیا ٹھکانا ہے جبکہ مخالفت اہل حدیث مین جھوٹھہ دہوکا ہی
جائز بلکہ ایسی عبادت جو حرم محترم مین ادا کرنے کے لایق تصور کیجاوی تو انکی اصلاح کی امید
کیا ہے۔ عزت علی گورکھپوری نے ایک ولی اللہ (مولانا نذیر حسین صاحب) کو جھوٹھہ

کی تہمت لگائی خدا نے اسی جرم مین گرفتار کر کے تمام دنیا مین حشر تک خود بدولت ہی کو بدنام
کیا سچ ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد - میلش اندر طعنۂ نیکان کند
اب ہم اپنے اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اڈیٹر صاحب نے جو اس ضد مین بے اعتدالیا
فرمائین ہم نے مشتے نمونہ از خروارے اجملا دین اگر سب کا ذکر کرتے تو ایک دفتر ہو جاتا ہم
اڈیٹر صاحب کی جناب مین باادب عرض کرتے ہین کہ ہمنے آپ کی ان تحریرات کو دیکھا آپ کے
اکثر بلا دلیل دعوی پائے - فاضل ممدوح کی دلایل کا جواب درکنار اُنکا ذکر تک بھی آپ نہین کرتے ہین
پھر یہہ کیا مباحثہ - آپنے چند الزام بلا دلیل سُنے سنائے (جیسے توہین امام توہین سلطان توہین مکہ
لامذہب وہابی فتنہ انگیز مفسد وغیرہ) لگا کر اسی بنیاد پر دو چار پھتیان ایک دو تمسخرانہ کلمات
کچھہ ہجو کے اشعار دس بارہ گالیان لکھہ کر عہدہ برائی چاہتے ہین یہہ کب ممکن ہے - گو عوام آپ کی
تحریر کو شاید جواب فاضل ممدوح کہین مگر اہل بصیرت کی نظر تو دلایل پر ہے وہ ایسی پراگندہ تقریر
آپ کی کب سنینگے کیا دنیا مین مہذبین و منصفین کی کمی ہے - پس یا تو آپ واسطے مباحثہ کے کوئی
عالم تجویز کر دیا خاموشی اختیار کیجئے اور اگر یہی طریقہ کج بحثی کا آپ نے جاری رکھا اور گندہ مضامین
جیسے چست خفی کے ہین) کا طبع کرنا موقوف نہ کیا تو آپ کا اخبار بھی مثل اخبار نور الانوار کے
متعصب و بے وقعت ہو جائیگا اور آپ کو پیچھا چھوڑانا مشکل پڑیگا اگرچہ فاضل ممدوح نے آپ کو
قابل خطاب نہ تصور فرما کر خطاب آپ سے چھوڑ دیا مگر دنیا مین کیا اور اہل حق کم ہین -

آپ نے فاضل ممدوح کی یہ زور علمی تقریر ملاحظہ فرمائی - کوئی انکا جواب دینے والا ہے ؟ بڑے بڑے
علماء ساکت ہین - اُنکی منصفانہ و مدلل تحریرات پر فاضل اجل جناب مولوی عبد الحی صاحب
نے از راہ انصاف و مقتضائے کمال کبھی نکتہ چینی نہین کی - اگر وکیل احمد صاحب نے
کچھہ عامیانہ خیالات ظاہر فرمائے اُنکا نمبر ۳ و ۴ و ۵ اشاعۃ السنہ جلد ۷ مین جو حال ہوا - وہ آپنے
دیکھا - امید ہے کہ ہماری دوستانہ نصیحت پر آپ خیال فرما کر مذہبی چھیڑ چھاڑ سے باز آوینگے - ہم اس
بات کا وعدہ کرتے ہین کہ اگر آپ نے آیندہ خاموشی اختیار کی تو اس طرف سے کبھی اشاعۃ السنہ
مین آپ کی مزاج پرسی نہ ہوگی - آیندہ آپ کو اختیار ہے +

راقم - ابو محمد جمال الدین ڈاکہ کھوری ضلع ساگر

مضمون دیگر بجواب مشیر قیصر

حرف مطلب کو میرے سُن کی بصد ناز کہا
ہم سمجھتے نہین بکتا ہے یہہ سودائی کیا

چند عرصہ سے بعض امور مذہبی مین اڈیٹر صاحب اخبار **مشیر قیصر** اور جناب مولانا مولوی ابوسعید **محمد حسین صاحب** فاضل لاہوری مین باہم تحریرات ہو رہی تہین جسپر اس عاجز نے نہایت ایمانداری و انصاف سے ایک محاکمہ لکہا جسکا نصف اول اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۷ مین طبع ہوا چونکہ وہ فیصلہ اڈیٹر صاحب کے خلاف تہا اسواسطے اونہون نے اپنے ۲۹ جولائی سنہ ۸۴ء کے اخبار مین اپنی ناراضی ظاہر فرمائی۔ اور کمترین کو متعصب دروغ گو اور ناانصاف فرمایا۔ ہم بکمال ادب اڈیٹر صاحب سے ملتمس ہین کہ اپنے ہماری جس بات کو دروغ واتہام فرمایا ہے۔ ہم ابہی اُسکی تصحیح کئے دیتے ہین۔ مگر آپ اس قسم کی باتون (جن کو آپ دروغ واتہام فرماتے ہین) سے آیندہ احتراز فرماوین کیونکہ آپکی تحریرات کا دارومدار اسی قسم کی باتون پر ہے چنانچہ آپکی اس مختصر تحریر مین بہی بکثرت موجود ہین۔ مین مشتے نمونہ از خروارے چند باتون کی ایک فہرست لکہتا ہون میرا مقصود اس سے صرف یہی ہے کہ آپ آیندہ سے ایسی باتون سے اجتناب فرماوین۔ مگر مین ان باتون کو غلط کذب دروغ باطل اتہام وغیرہ اپنی زبان سے بسبب تہذیب و پاس ادب آنجناب نہین کہہ سکتا۔ صرف خلاف واقعہ امور سے تعبیر کرتا ہون ؎ نام رکہینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا۔ بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہوگی امید ہے کہ آپ برا نہ مانینگے اور میری اس عجز و انکساری پہ رحم فرماکر حق بات کو قبول کرینگے وہ فہرست یہہ ہے۔

(۱) آپ کمترین کی نسبت فرماتے ہین "ڈاکٹر صاحب کہوری فرقہ محدثہ کے پیرو ہین علی الخصوص لاہوری صاحب کو تو قبلہ و کعبہ سمجہتے ہین اور اونسے بہت کچہہ اعتقاد رکہتے ہین" اور فاضل ممدوح کی نسبت پیشتر آپ فرقہ جدید لامذہب وہابی غیر مقلد وغیرہ ارشاد فرما چکے ہین تو بزعم خود مجہکو اہلسنت جماعت سے خارج کرکے وہابی لامذہب وغیرہ بنایا حالانکہ یہہ امر واقع کے

بالکل خلاف ہی دیکہو اپنا اخبار مطبوعہ ۳ مئی ۱۸۸۱ء کی صفحہ ۴ کے پہلی کالم کو اسمین مینی اپنی تئین مقلد لکہا ہے اور یہہ عبارت لکہی ہے "جو مقلدین کہ حدیثون کا کہلے کہلے انکار کر رہے ہین اونسے مین پناہ مانگتا ہون اور ایسی غیر مقلدین جو امام صاحب یا ائمہ پر طعن و بدزبانی کرتی ہین اونکو مین بہت برا جانتا ہون" اسیطرح مینی اپنے مضمون محاکمہ مین بہی اپنی تئین قرآن و حدیث کا تابع کہا ہے۔ اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعوی مقلدین خنفیہ کو ہی۔ پس سچے و پکے خنفیہ (جنکی نسبت امام رح نے اتکو قولی بخبر الرسول فرمایا ہے اور وہ ہمارے ہم مذہب و بہائی ہین) کو میری فیصلہ سے ہرگز انکار نہین ہوسکتا۔ ہان لکہنؤ کے کسی جدید خفی کا کوئی دوسرا چالیس سیپارہ والا قرآن ہو یا کسی دوسرے جدید نبی کی حدیث پر ایمان و عمل ہو تو وہ کب ہمارے فیصلہ پر راضی ہوگا۔ پس ہماری متوسط عقیدہ سی ظاہر ہے کہ منصفین ہر دو فریق ہمارے بہائی و ہم مذہب ہین کیونکہ دونو کے اصول پر قرآن و حدیث و مقدم ہی۔ اور متعصبین ہر دو فریق ہمارے دشمن ہین یہی جواب ہمارا خدا کے سامنے ہے اڈیٹر صاحب ہمارے عقیدہ پر گواہ رہین — رباعی —

قرآن و حدیث مایۂ خاطر ماست ... پیرایہ جملہ ظاہر و باطن ماست
من خطبہ سنتش بلب داشتہ ام ... نقد سخنم سکۂ پیغمبر ماست

(۲) آپ میری نسبت فرماتے ہین کہ مولوی لاہوری صاحب کو تو یہہ قبلہ و کعبہ سمجہتے ہین مین حلفاً کہتا ہون کہ یہہ محض خلاف واقع ہی۔ میرا قبلہ و کعبہ وہی ہی جسکو اللہ تعالی نے مسلمانون کا قبلہ بنایا۔ آدمیون کو قبلہ بنانا کفر ہے۔ لکہنؤ کے بازاری ہر ایک کو بطور تکیہ کلام قبلہ و کعبہ کہتے ہین یا القاب و اداب مین قبلہ و کعبہ لکہتے ہین مین انکو برا سمجہتا ہون —

فاضل ممدوح کو ایک زبردست عالم سنت جماعت کا جانتا ہون۔ کتاب و سنت کے موافق قول انکا ہو یا کسی مقلد خفی کا خنفیہ یا محدث کا امام یا مجتہد کا پیر یا اوستاد کا ماننا واجب جانتا ہون مخالف کتاب و سنت کی اونکا یا کسی دوسری کا قول قابل رد سمجہتا ہون۔ اور جو لوگ کسی عالم مجتہد امام پیر اوستاد کی قول کو باوجود مخالفت قرآن و حدیث کے واجب الاتباع جانتے ہین اُن لوگون نے اُس عالم کو قبلہ و کعبہ درکنار اپنا خدا بنالیا ہے یہہ مین نہین کہتا بلکہ خود اللہ تعالی سورہ برات مین فرماتا ہی۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم۔ الخ اسکو

آپ کے بڑی بڑی علماء حنفیہ رحمہم اللہ نے لکہا ہی۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی تفسیر و شاہ ولی اللہ صاحب کی عقد الجید اور قاضی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر مظہری کو دیکہو ان کی تحقیق پر آپ کو بہی بڑا اعتماد ہی۔

(۳) آپ اشاعۃ السنہ کی نسبت فرماتے ہین کہ "مسلمانون کی سب و شتم سے بہرا ہی" یہہ محض خلاف واقع ہی۔ باوجود فاضل ممدوح کی اشتہاؤنکے آپ نے ایک بہی گالی اس رسالہ مین نہ نکالی۔ (۴) آپ فرماتے ہین "علماء بمبئی کے مناظرہ پر فاضل ممدوح نے اڈیٹرون کو گالیان دین" خلاف واقع ہے۔ (۵) آپ مواخذہ مکہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی نسبت فرماتے ہین کہ "فاضل ممدوح خود ہی تو اسکو غلط لکہتے ہین اور خود ہی اوسکو صحیح کہتے ہین"۔ خلاف واقع ہے جسکو غلط لکہا ہی اوسکو صحیح نہین کہا اسیطرح بالعکس۔ (۶) آپ فاضل ممدوح کی نسبت فرماتے ہین کہ "پادشاہ حرم و علماء حرم و سلطان المعظم کے ساتہہ دشنام دہی و تبرا و توہین سے پیش آتے ہین" خلاف واقع ہی اسکا ثبوت پیش دیجیے (۷) آپ خاکسار کی نسبت فرماتے ہین کہ "تمنے فاضل لاہوری کی دعوی کا مدلل و موجہ ہونا کچہہ بہی ثابت نہ کیا" واقع کے خلاف ہی جتنے امور متنازعہ فیہ کے بیان مین ہر ایک دعوی پر بحث کی اور فاضل ممدوح کی دعاوی کا مدلل ہونا ثابت کیا ہی۔ آپ نے بہی اسکو تسلیم کر لیا لب تک نہ ہلائی۔ (۸) آپ فرماتے ہین "اہل حدیث کا مسجدون مین آنا بنا رفساد قرار پایا" یہہ خلاف واقع ہے۔ دیکہو معاہدہ علماء فریقین دہلی جسمین اسکو امن قرار دیا ہی (۹) آپ فرماتے ہین "اشاعۃ السنہ مین پیری مریدی پر طعن اور اُسکی برائیان حنفیہ کی توہین کی غرض سے لکہی جاتی ہین" ع جہوٹہ ہو یا غلط ہو بہتان ہو۔ مطلب اپنا تو صرف شہرت ہی

اے میرے معزز اڈیٹر صاحب! مضمون پیری مریدی تو پنجاب کے اہل حدیث کی دو گروہ کا جو باہم اختلاف تہا اُنکی اصلاح و اتفاق کیواسطے لکہا گیا ہی۔ آپ اس مضمون کی شروع کو صفحہ ۴۵ نمبر ۲ جلد ۶ اشاعۃ السنہ کو دیکہو۔ (۱۰) آپ فرماتے ہین "اشاعۃ السنہ مین حنفیہ کی توہین کی غرض سے امام ابو حنیفہ رح کی برائی نام تعریف جس سے توہین مترشح ہو درج کیجاتی ہے" یہہ خلاف واقع ہے ثبوت عنایت ہو۔ (۱۱) "اسی غرض سے امام ابو حنیفہ رح کی قلت حدیث

کا ذکر کیا جاتا ہے۔ نہین بلکہ ابو حنیفہ رح کے دشمنون کے طعن کے جواب مین امر واقعی بیان کیا جاتا ہی (۱۲) اسی غرض سی کتب حنفیہ پر ریویو لکھتی ہین" خلاف واقعہ ہی آپ ثابت کیجئے* اور یاد رکھیے اہل حدیث قرآن وحدیث سی حق مسایل بیان کرتی ہین نہ انکو کسی امام کی توہین سی مطلب نہ کسی کے مذہب کے رد سی سروکار مسایل حدیث سی بعض مسایل فقہ حنفیہ (جو خلاف کتاب وسنت ہین) کی خود بخود تکذیب ہو جاتی جس سی مقلدین اونپر طرح طرح کے الزام واتہام لگاتے ہین۔ اذیتین پہونچاتی ہین۔ مسجدون سی نکلواتی ہین مگر افسوس ہی کہ اُن مسایل ہی کو موافق قرآن وحدیث کی نہین کر لیتی۔ (۱۳) آپ اس عاجز سے فرماتے ہین کہ "آپ ایمان سی کہین کبھی رسالہ لاہوری مین سوائی حنفیہ کے کسی غیر مقلد کو بھی کوئی نصیحت کیجاتی ہی" جناب اڈیٹر صاحب ہم آپکو ان خلاف واقع امور کے لکھنے مین زیادہ الزام نہین دیتی کیونکہ مخالفت اہل حدیث سی بقول آپ کے "اپنی تعصب سی مجبور ہوگئی" کیونکہ حبك للشی یعمی ویصم "آپ کو بدیہات کے انکار سی بھی کچھہ پرواہ نہین آپ ہمسی ایمان سی پوچھتی ہین ہم حلف سی بیان کرتی ہین کہ آپ کا یہہ امر خلاف واقع ہی بیشک اشاعۃ السنہ مین بہت مقالات مین اہل حدیث (جنکو آپ غیر مقلد کہتے ہین) کو نصیحت کی گئی ہی اسی مضمون پیری مریدی ہی کو دیکھہ لیجئے (۱۴) جناب اڈیٹر صاحب لاہور کی کسی مسجد مین آپ سی اور کسی نمازی سی لڑائی ہو پڑی ہو تو کچھہ آپکی تیز مزاجی سے بعید نہین ہی مگر فریق ثانی (جسنی ابو حنیفہ رح کو بُرا کہا) کا اہل حدیث ہونا خلاف واقع ہی آپ سی کسی نی غلط کہدیا ہوگا یا آپ بہول گئے ہونگی کیونکہ حدیث مین سباب المومن فسوق وارد ہے اور میت کو بُرا کہنا حدیث سے منع ہے اہل حدیث کب بُرا کہہ سکتا ہی اور مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کا فتوی مطبوعہ مشہور ہی کہ "اماموں کا بُرا کہنے والا چھوٹا رافضی ہی" خصوصاً امام **ابو حنیفہ** رح (جنکا احسان اہل حدیث پر بسبب قول **اترکوا قولی بخبر الرسول** بہت بڑا ہے) کو کب بُرا کہہ سکتا تہا۔ غالباً وہ کوئی عام مقلد ہوگا کسی مولوی یا پیر کے سکہلانے سے امام صاحب پر طعن کرتا ہوگا۔ کیونکہ ٹہی لکھے اکثر مقلد پیرون اور مولویون کے کہنے سے حدیث **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین (جس سی پیغمبر خدا صلعم پر توہین لازم آتی ہی) تو ایک عام مقلد امام صاحب کی عزت کو کیا سمجھے گا۔

* اور کم سی کم ایک کتاب حنفیہ کا نام بتائی جسپر اشاعۃ السنہ مین ریویو لکھا گیا ہو ورنہ ایسی جرائت مصداق ع

(۱۵) آپ نے عاشق حسین صاحب کے واقعہ کو جو لکھا یہہ صحیح نہین معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل حدیث کا قران وحدیث وایمان ہے اور درود شریف کی فضیلت وخوبی ثابت ہے پس دنیا مین کوئی ایسا اہل مذہب نہوگا جو اپنے دین وایمان کو برا لکھے۔ (۱۶) آپ فرماتے ہین "ابتدا تہدید کی فاضل ممدوح سے ہوئی" خلاف واقع ہے ثبوت دیجئے۔ (۱۷) فاضل ممدوح نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی نسبت بعض باتین مفسدہ وشرارت آمیز لکہین" ثابت کیجئے کب اور کیا۔ (۱۸) آپ خاکسار سے فرماتے ہین ہمنے فاضل ممدوح کو کافر وجاہل نہین کہا" یہہ آپکا انکار خلاف واقع ہے آپ خود کافر وجاہل اپنے اخبار مطبوعہ ۸۔ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء مین لکہہ چکے ہین صفحہ ۴ کے حاشیہ پر آپ نے لکہا ہے "مولوی ہوکر کافر تو ہین" اور صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۲۷ مین لفظ جاہل آپ خود لکہہ چکے ہو زیادہ ثبوت درکار ہو تو اپنی گالیون کی فہرست اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۷ مین ملاحظہ فرمالیجئے ؎ ازخدا خواہیم توفیق ادب ـ بے ادب محروم گشت از لطف رب ÷ (۱۹) آپ فرماتے ہین "غلط مقدمات سے استدلال کرنا اور گہڑ گہڑ کر جانیکا مناظرہ مجہکو نہین آتا" آپکا مناظرہ آپ کی تحریرات سے سراسر اسی قسم کا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ آپ نے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے جعلی توبہ نامہ کو مقدمہ بنا کر اب تک اُسپر استدلال کئے فاضل ممدوح کی نسبت کفر توڑنا یہی اسی سے فرمایا اسیطرح اہل حدیث کو وہابی (جو محض غلط ہے) فرمایا۔ اور اس غلط مقدمہ پر بہت سے بے اصل استدلال سے اپنے اخبار کو زینت دیا کرتے ہین یہی حال آپ کے تمام مناظرہ کا ہے (۲۰) آپ مسایل مذہبی مین دخل در معقولات سے انکار فرماتے ہین حالانکہ مسئلہ مجدد وخلافت (جو بالاتفاق مذہبی ہے) مین بحث فرمائی (۲۱) آپ فرماتے ہین کہ "فاضل ممدوح خواہش نفس سے حلال کو حرام کر دیتے ہین جیسا کہ ابہی تصویرات وغیرہ کے باب مین نواب صاحب کی تائید کی" رباعی سخن چین را توانم چارہ کرد۔ کہ تا من خوئے نگویم او چہ چنید و لیک از مفتری نتوان برآمد ÷ کہ او از خود سخن مے آفرینید ÷ جناب اڈیٹر صاحب یہہ خلاف واقع جو فاضل ممدوح کی نسبت آپنے فرمایا کیا روز حشر کو آپکا اور اونکا فیصلہ نہ ہوگا کیا وہ اسکا عوض آپسے نہ لینگے ؎ ہاتھ ہووے گا میرا اور تیرا دامان ہوگا۔ چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہوگا ÷ ہم آپکے سر پر حلف رکھکر پوچھتے ہین کس مسئلہ مین حلال کا حرام کر دیا۔ ہرگز تصویر کو فاضل ممدوح نے حلال نہین فرمایا (۲۲) آپ فاضل ممدوح سے فرماتے ہین "سچی خبرون کے لکہنے پر بلا وجہ کہٹہہ جہتی کی" یہہ بہی

خلاف واقع ہے۔ آپنے غلط خبرون کے شایع کرنے پر مواخذہ کیا جن خبرون کی تصحیح آپسے آجتک نہو سکی۔
جناب اڈیٹر صاحب یہہ مردانگی نہین ہے کہ مارے غصہ کے آپ خلاف واقع امور کہنے لگے بلکہ ؎ بلے
مردآن کس ست از روے تحقیق * کہ چون خشم آیدش باطل نگوید * (۲۲) آپ فرماتے ہین ہمنے تصویر
کے باب مین نواب کو نصیحت کی" یہہ امر واقع کے بالکل خلاف ہے۔ نواب صاحب بھوپال
دام اقبالہم آپکی نصیحت کے محتاج نہین ہین وہ کونسی نصیحت باقی رہی ہے جو اونہون نے خلق کو نہین فرمائی،
تصانیف اونکی دنیا بہر مین مشہور ہین۔ علاوہ ازین آپنے نصیحت کی طور پر کب فرمایا بلکہ معاندانہ وحاسدانہ
عیب چینی فرمائی جیسا کہ آپکی عادت ہے۔ آپکو اہل حدیث سے دلی عداوت و پرخاش رہا کرتی ہے اونکے
عیبون کی تلاش رات دن رہتی ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد۔ میلش اندر طعنہ پاکان برد *
اور جب کچھہ بہی نہین پاتے تو حاسدون کی جہوٹہی خبرون ہی سے اپنے دلکے پہپہولے پھوڑتے ہین چنانچہ
تصویر کے باب مین آجتک جہوٹون کی تائید کرتے چلے جاتے ہو۔ اسیطرح ہر ایک بات پر الجہہ
پڑتے ہو ؎ یہہ الجہہ پڑنے کی خو اچہی نہین۔ بے محابا گفتگو اچہی نہین * اسیطرح جہوٹی تو بامہ
سید محمد نذیر حسین صاحب کو درج اخبار فرماکر اہل حدیث کو بیت کی صلواتین سنائے
چلے جاتے ہو اور جب جہوٹی خبرین بہی اہل حدیث کی نسبت نہین ملتی ہین تو سیدہی سادہی اونکی
باتون کو زبردستی اولٹی بنا کر چہیڑ چہاڑ سے باز نہین رہتے۔ چنانچہ ابہی فاضل ممدوح کے رمضان مین
شملہ جانے پر اپنی بدظنی سے رمضان گذاری کا عیب لگایا اور یہہ خیال نہ فرمایا کہ بجز رمضان گذاری کے
کوئی دوسرا بہی سبب شملہ جانیکا ہوسکتا ہے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش
درنظر * اسیطرح نواب صاحب بہوپال دام اقبالہم کے ایک عمدہ پر مضمون سے سیدہے سادہے شعر پر بدظنی
سے اولٹے معنی لگا کر اعتراض کر دیا سچ ہے ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب ست۔ گل ست
سعدی و در چشم دشمنان خار ست * خلاصہ یہہ کہ آپ کو اہل حدیث سے بڑا بغض و حسد ہے جسکا نتیجہ
دین و دنیا مین اچہا معلوم نہین ہوتا۔ اسلئے اہل حدیث سے دل صاف کیجئے ؎ کرے نہ یار اگر دل کو
صاف کینے سے * عزیز! موت بہلی پہر تو ایسے جینے سے۔ آپ خود انصاف فرمائے کہ ریاست بہوپال
مین بطفیل نواب صاحب جو آج رونق دین اسلام ہے اوسکا عشر عشیر بہی تو کسی مسلمانی
ریاست مین نہین ہے اسپر تو آپ ذرہ ذرہ سی باتون پر نکتہ چینی و عیب جوئی کرتے ہین اور جن

نوابون رئیسون کے یہان شرک بدعت رسومات جاہلیت فسق وفجور ہوا کرتے ہین اور جنکی تصانیف کے دیوان بڑے رندانہ اشعار اور شرک وبدعت سے مملو ہین اونکو نصیحت تو درکنار اونکی تعریف وخوشامد مین آپکے اخبار کے کالمون کے کالم سیاہ ہوتے ہین وجہ کیا ؟ کہ آپ شاعر ہین اور وہ آپکے ہم مذہب حنفی مقلد ہین کیون صاحب آپکی یہی نصیحت ہے اور ایسے ہی ناصح ہوا کرتے ہین کہ اہل بدعت سے ملت اور اہل حدیث سے عداوت ہے یون تو ہر ایک سے وہ خلق سے پیش آتا ہے۔ پر ہمین سے نکہی اوسنے کبہی پیار کی بات * چونکہ آپ کی تحریر سراسر خلاف واقع امور سے پر تھی اسواسطے اسی فہرست کے لکہنے سے تمام تحریر کا جواب خود بخود ہو گیا۔ مگر بپاس خاطر آنجناب آپکے بعض شکوک (جو امور اربعہ پر[*] آپنے فرمائے ہین) دفع کئے جاتے ہین۔

امر اول کی نسبت آپنے اپنی پیشتر چہیڑ چہاڑ کرنیکا اقرار فرمالیا ہے ہان اگر فاضل ممدوح نے کچہہ آپکی نسبت اس سے پہلے کبہی لکہا ہو تو آپ پیش کرین پہر فرمائیے یہہ شر آپ کی جانب سے ہے تہین تو کسکی جانب سے ہے عوض بوسہ کی ہمنے گالیان دین یا کہ حضرت نے۔ بہلا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے *

امر دوم کی نسبت بہی آپ کو اپنے مفسدانہ دعادی سے انکار نہین ہے بلکہ اہل حدیث کو مسجدون سے نکلوا دینے کر دعوی کا آپکو صریح اقبال ہے۔ گو آپ نے بحیلہ رفع شر ہی فرمایا ہو مگر یہہ آپکا قیاس علماء ہر دو فریق رد کرتے ہین (دیکہو معاہدہ دہلی)۔

امر سوم کی نسبت بہی آپ کو اقرار ہے گو آپ بیجا عذر فرماتے ہین کہ پہلے ہماری علماء کو فاضل ممدوح نے برا کہا مگر ثبوت اسکا کبہی آپسے نہ ہو سکا۔

امر چہارم مین آپنے مدلل تقریر نہ لکہنے کا اقرار کرلیا گو اپنا معمولی بیجا عذر اسمین بہی کیا کہ ہمارا مذہبی اخبار نہین ہے کہ مدلل تقریر کرین۔ پس ہماری چارون امور باعتراف آن جناب صحیح ثابت ہوئے اسلیئے یہہ فیصلہ ہمارا آپ کے نزدیک بہی بحال ہے۔

یہہ جو امر چہارم مین آپنے عذر کیا بوجوہ ذیل نادرست ہے (۱) مذہبی اخبار ہو یا غیر مذہبی جبکہ آپنے بحث چہیڑی مدلل لکہنا ضروری ہے۔ (۲) آپ کے اخبار مین اکثر مسایل مذہبی دلایل مذہبی سے لکہے جاتے ہیر گو ضعیف ہی دلایل سہی۔ گورکہپوری صاحب نے توبہ کے معنی اور وکیل احمد صاحب نے بحث ایمان وغیرہ آپکے اخبار مین طبع کرائین جن سے آپ کا اخبار مذہبی ہوا۔ تو فاضل ممدوح کے دلایل کے

[*] جو حصہ اول مضمون سابق مین بمضمون رسالہ نمبر ۵ جلد ۷ مذکور ہوے۔

جوابات لکھنے سے کیونکر ہو جاتا۔ اصل وجہ جواب نہ دینے کی سب پر روشن ہے آپ چاہیں جتنا چھپائیں کہیں لیاقت بھی چھپتی ہے ؎ کھل گیا عشق بتان طرز سخن سے مومن ✦ اب مکرتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو ✦ (۳) آپنے مذہبی مسایل مسئلہ مجدد و خلافت وغیرہ میں بحث فرمائی اور بزعم خود دلایل بھی لکھے گو اہل علم انکو دلایل نہ کہیں آپنے بحث مجددین میں مورخین کی بے اعتباری کی دلیل پکڑی اور بحث خلافت میں مورخین کی مجازی خلافت لکھنے سے احادیث صحیحہ کا انکار کیا جس سے آپ کا مطلب نکلتا تھا۔ (۴) جو مذہبی مسایل کے متعلق بحث نہیں ہے بلکہ اخبارون کے متعلق جیسا کہ توبہ نامہ جعلی کا اثبات بدلایل کیون نہ لکھا آب آپکی بناوٹی عذرات کی اصلیت خوب کھل گئی کہ آپ اس کوچہ مناظرہ سے محض نابلد ہین۔ شاعری و ٹوٹی پھوٹی اخبار چھپنے کے سوا خیریت ہے گو آپ چاہے جتنا چھپاوین ؎ کی بناوٹ بہت سی باتون مین۔ پر کہین چھپتی ہے چھپائی بات ✦ اب یقین ہے کہ آپ ہماری فیصلہ پر راضی ہونگے اگر کچھ کلام ہو تو بشوق ارقام فرمائے ہمنے بھی اہتمام کر لیا ہے آپکی خدمت گذاری کو ہم اپنی تمام ضروریات پر مقدم رکھینگے کیونکہ آپ ہماری عنایت فرما قدیم ہیں آپکی خاطر ہمکو منظور ہے۔ مگر امور ذیل کی پابندی آپ پر لازم ہے اگر ایک سے بھی تجاوز فرمایا تو آپ کا عجز و شکست تصور کیا جاویگا۔ یہہ امور اسواسطے جتلائے جاتے ہین کہ آپکی تحریرات کا دار و مدار انہی پر ہے جو خلاف قواعد مناظرہ ہین۔ (اول) خلاف تہذیب کلمہ کوئی نہ ہو (دوم) علماء اسلام جن سے آپکو کد ہے اونکا ذکر طعن طنز سے (نہ اشارۃً نہ صراحۃً) نہ آنے پاوے۔ (۳) اپنی اُن باتون (جو اہل حدیث کی مقابلہ کیواسطے تجویز کر رکھی ہین اور جنکو مقدمات بناکر اونسے اپنے اخبار کے زینت بخشنے والے استدلال واسطے الزام دہی اہل حدیث کی کئے ہین۔ جیسے اہل حدیث وہابی ہین توبہ نامہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے مکہ مین لکھا ہے۔ ابو حنیفہ رح کو نواب صاحب بھوپال و فاضل ممدوح برا کہتے ہین وغیرہ) کو اگر میرے مقابلہ مین آپ تحریر کرین تو ہر ایک بات کو پہلے مدلل کر لین اور ان باتون کے رد مین جو دلایل فاضل ممدوح نے لکھی ہین ہر ایک کا جواب دیلین اگر ایک دلیل بھی بلاجواب آپنے چھوڑ دی اور وہی مردود بات پیش کی تو شکست فاش و کٹھہ حجتی آنجناب متصور ہوگی۔ (۴) ہمارا جواب آپ لکھین تو ہر دلیل کا اگر ایک بھی دلیل بلاجواب آپنے چھوڑ دی تو ہمارے مدعا کے ثبوت کو کافی خیال کیجاویگی (۵) آپکی قلم سے جوبات نکلیگی (خواہ ظرافت ہی مین ہو)

مسٹر بلنٹ کی رای موید تجویز اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۶

(بقیۂ عبارات صفحہ ۱۴۹ - کتاب مسٹر بلنٹ فیوچر اف اسلام)

اور معین پولٹیکل نظم و نسق اور ایک خاص اور معین وسعت جغرافیائی اوسکے وجود کی شرط مین داخل ہین اور علاوہ برین محمدیت ایک ایسی قوت ہی جو بلا کیسو ہونیکے نہین رہ سکتی - محمدیت یا تو دوست ہوکر رہیگی یا عدو ہوکر - آئندہ دس برس تک مسلمانون کے لئے کچھہ نہ کرنا گویا اُن سے مخالفت کا ٹھان لینا ہی - اونکی حالت مین بے پروائی اور بیخبری کی قبول کی قابلیت نہین ہی اور وہ ایسے نازک محل کے قریب ہوتی جاتی ہین کہ جہان کم سے کم اونکو دو باتون مین نہایت قوی اور مستحکم پولٹیکل حمایت کی ضرورت واقع ہوگی - خلافت کو دنیوی سلطنت کسی نہ کسی پیرایہ مین خواہ نخواہ قایم رہنے دینا پڑیگا گو وہ شاید سلطنت بطور شہنشاہی کے نہو - اور اگر اس باب مین اور حج مکہ کو آزادی کے ساتھہ پہونچنے مین اونکی حفاظت و حمایت مین کچھہ بھی کمی ہوئی تو پھر یہہ دعوی کرنا فضول اور بے سود ہوگا کہ ہم اونکے اغراض اور تعلقات کی حمایت کرتے ہین یا انکے اُنکے ساتھہ اپنے فرایض سلطانی کا کوئی حصہ ادا کرتے ہین - یہہ دلیل نہین قایم ہو سکتی کہ اگر ہم مسلمانونکے ساتھہ پولٹیکل جسٹس (انصاف و معدلت) کرینگے تو ہندوستان کی قاعدہ مساوات مذہبی مین کچھہ خلل پڑیگا - پس بعد زوال شہنشاہی عثمانیہ کے (جب کبھی اوسکا وقوع ہو) انگلستان کا طریق عمل اسلام کی نسبت صاف کھلا ہوا اور معین نظر آتا ہی - خلافت کو جو اگرچہ پھر شہنشاہی نہ رہیگی لیکن تاہم ایک خود مختار سلطنت ہوگی - برٹش سایہ حمایت مین لے لینا ضرور ہوگا اور اُسکی پولٹیکل قیام و وجود کی علانیہ ذمہ واری کر لینی ہوگی کہ آئندہ پھر یورپ کا کوئی حملہ اسمین خلل اندازی نہ کرے اور صفحہ ۲۰۵ مین لکھا ہی - حج کا انتظام بلا شبہ ہمارے فرایض کا ایک فوری اور ضروری حصہ ہے اور دنیای اسلامیہ مین ہمارے دباؤ اور رسوخ قایم رکھنے کے لئے ایک مقدم شرط ہی - ہماری سخت غلطی ہے اگر ہم اسمین غفلت کرین باب اول مین جو میننے نقشہ مندرج کیا ہی اوس سے معلوم ہوا ہوگا

---

* اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۷ مین جو اس عبارات کا نمبر صفحہ ۲۴۹ اور اس سے پہلی عبارت کا نمبر صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۲ لکھا گیا ہی وہ غلط لکھا گیا صحیح سب مین بجای ۲۰۰ کے ۱۰۰ ہے - ۱۲

کہ اب قریب قریب تمام حج عرب کو بذریعہ سفر بحری ہوتا ہی اور سب سی بڑا حصہ کسی قوم کی حاجیونکا جو عرب کو جاتا ہے برٹش مملکت سی آتا ہی۔ اور بصفحہ نمبر ۱۵۵ لکھا ہے بنسبت حج ایک نہایت ممتاز اور اور خیر خواہ مسلمان ہندوستان کی رای کو نقل کرتا ہون جو حال مین اپنی ہم مذہبون کی اون دعاوی کو گورنمنٹ ہند اس باب مین یعنی درباب حج اور دیگر امور مین انکی حمایت کوپیش اور ان پر بحث کر رہا تہا۔ اسلام مین مجموعی اتفاق پیدا کرنے کی جو تدبیرین سلطان عبد الحمید کر رہی ہین اور جو بقول اُس مسلمان کی ہندوستان مین ہنوز زیادہ کارگر نہین ہوئین۔ اُن تدبیرون کے تذکرہ مین وہ کہتا ہی کہ "لیکن مین یہہ بہی کہونگا کہ اس قسم کی خیالات کی پہیلانی مین یا اسلام مین اتحاد کی خواہش کو جوش اور اُبہار دلانی مین سب سی بڑا اور نہایت قوی وسیلہ یہہ ہے کہ حاجیان مکہ کو رسالہ تقسیم کئی جائین۔ سالانہ حج مکہ زیادہ مذہبی آدمیون کو ہندوستان کے ہر حصہ سی کہینچ لاتا ہے اور جب حاجی لوگ سفر حج سی معاودت کرتے ہین تو انکی ساتہہ ایک خاص عزت اور ادب کا برتاؤ ہوتا ہے کہ اُن نئی خبرون اور مسایل کو پوچھین اور دریافت کرین کہ جو اُن مقدس شہرون مین ظاہر اور شایع ہوئی ہین۔ پس اُن اشتہار دینی والون کے لئے سب سی زیادہ موثر طریقہ یہی ہی کہ حاجیون کو اپنی قابو مین لاوین۔ مین اُسکو موثر طریقہ کہتا ہون کیونکہ حاجی لوگ جو کہتے ہین اُسکا اثر مفصل کے دور ترین مواضع تک پہونچ جاتا ہی" بعد ازان یہہ لائق شخص اس تدبیر کو قطع کردینی والی تدبیر بتاتا ہی اور اس بات پر زور دیتا ہی کہ "گورنمنٹ حاجیون کو جدہ پہونچانے کا کام اپنی سپردگی مین لی۔ اور ایک ہندوستانی شخص کو ایجنٹ مقرر کرے کہ حاجی لوگ جب تک اُس مقدس سرزمین مین رہین انکی اغراض اور تعلقات کی نگرانی کرتا رہے" بالآخر وہ یہہ کہتا ہی کہ "اگر یہہ انتظام جو مینی پیش کیا ہے عمل مین لایا جائی تو اس سی انگلش گورنمنٹ تمام ہندوستان کی مسلمانون کی صرف خوشدلی اور رضامندی ہی نہ حاصل کریگی بلکہ حاجیون کے دل مین یہہ عمدہ خیال بھی گذرنے لگیگا کہ ہمپر ایک ایسی سلطنت کی رفاقت واجب ہے اور ایک ایسی سلطنت سے حمایت پانے کا ہم دعوی کرسکتے ہین جو علاوہ اوس سلطنت کے ہے جسکی ماتحت اہل عرب ہین (یعنی ترکی)۔ یہہ امداد اگر گورنمنٹ کی جانب سے کی جائے تو اُن

م اور اونکو دوست اور ہمسایہ اور ہم مذہب سمجھنے لگینگے [illegible] لوگ [illegible] کی [illegible] ہوتا ہے۔

تکلیفات*** کے مقابلہ مین جو حاجیون کو مکہ مین اور سفر مدینہ مین بوجہ بدانتظامی کے ہوتی ہین۔ دلون پر اسکا نہایت اثر پڑیگا۔ علاوہ بربین عملی طور پر یہہ مدد جو گورنمنٹ کیطرف سی کیجایگی نہایت موثر طریقہ سے اوس اثر کو رد کریگی جو واعظ لوگ حاجیون پر اس غرض سی قایم کرین کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری کی برخلاف اون مین ایک ابہار پیدا کردین۔ میری دانست مین اگر گورنمنٹ ہند کسی ایسی انتظام کی صرف خواہش کری تو وہ اپنا فایدہ آپ دکھاویگا۔ مجہکو قطعی طور پر یقین ہی کہ ایسی انتظام سے حکومت برطانیہ یعنی انگریزی عملداری کی نسبت مسلمانون کی پولیٹیکل خیالات پر اندازہ سی کہین زیادہ عمدہ اثر پڑیگا"۔ پس امید ہی کہ انگلستان محض اپنی ہی اغراض اور تعلقات پر نظر کرکے آیندہ صدی مین بہی یا اسیطرح کا طریق عمل اختیار کری اور اوسکی ابتدا اسی صدی سی کردی۔ انگلستان بالضرور تسلیم کریگا کہ اوسکی ایشیائی تعلقات اور اغراض یہہ ہین کہ ہندوستان اسلامیہ مین امر اطمینان

*** ان تکالیف کی تفصیل مولف نی اپنی کتاب (فیوچر آف اسلام) کے پہلے فصل مین کی ہی اسکا ایک پارہ کلام اس مقام مین نقل کیاجاتا ہے۔ صفحہ ۴۴ کتاب مولف نے کہا ہے۔

"زایر کیکو یقیناً مسلسل خطرات اور پریشانیون کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اونکو خواہ مخواہ وہ مسلمان سلطنت کی بدنظمی کا نتیجہ تسلیم کرتا ہی جو ہین کہ اوسنی مقدس ساحل پر قدم رکہا مصایب نے اوسکو گہیر لیا افسران ترک اوسکو مونڈلیتے ہین۔ قصبات کے مذہبی سیال اوسکو دیوانہ بنادیتے ہین اور کبہی کبہی بسلم کہلا قزاق لوگ اوسکو لوٹ لیتی ہین مذہبی حکومت مقامی اوسکی کچہہ فریادرسی نہین کرسکتی اور حرم کی محافظان اس جنہون نی اپنی دانست مین اپنی تئین حاکم بنا رکہا ہے۔ صرف محصولون کے ادا کرنیکا تقاضا کرنے مین مرد ہین۔ ہر قدم پر وہ بیچارہ لوٹا جاتا ہے اوسکو دہوکہ دیا جاتا ہے اور اوس سے بدسلوکی ہوتی ہے بجاے ایک ایماندار عابد کے۔ حجازی مجاوران درگاہ اوسکو زیادہ تر ایک چالاک دنیادار نظر آتے ہین اور بالآخر وہ شخص سفر کعبہ سے زیادہ غمگین ہوکر اور بقول اہل یورپ زیادہ عقلمند ہوکر پہرتا ہے مین یہہ نہین کہتا کہ یورپ لوگون کے یہہ اقوال صحیح ہین لیکن اونکا اصل یہی ہے اور وہ اوس کی کامیابی پر نازان ہین۔ ہم لوگون نے ہندوستان مین نہایت بے پرواہی سے ان تمام باتون کو اتفاقات پر چہوڑ دیا ہے"۔

اور مصر مین خوشدلی اور رضامندی رہی اور ہر جگہ اسلام کی زیادہ تر انسانیت کی خیالات کی عمدگی کے ساتھہ افزونی
ہوتی رہی پس یہہ باتین اوسکو اطمینان کے ساتھہ اوسیوقت حاصل ہوسکتی ہین جب وہ اوس حالتکو اختیار
کرے جسکا نشان مسبب الاسباب نے بنادیا ہے - یعنی دنیائے اسلامیہ کو ترقی کی راہ مین عمدہ اور بہتر باتون کیطرف
لیچلنے مین پیشوا* بنجائے - یہہ خدمت بڑی جلیل الشان ہے اور اسی لائق ہے کہ انگلستان اسکو قبول
کرلے اور انگلستان کو جو وسایل حاصل ہین وہ اس خدمت کو ادا کرنے کے لئے پورے
طورسے کافی ہین - دنیائے اسلامیہ کو اپنے پولٹیکل اور اخلاقی خطرات پر ایسا انبعاث ہوا ہے
کہ کبھی اوسکی تاریخ مین ایسا انبعاث نہین ہوا اور وہ ایک ایسے پیشوا کے لئے عام اس سے کہ وہ
کسی نام اور کسی قوم کا ہو چارون طرف دیکھہ رہے ہین جو اونکا مدد و معاون بنے مین کچھہ شبہ
نہین کرسکتا کہ اگر ایسے وسیع اور عظیم الشان قوت کے منصب ہدایت کو انگلستان چھوڑدیگا
تو کوئی دوسرا اولوالعزم ہمسایہ اُس منصب کا طلبگار ہوجائیگا - ایشیا مین برٹش سلطنت
پر تمام دنیا کو رشک وحسد ہے - اس سلطنت کی رونق اور کامیابی نے اپنے بہت سے دشمن
بنالئے ہین - پس یقیناً وہ لوگ اسلام کی تنگ حالی کو اُس سلطنت کے مقابلہ مین اپنے ہاتھہ کا ایک
انجن بنالینگے - جس سلطنت پر مسلمانان ہند اپنے اغراض اور تعلقات کی حمایت واجب سمجھتے ہین
جب وہ سلطنت بیخبری اور بے پروائی کریگی تو یقیناً وہ لوگ اُسکے سخت دشمن ہوجاینگے
اور گو وہ فوراً اس قابل نہ ہون کہ اپنی مخالفت کا اثر دکھادین لیکن یہہ بات تو ہونی ہے کہ ہمپر ایک
تردد کا وقت آئیگا پس اُسی کے ساتھہ اونکا موقع بھی آجائیگا - تمام باتون کو عمدہ اور مفید ہی
پہلو پر سوچین تب بھی یہہ ظاہر ہے کہ اگر اسلام دشمن رہا تو یہہ وہم بھی کرنا ہمیشہ کے لئے
ناممکن ہوجائیگا کہ ہم اپنی حکومت مین اور ہندوستان کی خلایق مین میل اور موافقت
پیدا کردینگے - وہ لوگ اپنا حامی اور پیشوا اور جگہ تلاش کرینگے - روس مین یا ممکن ہے کہ جرمن نیز
بلکہ فرانس مین بھی جسکو ہمارے تعلقات مصر پر رشک ہے - ایسے پیشوا نہین جیسے کہ ہم لوگ
اونکی بہتری کے لئے پیشوا بنتے بلکہ وہ خود اپنے منصوبون کی پیروی مین ہماری برائی کے لئے اونکے
پیشوا بنجاینگے - خلافت ایک ایسا ہتھیار ہے - جو ہر ایک ہاتھہ مین جلی طور پر کام دے سکتا ہے
یعنے روس کے لئے بغداد مین - فرانس کے لئے دمشق مین یا انگلینڈ کے لئے اسکو ایک دن جرمنی کے لئے

* یعنی دنیاوی اور انتظامی امور مین نہ مذہبی امور مین

(باقی آئندہ)

اشاعۃ السنۃ

نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ جلد ۷

بابت ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ھ و محرم سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ستمبر اکتوبر نومبر سنہ ۱۸۸۴ع

قیمت رسالہ و ضمیمہ بدستور یعنی نوابوں و رئیسوں سے سالانہ عہ گورنمنٹ اور عام اغنیا سے صہ متوسط اہل وسعت سے مجہ کم وسعت لوگوں سے ۱۲ار بے وسعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین **دعا خیر**-

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل کی اطلاع ثانی ہونا چاہئے اور بسبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار ہوگا - ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور محلہ سید مٹھہ

اشتہار

مدرسہ دیکا ضلع بریلی کے لئے ایک اہلحدیث مدرس کی جو صرف نحو معقول و معانی و حدیث و تفسیر پڑہانیکی قدرت اور تحریر مین مہارت رکھتا ہو ضرورت ہے - تنخواہ عہ خوراک علاوہ بران - سفر خرچ بذمہ مدرسہ ہے اس باب مین خط و کتابت بنام مولوی محمد بن عبد اللہ حسب نشان مذکور ہونا چاہئے -

(۲) ایک اسی قسم کے مدرس کی مدرسہ مطلع العلوم میرٹھ مین ضرورت ہے تنخواہ عہ خط و کتابت بنام حافظ عبد الرحمن مہتمم حسب نشان مذکور ہو -

(۳) ایک لائق شخص کی جو عربی کا سلیس اردو مین ترجمہ کرسکے اور حسب منشا محسنی مین خوب ماہر ہو اہتمام مطبع کرنے کیلئے بھی ضرورت ہے تنخواہ حسب تفاوت لیاقت عہ یا صہ ماہواری ہوگی طالب مجھسے خط و کتابت کرے

(۴) رسالہ مصباح الادلہ (جواب امداد الکافرین) صرف چند نسخے اور خریداروں کے لئے باقی ہیں اور تحفۃ القاریء صرف ۱۱ نسخے اب باقی رہ گئے ہیں جو لوگ اسکی خرید دیکھنا چاہیں جلدی کریں قیمت بھیجے

بیچنا انگی ایک حصہ سے یہ پانچ کی قیمت اول و دوم مع محصول لو لو ار قیمت سوم مع محصول ۱۲ار

مژدہ

مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جسکی توصیف و تعریف سے ہمارا قلم عاجز ہے دہلی مین چہپا ہے قیمت ہے محصول ڈاک مع تجلید عہ ۳ خط و کتابت بنام مولوی لطف حسین بہ نشان دہلی پہاٹک حبش خان ہونا چاہئے

دیگر

ایک رسالہ نحو المصادر مصدر فیوض کی طرز پر مولوی فیض بخش صاحب عظیم آبادی نے تالیف کیا ہے جو (حسب بیان مولف) عربی زبان سیکہنے پڑہنے والوں کے لئے بہت معین ہے قیمت مع محصول ۹ر خط و کتابت بنام شیخ واجد علی بہ نشان پٹنہ محلہ دہولپورہ ہونا چاہئے

دیگر

ایک رسالہ امثال مترادفہ جسمین عربی انگریزی فارسی ہندی کے ہم معنی امثال اردو کی گئی ہین ایک لائق ادیب منشی محمد حسین ملازم ریاست پٹیالہ نے تالیف کیا ہے جو ملاحظہ اہل سخن کے لائق ہے قیمت مع محصول عصر خط و کتابت مولف حسب نشان بالا ہونا چاہئے -

فہرست مضامین

نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱

اطلاع

یہ نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ باہم شامل سابق معمولی مقدار سے زیادہ چہپوائے گئے ہین مگر پہلے سے کم اسی نظر سے انکی قیمت پہلے سے کسی قدر زیادہ ہے - تینوں نمبر کی قیمت عام خریداروں سے اٹھ آنہ اور خاص اہل وسعت سے عصر اور دہ نسخہ کے خریدار کو ربع قیمت معاف -

مقامات خرید وہی ہین جو نمبر ۷ مین بتائے گئے ہین مطبع انصاری و مدرسہ قرآن و حدیث پہاٹک حبش خان دہلی -

مصطفائی پریس لاہور مین چہپا

مصر
اور
تصانیف نواب صاحب بھوپال

بعض متعصب (یا ناواقف و غیر محقق) اخباروں مین ہمنے یہ مضمون دیکھا کہ "نواب صاحب بھوپال امام ابوحنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کر کے مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چھپواتے ہین" تو ہمارے منصبی فرض (احقاق حق و ابطال باطل) نے ہمکو اس امر کی تحقیق و تفحص پر آمادہ کیا۔ بعد تحقیق و تفحص متعدد وسائل (خاص و عام) سے ہمکو یہ ثابت و محقق ہوا کہ جسقدر کتب نواب صاحب کی فرمایش سے یا صرف آپ کے لحاظ سے مصر یا قسطنطنیہ[*] مین طبع ہوئی یا زیر طبع ہین انمین سے کم سے کم ایک کتاب بھی ایسی نہین ہے جو امام والا مقام کے رد مین تالیف ہوئی ہو۔

اس مقام مین ہم ان کتب (مطبوعہ مصر یا قسطنطنیہ) کی فہرست درج کر کے ناظرین و معاصرین با انصاف سے انصاف کے طالب ہین اور اس امر کے مستفسر کہ ان کتب مین سے یا خارج ازان ایسی کونسی کتاب ہے جو امام ابوحنیفہ کے رد مین تالیف ہوئی ہے ہمارے منصف معاصرین اس قسم کی کوئی کتاب ان کتب مین یا خارج ازان بتا دین تو بذریعہ اپنی اخبارات اُن متعصب یا ناواقف اخبار والوں کو

---

[*] **نوٹ لائق توجہ گورنمنٹ** قسطنطنیہ مین کوئی کتاب نواب صاحب کی فرمایش یا خرچ سے طبع نہین ہوئی۔ مہتمم الجوائب نے خود بلا ایما نواب صاحب اپنی تجارتی فائدہ کے لئے کتاب نمبر ۹۹ و ۱۱۰ چھاپ لین ہین ہان مصر مین انکی فرمایش سے بقیہ کتب مذکور طبع ہوئی ہین جسکا سبب صرف یہ تھا کہ وہان کا غذ عمدہ لگایا جاتا ہے۔ پرنٹ عمدہ ہوتا ہے تصحیح اچھی ہوتی ہے کام مین جلدی عمل مین آتی ہے۔ ولیکن ہمکو ایک خاص راسلت سے معلوم ہوا ہے کہ محرم سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۸۸۴ء سے نواب صاحب بھوپال نے موجودہ انقلابات و دگرگون حالات اور پولیٹکل خیالات کی نظر سے مصر سے طبع کتب کا سلسلہ و معاملہ بالکل قطع کر دیا ہے بلکہ خط و کتابت آمد خبار الجوائب کو بھی موقوف کر دیا ہے ہم نواب صاحب کی اس رائے و تدبیر کو احتیاط و عاقبت اندیشی پر مبنی سمجھتے ہین اور انکی ایسی احتیاطون اور دور اندیشیون کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہین سابق مین عرابی پاشا کی بغاوت کا نشان مصر مین قائم ہوا تھا تب بھی نواب صاحب بھوپال نے مصر سے خط و کتابت بلکہ عرب لوگون کی آمد و رفت بھوپال سے بند کر دی تھی چنانچہ پہلے بھی نمبر ۳ جلد ہ سالنامہ السنہ مین یہ بات جتائی گئی ہے اب علاقہ مصر مین بغاوت مستحکم ہو گئی ہے اور لارڈ نارتھ بروک کی پالیسی ناتمام رہی تو نواب صاحب مصر سے بے تعلقی (تجارتی معاملات مین کیون نہو) مناسب معلوم ہوئی ہے یہ انکی عاقبت اندیشی و خیرخواہی گورنمنٹ کی دلیل ہے

سمجھائین کہ وہ اپنے منصب ریفارمری کو بڑھائینگے اور اس قسم کی وحشت تنفر خیز و مفاسد انگیز
مضامین سے اپنی اخبار ونکو بچاوین - اور اگر ایسی کوئی کتاب ان مین یا خارج ان سے پاوین تو ہمکو اس سے
آگاہ کرین اسپر ہم نواب صاحب بھوپال کی خدمت مین کچھ ناصحانہ التماس کرینگے اور تابعین امام والا مقام کی
دل شکنی و آزردگی کے مکافات عمل مین لاوینگے - وہ فہرست یہہ ہے

فتح الباری شرح صحیح بخاری - تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر - نزل الابرار و علم ادعیہ و اذکار
نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار خلاصہ اسماء الرجال - رسالہ وصایا ابن عربی - رسالہ بشارت بر اعمال صالحہ
لقطۃ العجلان در تاریخ - بلغہ در علم لغت - نشوۃ السکران در علم لوب - علم الخفاق در علم اشتقاق
کتاب احکام مستورات - الروضۃ الندیہ شرح الدرر البہیہ -

بقیہ عبارت صفحہ ۱۵۷ کتاب (فوجراف) مسٹر بلنٹ

موید تجویز اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۶

ہرگاہ ان قومون مین سے کسی قوم کی حمایت مین آگئے تو خلافت شاید ہندوستان
مین ہماری حالت کو ناقابل برداشت کر دیگی - اور مسلمانون کی شدت عداوت و
مخالفت کے پیمانہ کو ہمارے لئے بھر دیگی جسکا پیشگی مزاہم ابھی سے ان سازشون مین جلکیہ
رہی ہین جو قسطنطنیہ مین اسلام کو مجموعی طور پر برانگیختہ کرنے کے لئے ہو رہی ہین - لیکن خیر
اب مین اس طرز استدلال سے کنارہ کرتا ہون کیونکہ بہرکیف یہ خیالات خود غرضی پر مبنی
ہین اور نامناسب ہین - اصل بات یہ ہے کہ انگلستان کو لازم ہے کہ جو امانت اور خدمت
اس نے قبول کی ہے یعنی یہ کہ ایشیا کی عمدگیون کو ترقی اور وسعت دیگی نہ یہ کہ انکو برباد کریگی
اس امانت کو نگاہ رکھے اور خدمت کو بجا لاوے - اسلام کا برباد کر دینا اسکے اختیار مین نہیں ہے - اور
نہ وہ اسلام سے اپنا تعلق جدا کر سکتی - لہذا برائے خدا انگلستان اسلام کی دستگیری کرے اور دلیری کے ساتھ راہ صواب
مین اسکو ابھارے صرف یہی طریق عمل لائق اور مناسب ہے اور صرف یہی دانشمندی کی بات ہے بلکہ مین اصرار کرتا ہون کہ ایک
پوری صدی تک جہاد کرنیکی بہ نسبت یہی طریقہ زیادہ عقلمندی کا ہے اور زیادہ تر شایان انگلستان ہے

بقیہ ریویو براہین احمدیہ

مذہبی نکتہ چینی کی جواب کا بقیہ

(جسمین فریق دوم یعنی لدھیانہ کی مکفرین کا جواب ہے)

اور جب انہی الفاظ سے (یعنی الفاظ آیت نمبر ۵ سے جو بہ صفحہ ۱۷۲ نمبر ۶ رسالہ منقول ہوئے) خدائے تعالٰے نے انکو مخاطب و ملہم کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن کی آیت مین) وہ اپنا اور پہلے ولیون کا بیان حال مراد خداوندی سمجھتے ہین چنانچہ صفحہ ۵۰۴ مین کتاب کے ان الفاظ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین "ہمین اپنی ذات کی قسم ہے ہمنے تجھسے پہلے بھی اُمت محمدیہ مین کئے کامل اولیا بھیجے ہین"

اور آیت **نمبر ۶** (منجملہ آیات منقولہ صفحہ ۱۷۲) کے قرآن مین تو وہی معنی سمجھتے ہین کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخاطب ہین۔ اور اسمین وحی سے آپ کی وحی رسالت مراد ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالٰے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ اپنے آپکو مخاطب و مراد خداوندی سمجھتے ہین اور **وحی** سے **الہام عام** جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے اور اسپر اطلاق لفظ وحی متعدد آیات مندرجہ حاشیہ وغیرہ

و اوحینا الی ام موسی (القصص ع ۱)	مین پایا جاتا ہے۔
و اذ اوحیت الی الحواریین (مائدہ ع ۱۵)	اور آیت **نمبر ۷** کا مخاطب تو وہ آنحضرت

کو سمجھتے ہین اور اس **فتح** سے جو اُس آیت مین مذکور ہے فتح مکہ مراد خداوندی جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالٰے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ فتح سے براہین و دلائل ہے فتح مراد خداوندی قرار دیتے ہین

(اسکی تشریح و تفصیل مولف کی کلام سے رسالہ نمبر ۶ و ۷ مین پولیٹیکل نکتہ چینی کی جواب مین بخوبی ہو چکی ہے)۔

اور آیت **نمبر ۸** کا مخاطب قرآن مین تو وہ آنحضرت ہی کو سمجھتے ہین اور **کوثر** سے اس آیت مین حوض کوثر میدان محشر (جسکا آنحضرت کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ وعدہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کو بھی نہین دیا گیا چہ جائے ولی) مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان مین (نہ آیت قرآن مین) وہ آپنے آپ کو مخاطب سمجھکر کوثر سے وہ **معارف کثیرہ** (جو خدانے انکو عطا فرمائے ہین) **مراد** خداوندی قرار دیتے چنانچہ بصفحہ ۵۱۰ کتاب ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ وہ ان الفاظ سے کرتے ہین "ہمنے تجھے معارف کثیرہ عطا فرمائے ہین سو اسکے شکر مین نماز پڑھ اور قربانی دے"

اور آیت **نمبر ۹** مین قرآن مین تو وہ لفظ یا عیسی سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے انکا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا جانا (جیساکہ عام مسلمانون کا خیال ہے) اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ لفظ **عیسی** سے اپنے آپ کو (اس مناسبت روحانی کی نظر سے جو ان مین اور حضرت مسیح مین پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۹۰ رسالہ نمبر ۶ مین بیان ہو چکی ہے) **مراد** خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے حجج و براہین سے رفعت۔ اس کی تشریح بھی مولف کے الفاظ سے نمبر ۶ مین بخوبی ہو چکی ہے۔

اور آیت **نمبر ۱۰** مندرجہ قرآن کی نسبت تو وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ اس مین **نازل** و منزل بحق سے قرآن مجید ہی **مراد** ہے جو آنحضرت پر اترا ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ نازل

و منزل بحق سے وہ معارف وحقایق اسلام مراد رکھتے ہین جو خدا سے تعالے کی طرف سے انکے دل پر منکشف ہوئے ہین۔

انہی معارف وحقایق کا نزول وہ اُس عربی فقرہ مین جسمین **قادیان** کے قریب الہام **نازل ہونے** کا بیان ہے **مراد** خداوندی سمجھتے ہین۔ نہ قرآن مجید کا نزول جسکا آیت انا انزلناہ مین ذکر ہے۔ چنانچہ بصفحہ ۴۹۰ کتاب اِن الفاظ کا

انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

ترجمہ وہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین۔ "ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام پُر از معارف وحقایق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے"۔

اِسمین کسیکو لفظ **نزول** سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا **شبہ** گذرے تو اسکو یون دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہ لفظ بخشش وعطا کے معنون مین بھی آیا ہے۔ دیکھو خداے تعالےٰ نے جو ہمکو مواشی جانور کھانے دودھ پینے سواری کرنیکو عطا فرمائے ہین اِن کے عطا کو بھی آیات منقولہ حاشیہ مین اسی لفظ نزول سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ایک آیت مین فرمایا ہے۔ خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑے مواشی اُتارے (یعنی عطا فرمائے) ہین۔ جنکو دوسری آیت مین بکری بھیڑ گائے اونٹ کے جوڑون سے تفسیر کیا ہے۔ پس ایسا ہی عطا الہام معارف صاحب قادیان کو نزول سے تعبیر فرمایا تو اِس سے نزول قرآن و وحی آیات کا شبہ کیونکر پیدا ہوا۔

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (زمر ع) ثمانیہ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (انعام ع)

اور آیت **نمبر ۱۱** مین قرآن مین تو وہ آدم سے **باوا آدم** علیہ السلام اور انکو

زوج سے اما حوا اور بہشت سے وہ بہشت جسمین حضرت آدم علیہ السلام رہتے تھے مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدا نے انکو مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) ادم سے وہ اپنے آپکو (اُس مناسبت روحانی کی سبب جو بہ صفحہ ۴۹۷ کتاب بیان کرچکے ہین اور عنقریب وہ اس نمبر مین منقول ہوگی) مراد خداوندی قرار دیتے ہین اور زوج سے اپنے اتباع اور رفقا اور بہشت سے دین اسلام جو بہشت کا وسیلہ ہے چنانچہ بصفحہ ۴۹۶ کتاب ان الفاظ کو اور ان کے ہم معنی دو فقرے عربی منقولہ حاشیہ اور نقل کرکے انکا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین۔ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسایل مین داخل ہو جاؤ۔

یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶)

آیت نمبر ۲ و ۳ کا مولف نے ترجمہ نہین کیا اسلئے ہمنے ان کے الفاظ سے مراد مولف کی کلام سے نہین بتائی لیکن بلقیاس ترجمہ و مراد بقیہ الفاظ آیات یہی یقین کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید مین تو وہ لفظ مدثر سے آیت نمبر ۲ مین آنحضرت صلعم کو ایسا ہی لفظ فاصدع سے آیت نمبر ۳ مین آنحضرت صلعم کو مراد و مخاطب جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب کیا تو اُن الفاظ مین (نہ آیات قرآن مین) وہ اپنا کسی وقت کپڑا لپیٹ کر لیٹ جانا اور باظہار حق مامور ہونا مراد خداوندی قرار دیتے ہین۔

ایسا ہی اس فقرہ عربی کا جسمین مولف کی نسبت لفظ اِختر تُک* (یعنی تجھے مین نے چن لیا) وارد ہے (اور وہ آیت نمبر ۱۱ کے بعد رسالہ نمبر ۶ مین بصفحہ ۱۷۳ منقول ہے) مولف کی کلام سے مطلب ظاہر نہین ہوتا مگر بہ قرینہ اور کلمات مولف کے جنمین صاف تصریح ہے کہ مولف کو پیغمبری کا دعوی نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہان

*۔ اس فقرہ مین لفظ وجاہت بھی شائد محل اعتراض ہوگا۔ اسکا جواب صفحہ (۳۱۷) مین آویگا۔ (انشاء اللہ تعالی)

چن لینے سے وحی و رسالت سے چن لینا **مراد** نہین جو انبیا علیہم السلام سے مخصوص ہے اور متعدد آیات (منقولہ حاشیہ وغیرہ) مین اِن کے حق مین استعمال ہوا ہے - بلکہ اِس چن لینے سے خاص قرب و **ولایت** سے چن لینا جو انبیا کے سوا اور اصفیا و اولیا مین بھی پایا جاتا ہے - یا عام **ہدایت** اسلام و ایمان سے **چن لینا** (جو گنہگاران اہل ایمان مین بھی موجود ہے) مراد ہے اور اِن دونون معنون مین اِس لفظ کا استعمال بھی بہت مواضع قران مین پایا گیا ہے - حضرت **مریم** علیہا السلام کے حق مین خدائے تعالے فرمایا ہے - ہمنے تجھے جہان والون کی عورتون سے چن لیا - حضرت **طالوت** کے حق مین (جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے) انکے نبی شمویل کا یہ قول قران مین منقول ہے خدائے تعالے نے انکو چن لیا ہے - عام **بنی اسرائیل** کے حق مین خدائے تعالے نے فرمایا ہے ہم نے اِن کو علم کے ساتھ جہان والون سے چن لیا - عام **مومنون** کے حق مین فرمایا ہے پھر ہمنے کتاب کا وارث اِن لوگون کو کیا جن کو اپنے بندون مین سے چن لیا پھر ان مین سے کئی اپنی جان پر ظلم کرتے والے (گنہگار) ہین کئی نیک و بد مین میانہ رو کئی خدا کی مرضی سے نیکیون مین تیزرو ہین - یہی بڑا فضل ہے -

یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی (اعراف ع ۱۷)
واصطنعتک لنفسی (طہ ع ۲)
وانھم عندنا لمن المصطفین الاخیار (ص ع ۴)

یا مریم ان اللہ اصطفٰک (آل عمران ع ۵)
ان اللہ اصطفاہ علیکم (بقر ع ۳۲)
ولقد اخترناھم علی علم علی العالمین (دخان ع ۲)
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذٰلک ھو الفضل الکبیر (فاطر ع ۴)

ان **تمثیلات** مین ان یازدہ گانہ آیت قرانیہ کی (جو استدلال فریق دوم کی تائید مین نمبر ۶ مین منقول ہوئی تہین) مولف براہین احمدیہ پر نازل ہونے سے مراد کی ایسی **تفصیل** ہوئی ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو مہبط وحی رسالت و مورد نزول و مخاطب قران ہونے کا دعوے نہین **اور** ان **آیات** وغیرہ عربی فقرات کے جنکے الہام و نزول کا مولف براہین کو دعوے ہے **معانی** ایسے بیان ہوئے ہین جن سے ثابت ہے کہ مؤلف براہین کو اُن کمالات کے حصول کا ادعا نہین جو انبیا سے مخصوص ہین - ایسا ہی ان سب باقیماندہ آیات قرانیہ کو سمجھنا چاہیئے جن کے نزول والہام کا مولف کو دعوے ہے -

قران مین تو وہ ان آیات کو ان ہی مواقع اور معانی سے مخصوص سمجھتے ہین جن سے وہ (قران یا پہلی کتابون مین) مخصوص ہین - اپنی شمولیت یا خصوصیت اور اپنے حال کے مناسب کوئی امر مراد خداوندی قرار دیتے ہین تو انہی الفاظ آیات یا فقرات مین جو خدائے تعالے نے اس زمانے مین ان کے خطاب و الہام مین فرمائے ہین جس کو بنظر و لحاظ انکی مخاطب کے کوئی قران نہین کہہ سکتا اور نہ انکی معانی و مراد کو جنکی مولف نے تشریح کی ہے کوئی خاصہ انبیا سمجھتا ہے -

بالجملہ جو اہل اسلام مین قران کہلاتا ہے* اسکے نزول کا مولف کو دعوے نہین ہے اور نہ ان کمالات کے حصول کا دعوے

* جو لوگ اس نکتے کو نہین سمجھتے وہ مولف کے دعوے نزول آیات قرانیہ پر کبھی تو یہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین کو مہبط قران ہونے کا دعویٰ ہے اور کبھی (جب ان آیات کے وہ معانی جو براہین احمدیہ مین بیان

ہے جو انبیا سے مخصوص ہین اور نہ معانی آیات قرآنی سے انکو تعرض ہے اور جسکے نزول وحصول کا انکو دعوے ہے اور اسکی تفسیر و تاویل سے انہون نے تعرض کیا ہے وہ بلحاظ مخاطب قرآن نہین کہلاتا - اور نہ اسکا حصول خاصہ انبیا ہے -

ملحقہ حاشیہ صفحہ ۲۴۳

ہوئے اور ہم نے اس کتاب سے سلسلہ وار بذیل آیات مذکورہ نقل کئے ہین پڑہتے یا سنتے ہین انہین اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین نے قرآن کی اپنی راے سے تاویل کی ہے جو تحریف کہلاتی ہے جسکو علما ء اسلام نے ناجائز کہا ہے چنانچہ شرح عقائد وغیرہ کتب عقاید و اصول مین لکھا ہے کہ نصوص کتاب و سنت کا ان کے ظاہر معانی پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کہ کوئی مانع قطعی ظاہر معانی سے نہ پہیرے

النصوص من الکتاب والسنة تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنھا مانع قطعی شرح عقاید

ہمارے اس جواب نے ان دونون اعتراضون کو دفع کیا اور یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جن آیات قرانیہ کے نزول کا مؤلف کو دعوے ہے اور ان کے معانی خلاف ظاہر معانی قران مولف براہین نے بیان کئے ہین وہ اسوقت جبکہ وہ مولف براہین پر القا یا نازل ہوئے ہین اور اس نظر سے کہ انکا مخاطب و ملہم مولف براہین احمدیہ ہے قران نہین کہلاتین - اور جو عام اہل اسلام اور مولف براہین احمدیہ کے نزدیک قران کہلاتا ہے اسکے ہبوط و مورد نزول ہونیکا مؤلف کو دعوی نہین اور نہ ان کے معانی مرادہ سے اسنے کسی وجہ سے تعرض کیا ہے اس جواب سے جو مولوی صاحب امرتسری کا یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ آیات قرآن نہین تو مثل قران ہوئین جو صورت و الفاظ مین قران کی برابری و مقابلہ کر سکتی ہین اس سے قرآن کا دعوے بے مثلی و تحدی باطل ہوتا ہے اس کا جواب ابہی متن مین دیا جاتا ہے -

اسپر مولوی صاحب امرتسری (سرگروہ فریق اوّل) کا یہہ اعتراض (جو بصفحہ ۲۷۴ نمبر ۹ جلد ۷ مین گزرا) کہ جو آیات غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین وہ قران نہین تو صورت و الفاظ مین مثل قران تو ہین - اس سے قران کا دعوی تحدی و اعجاز ٹوٹتا ہے نہایت تعجب کا مورث اور کمال افسوس کا محل ہے - خدا جانے اس بزرگ کے فہم کو کیا ہو گیا - کہ ایسی باتین اسکی قلم و زبان سے نکلتی ہین - اور زیادہ تر افسوس اُن لوگون پر ہے جو صاحب فہم سلیم و حواس مستقیم کہلاتے ہین - اور کسی قدر پڑھے لکھے بھی ہین پھر وہ اپنے سرگروہ (معترض) کی ایسی باتون کو بے سوچ بن سمجھے بسر و چشم قبول کر لیتے ہین - یہہ سب حضرات استاذ و شاگرد اتنا نہین سمجھتے - کہ ان آیات کو جو غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین مثل قران کیونکر کہہ سکتے ہین جبکہ وہ بعینہا قران مین موجود ہین - انکو قران نہ کہنا تو صرف اس نظر سے ہے کہ اسوقت اِسکا مخاطب و ملہم غیر نبی ہے - حقیقت مین تو یہہ وہی آیات ہین جو قران مین موجود ہین اور اس نظر سے کہ قران مین ان کے مورد نزول و مخاطب آنحضرت ہین وہ قران کہلاتی ہین - اور ایک کلام کو ایک ہی وقت مین مخاطب (یا متکلم) کے لحاظ سے قران اور غیر قران کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد و محل اعتراض نہین ہے - اور کلام* ہمیشہ مخاطب یا متکلم کے اختلاف سے (باوجودیکہ

---

* ہماری اِثبات کی تائید سرگروہ فریق اوّل کی کلام مین بھی پائی جاتی ہے - آپ اپنے رسالہ ابطال الہام کے حاشیہ صفحہ ۲۵ مین بجواب اپنے خصم کے (جو قول منافقین لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل" کے موافق قران نازل ہونیسے جواز الہام آیات نکالتا ہے) - فرماتے ہین "قبل از نزول قران یہہ کلمہ اسکو القا ہوئے قران کا الہام اسکو نہین ہوا کیونکہ یہ قران اسوقت نہین ہوا جب وحی رسول اللہ صلعم پر لیکر آیا تب کلام اللہ تھا" اسمین صاف اقرار ہے کہ پہلے یہ قول جبکہ منافقین نے کہا تھا قران نہ کہلاتا تھا جب حکایت حال منافقین کے ضمن مین اس کلام کا متکلم خدا ہوا اور قران مین اُترا تب قران کہلایا

اسکے الفاظ صورت کچھہ نہ بدلی مختلف نام رکھواتا ہے - کبھی ایک کلام جبکہ اسکا متکلم (مثلاً) خدائے تعالے کو ٹھیرایا جاسے کلام رحمانی کہلاتا ہے - کبھی وہی کلام جبکہ اسکا متکلم شیطان یا فرعون ٹھیرایا جائے شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے - اسکی **تمثیل** مین ہم دو کلام قران سے پیش کرتے ہین - قرآن مین ایک یہہ **کلام ابلیس** سے منقول ہے - انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین - اور ایک یہ **کلام فرعون** سے انا ربکم الاعلی - ان دونون کو اگر یون خیال کرین کہ یہ ابلیس و فرعون کے کہے ہوئے ہین (خواہ کسی زبان مین انہون نے کہے ہون) تو یہہ کلام **شیطانی و فرعونی** کہلاتے ہین - اور **اگر** بعینہ ان دونون کی **نسبت** یہہ خیال کرین کہ بہ ضمن حکایت ابلیس و فرعون یہہ کلام خدا مین پائے گئے ہین تو یہہ **کلام رحمانی** اور جزو قران کہلاتے ہین - ایسا ہی

*ہٰذا اس تقسیم مین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گو وہ کلام جو فرعون یا ابلیس نے کہا تھا عربی مین نہ تھا - عربی مین صرف اسکا ترجمہ قران مین ہوا ہے مگر پھر بھی وہ بلحاظ اس کے کہ اسکا متکلم (خواہ کسی زبان مین ہو) فرعون یا ابلیس ہے - کلام فرعون یا کلام ابلیس کہلاتا ہے - سرگروہ فریق اول کا حاشیہ صفحہ ۳۵ رسالہ ابطال الہام مین یہہ کہنا کہ کلام فرعون انا ربکم الاعلی عربی مین نہ تہا اسلئے وہ وہ قران نہین ہوسکتا ہماری بات کے مخالف نہین بلکہ فی الجملہ موافق اور اُسکا موید ہے - ہم بھی یہی لکھتے ہین کہ اس لفظ انا ربکم الاعلی کو جب کلام فرعون ٹھہرایا جائے (خواہ وہ کسی زبان مین ہو) قران نہین کہا جاتا - یہ لفظ قران مین آیا اور خدا نے حکایت حال فرعون مین فرمایا تب قران کہلایا گو اس کی وجہ ہم اور بیان کرتے ہین - اور وہ بزرگ اُور جس سے ہم کو انکار نہین -

اختلاف* مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئے - جو کلام خدا تعالٰے نے آنحضرت کے خطاب مین فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب (معروف) مین درج ہوکر مسلمانون مین پڑھا جاتا ہے - وہ قران کہلاتا ہے - وہی کلام اگر کسی غیر نبی کے خطاب مین اور پہلی کتاب (توریت انجیل وغیرہ) مین یا کسی ولی کے الہام مین خدا نے فرمایا ہے تو وہ قران نہین کہلاتا - گو حقیقت مین وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن مین پایا جاتا ہے **بالجملہ** یہان بجز ایک کلام دوسرا کلام نہین ہے - جسکو مثل یا نظیر کہا جا سکے -

یہہ بات معترض کے خیال مین بھی آئی ہے - اور بنا رعلیہ اپنے اعتراض مقابلہ بالمثل سے آنکھ بند کرکے خود یہہ خیال کرلیا یا کیکو اس خیال پر پایا ہے کہ ان الہامات مین اقتباس بقران پایا جاتا ہے - پھر اسپر یہہ **اعتراض** جڑدیا ہے کہ اقتباس بقران کو تو فقہا نے کفر قرار دیا ہے - ان الہامات مین اقتباس بقران کیون کیا گیا - لیکن اس اعتراض کے وقت بھی اتنا نہ سوچا کہ فقہا نے کس اقتباس کنندہ کو کافر کہا ہے - اور یہان اقتباس کنندہ کون ہے -

بزرگ آدمی! فقہا کے نزدیک (آپ کے زعم مین نہ نفس الامر مین) اقتباس کرنے سے کافر ہوتے ہین تو انسان یا مسلمان جو انسان ہوکر کلام خدا سے اقتباس کرتے ہین اور ان **الہامات** مین (اگر اقتباس بہ قران ہے تو) اقتباس بہ قران کرنے **والا خود خدا** ہے - جو کبھی کسی فعل سے اور کسی فقیہ کے فتوے سے **کافر** نہین ہوسکتا - اور اگر خدا کی نسبت بھی اس اقتباس کے سبب آپ فتوی

* اسکی مثالین ہزارون کلام ہین جو قران اور پہلی کتابون مین مشترک ہین - پہلی کتابون مین وہ اور انبیا کے خطاب مین فرمائے گئے ہین - قران مین آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوئے -

کفر دیتے ہین تو بتادین کہ اس فتوی مین آپ کا پیشوا و مقتدا کون ہے اور کس
کتاب فقہ چھوٹی یا موٹی نئی یا پُرانی مین لکھا ہے کہ اگر خدائے تعالے اپنی کسی
کلام مین اپنی دوسری کلام سے اقتباس کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اسکا
جواب آپ دین خواہ نہ دین ان الہامات مین آپ کی تجویز اقتباس اور اُسپر مقتبس
کی تکفیر سے اتنا تو ثابت ہوا کہ آپ اس کلام کو بعینہ قرآن سمجھتے ہین تب ہی اسپر
اقتباس کا اعتراض کرتے ہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی
وہ آیات مثل قران نہین عین قران ہین اور وہ اعتراض آپ کا بے سوچے بن سمجھے
قلم سے نکل گیا ہے۔ اس مقام مین پھر معترض کے فہم پر افسوس کرتا ہون اور
زیادہ تر ان لوگون پر جو صاحب فہم وحواس کہلا کر معترض کے ایسے اعتراضونکو
تسلیم کر لیتے ہین۔

اور اگر بر سبیل تنزل اور بطور فرض ان آیات ملہمہ کا مثل قران ہونا
ہی مان لین تو بھی قران کا بے مثل ہونا باطل نہین ہوتا اور نہ اسکا دعوی
اعجاز و تحدی ٹوٹتا ہے۔ یہان اگر (بقول معترض) قرآن کی مثل پائی گئی ہے تو
وہ خود خداے تعالی کی طرف سے ہے نہ کسی مخلوق (جن وانس) کی طرف
سے۔ اور جس مثل قران کی خداے تعالے نے نفی کی ہے اور بناء علیہ قران معجز
و بے مثل کہلاتا ہے اور منکرین سے تحدی (طلب معارضہ و مقابلہ بالمثل) کرتا ہے
اس سے مخلوق کی بنائی ہوئی مثل مراد ہے نہ وہ مثل جسکو خود خدا نازل
کرے خداے تعالے نے جہان مثل کا مطالبہ کیا ہے وہان منکرین قران (جن و
انسان) کو مخاطب کیا ہے چنانچہ مشرکین مکہ کو فرمایا ہے کہ تم کو قران کی

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله (بقره ع ۳)	منجانب اللہ نازل ہونے مین شک ہے تو تم کوئی سورت مثل قران بنا لاؤ۔

دوسری آیت مین یون فرمایا ہے کہ اگر آدمی اور جن ملکر اس بات پر اتفاق کرین کہ اِس قران کی مثل بنا لائین تو نہ لاسکین گے اگرچہ ایکدوسری	قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع)

کا مددگار ہو جائے۔

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قران کی مثل مخلوق سے نہین بنائی جاتی نہ یہہ کہ خدا سے تعالے بھی اسکی مثل بنانے پر قادر نہین۔ بنا رعلیہ اگر آیات ملہمہ کو (جو خدا کی طرف سے مؤلف براہین احمدیہ پر نازل ہوئی مانی جاتی ہین) مثل قران بھی مان لیا جائے تو اس سے قران کا وہ دعوی کہ اِس کی مثل بنانے پر جن وانس قادر نہین ہین اور وہ جن وانس کی بنائی ہوئی مثل نہین رکہتا کہان باطل ہوتا ہے۔ اِس مقام مین مجھے پہر معترض کے فہم پر **افسوس** کرنے کا موقع ملا ہے اور **زیادہ** اُن لوگون پر افسوس کرنیکا جو اہل علم کہلا کر معترض کی ایسی باتون مین اسکی تقلید کرتے ہین اور بے سوچے بن سمجھے ان باتون پر ایمان لاتے ہین اور اتنا نہین سوچتے کہ بہ شق فرض نزول آیات قرآن غیر نبی پر ان آیات کا نزول خدا کی طرف سے ہے۔ پہر اگر وہ مثل قران ہون بھی تو اس سے قرآن کا کیا نقصان ہے اور ایسی مثل قران کے نفی ومحال ہونے پر عقلی یا نقلی کونسی دلیل قائم ہے۔

استدلال فریق دوم کا ایک جواب تمام ہوا کہ مولف کو ہرگز یہ دعوی نہین کہ آیات قرآن کا مورد نزول ومخاطب مین ہون اور نہ یہہ دعوے ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھہ مین متحقق ہین اور جن الہامات وکلمات مولف سے فریق دوم نے یہہ دعاوی نکالے ہین اِن سے یہہ دعاوی ہرگز نہین

نکلتے۔ پھر انکی نسبت فریق دوم کا یہ گمان بد وظن فاسد کہ ان کو درپردہ پیغمبری کا دعوی ہے بہتان و افترا نہین تو کیا ہے؟

دوسرا جواب ہمنے بطور تنزل و فرض محال یہہ بھی مان لیا کہ جن باتون کی ہمنے جواب اول مین نفی کی ہے وہ مؤلف کی کلام سے ضرور نکلتی ہین اور جو کچھہ ہمنے انکے کلام کی تصحیح و تشریح مین کہا ہے وہ سب غلط ہے پھر بھی جو کچھہ اُن کے ذمے لگایا جاتا ہے اِن کے کلام کا مفہوم و لازم ہوگا اِسکو صریح منطوق کلام مؤلف تو کوئی نہ کہہ سکیگا کیونکہ مؤلف نے صریح کہین نہین کہا کہ قران مجھہ پر نازل ہوا ہے اور نہ کہین صریح پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور نہ یہہ صریح کہا ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھہ مین پائے جاتے ہین یہ باتین فریق دوم کو انکی کلام سے مفہوم ہوئی ہین اور بزعم فریق دوم مولف کے دعاوی سے لازم آئی ہین۔ اور ظاہر ہے کہ **لازم مذہب عین مذہب نہین** ہوتا اور نہ **مفہوم کلام بمقابلہ منطوق لایق اعتبار** سمجھا جاتا ہے۔ یہ باتین کتب اسلام مین بطور اصول تسلیم کی گئی ہین۔ چنانچہ **حضرت شاہ ولی اللہ**رح نے **حجۃ اللہ البالغہ** مین اور امام **شعرانی** نے **یواقیت والجواہر** مین فرمایا ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا۔ اور عامہ کتب اصول مین مرقوم ہے کہ مفہوم بمقابلہ منطوق حجت نہین ہوتا۔

> لازم المذھب لیس بمذھب (حجۃ اللہ البالغہ) قال الکمال والصحیح ان لازم المذھب لیس بمذھب (یواقیت والجواھر)

پس جس حالت مین مولف کی صریح کلام مین یہہ باتین کہ وُہ اونے امتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور جو کچھہ مولف کو عطا ہوا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا طفیل ہے اور اصل **کمالات و برکات** آنحضرت مین ہین، مولف مین صرف **انکا ظل**

(سایہ) ہے۔ پائی جاتی ہین تو اس منطوق کلام مولف کے مقابلے مین اُس مفہوم کلام مولف کا (جو صرف فریق دوم کے خیال مین آیا ہے) کیا اعتبار ہے - اور انکے قول کا لازم (بزعم فریق دوم) عین انکا قول و مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟

فریق دوم اور جو ان کا ہم خیال فریق٭ اول سے ہو ہم کو اس بات کا جواب دین اور ان اصول اہل اسلام کو جو ہمارے جواب کا مدار ہین غور سے سوچین -

اب ہمکو یہہ دکہانا باقی رہا کہ مولف کی صریح کلام مین وہ باتین کہان پائی جاتی ہین جو ہمنے اس مفہوم کے مخالف ان سے نقل کی ہین - اسکے ثبوت مین ہم اصل کلام مولف انکی کتاب سے نقل کرتے ہین - آپ بصفحہ ۲۴۲ کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ مین چند الہامات جن مین آپ کو بشارتین دی گئی ہین اور آپ کی بہت تعریف پائی جاتی ہے ٭ نقل کرکے فرماتے ہین "اس جگہہ یہہ وسوسہ دل مین نہین لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنی اُمتی (اپنے آپ کو کہتے ہین) ان رسول مقبول کے اسما یا صفات یا محامد مین شریک ہو سکے بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالات قدسیہ

٭ سرگروہ فریق اول سے تو امید نہین کہ وہ مفہوم و لازم قول مؤلف کو قول مؤلف قرار دین و بنا بر علیہ انکی تکفیر کرتے ہون کیونکہ وہ اس اصل کو کہ "لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا" مانتے ہین - ایکدن از راہ فرط کرم مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ "یہہ قاعدہ ہمنے تمسے اخذ کیا ہے" شاید ان کے شاگردون مین سے جو بن پڑھے مجتہد ہین اس مفہوم و لازم قول کو عین قول قرار دین اور بعید نہین کہ حضرت اعلی بھی اپنی اس تسلیم کو بھول بیٹھے ہون - ایسا ہو تو وہ بھی اس بات مین غور کرین اگر کسی وقت ہو سکے -

سے شریک مساوی نہیں ہوسکتا - بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہہ برابری سے دم
مارنے کی جگہہ نہیں (ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑہیں) چہ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت
کے کمالات سے کچہہ نسبت ہو مگر اے طالب حق ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اِس بات کو
سنو کہ خداوند کریم نے اِس غرض سے کہ تا ہمیشہ اِس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں
اور تا ہمیشہ اِسکے نور اور اِس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب
کرتی رہیں اس طرح پر اپنے کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ **بعض
افراد امت محمدیہ** کہ جو کمال عاجزی اور تذلّل سے **آنحضرت صلے** اللہ علیہ
وسلم کی **متابعت** اختیار کرتے ہیں (یہہ الفاظ بھی غور و انصاف ناظرین کے طالب ہیں)
اور خاکساری کے آستانے پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں -
خدا انکو فانی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول کی برکتیں انکے
وجود بے نمود کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچہہ منجانب اللہ انکی تعریف کیجاتی
ہے یا کچہہ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تام
ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام
برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے **اور حقیقی اور کامل طور** پر وہ تعریفیں
اُسی کے لائق ہوتی ہیں (یہاں بھی نظر انصاف ہو) اور وہی انکا مصداق اتم ہوتا
ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرور کائنات کا اپنے غائیت اتباع کی جہت سے **اُس
شخص نورانی** کے لئے کہ جو وجود باجود نبوی ہے **مثل ظل** کی ٹھرجاتا ہے
(یہاں بھی غور ہو) اِسلئے جو کچہہ اُس شخص مقدس میں انوار آلہیہ پیدا اور ہویدا
ہیں اِسکے اِس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع
اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اِسکی اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ
نہیں - ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اِیمن

موجود نہین بلکہ جو کچھہ اُسمین موجود ہے وہ اِسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے
جو اسمین نمودار اور نمایان ہے - پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب
اِس بات کو حالت نقصان نہ خیال کرین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
انوار باطنی انکی اُمّت کے کامل **متبعین** کو پھونچ جاتے ہین اور سمجھنا چاہیے
کہ اِس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ اُمّت محمدیہ
پر ہوتا ہے - دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہین - ایک تو یہہ کہ اِس سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غائیت کمالیت ظاہر ہوتی ہے (یہہ بھی لائق غور ہے)
کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے
جس سے دوسرا چراغ روشن نہو سکے - دوسرے اِس اُمّت کی کمالیت اور دوسری
امتون پر اسکی فضیلت اِس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے (یہ بھی طالب توجہ
ناظرین ہے) اور حقیقت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ ہوتا رہتا ہے -
صرف یہی بات نہین ہوتی کہ گذشتہ زمانے پر حوالہ* دیا جائے اور یہہ ایک
ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر
ہو جاتے ہین اور دین اسلام کے مخالفون پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے اور
معاندین اسلام کی ذلت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھل جاتی ہے

*یہ حوالہ زمانہ گذشتہ کا اقوام غیر مین بہی موجود ہی - وہ اپنی بزرگون اور پیشواون کی کرامات
و خرق عادات اسقدر بیان کرتی ہین کہ وہ ہماری بزرگون کی معجزات و کرامات سے کم نہین
اور اگر ہم بقواعد نقل انکو جہوٹا ٹھیرادین تو وہ ہمکو جہوٹا ٹھیراتے ہین ہم مین انمین تمیز اور ہمارا
غلبہ و صدق ایسے عام فہم دلایل سے نہین ہو سکتا جسکو کم عقل و کم فہم اور عام
لوگ بلا اشتباہ سمجھہ سکین - اخیر تجربہ و مشاہدہ دم نقد کرا دینے ہی سے
(جسکا مولف کو دعوےٰ ہے) انکا منھہ بند ہوتا ہے - **ایڈیٹر**

کیونکہ وہ اسلام مین وہ برکتین اور وہ نور دیکھتے ہین جنکی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریون اور پنڈتون وغیرہ مین ثابت نہین کر سکتے فتدبرایھا الصادق فی الطلب ایدك اللہ فی طلبك

اس جگہہ **بعض خامون** کے دلون مین یہ وہم بھی گذرتا ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت مین کیون ایک مسلمان کی تعریفین لکھی ہین سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفون سے دو بزرگ فائدے متصور ہین ۔ جنکو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدنظر رکھکر ان تعریفون کو بیان فرمایا ہے ایک یہہ کہ تا بنی متبوع کی متابعت کی تاثیرین معلوم ہون اور تا عامہ خلایق پر واضح ہو کہ حضرت **خاتم الانبیا** صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے (یہ بھی غور سے ملاحظہ طلب ہے) اور اُس آفتاب صداقت کی کیسے اعلے درجے پر روشن تاثیرین ہین جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے ۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے ۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے مین بہت سے اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت مین اکثر جاہلون نے گذشتہ اولیا اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتین لگا رکھی ہین کہ گویا انہون نے آپ یہہ فہمایش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھیراؤ اور ہم سے مرادین مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس صورت مین اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفون سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفین انکو اپنے پیرون کی نسبت ذہن نشین ہین تب تک وعظ اور پند اُس مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل مین کہین گے کہ یہہ حقیر آدمی ہمارے پیرون کی شان بزرگ کو کب

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیرون نے مرادین دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہہ کون ہے اور اسکی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا اُن کو چھوڑ کر اسکی سنین سو یہہ دو فائدے بزرگ ہین جنکی وجہ سے اِس موے کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندے اور مشت خاک کی تعریفین کی ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفین اور تمام نیکیان اسی ایک کی طرف راجع ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے اور جب خداوند تعالے عزاسمہٗ بصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندے کی جسکے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھہ تعریف کرے تو اس بندے پر لازم ہے کہ اِس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیّت سے اچھی طرح مشتہر* کرے اور اِس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہین گے۔ عوام الناس تو جیسا انکا مادہ اور انکی سمجھہ ہے ضرور کچھہ نہ کچھہ بکواس کرینگے کیونکہ بدظنی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام کے حق مین موجب بہبودی ہین اور گو ابتدا مین عوام الناس کو وہ تعریفین مکروہ اور کچھہ افترا سے معلوم ہون لیکن انجام کار خداے تعالے انپر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اِس ضعیف بندے کا حق بجانب ہونا اور مویّد من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفین ایسی شخص کی جو میدان جنگ مین کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین۔ اور ایک عجب

* اسمین مخالفین کے اِس اعتراض کا کہ مولف اپنے الہامات وکرامات ظاہر کیون کرتا ہے" جواب ہے۔ یہہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ بغرض صدق الہامات اِن الہامات کا اظہار ملہم پر بحکم فاما بنعمۃ ربک فحدث واجب ہے۔ اگر یہہ اظہار عیب ہوتا تو اُس عیب سے بچنے کے اول مستحق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے جنہون نے اپنے فضائل صدہا خود بیان کئے ہین (ایڈیٹر)

اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندون کو اسکی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہین اور اگر تھوڑے دن بھی اور ملامت کا موجب ٹھیرین توان ٹھٹھون اور ملامتون کا برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے - والذین یبلغون رسالات ربھم لایخافون لومۃ لائم - اور آپ نے **بصفحہ ۴۹۶** حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ مین الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ معہ وہ فقرہ ہم معنی اس الہام کے جو بہ صفحہ ۲۴۰ منقول ہوئے نقل کر کے اسکے اخیر مین یہہ فقرہ الہامی نقل کیا ہے نفخت فیک من لدنی روح الصدق پہر اسکے ترجمہ کے بعد فرمایا ہے - اس آیت مین بھی روحانی آدم مین بلا توسط اسباب ظاہر یہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہ نفخ روح **حقیقی طور پر انبیا** علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر **بطور تبعیت** اور وراثت کے **بعض افراد خاصہ** اُمت محمدیہ کو یہ نعمت عطا کیجاتی ہے (یہہ بھی لائق توجہ ناظرین ہے) اور آپ نے **بصفحہ ۴۸۷** حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ مین یہہ الہام کہ مین تجھہ سے راضی ہون اور تجھے بلند کرونگا نقل کر کے فرمایا ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہین جو حضرت **خیر الرسل کی متابعت کی** برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتے ہین اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب **طفیلی ہین** اور اس بات کو ہر جگہہ یاد رکہنا چاہئے کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات مین کیجاوے وہ حقیقی طور پر آنحضرت ﷺ کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا تعالےٰ کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے اور **بصفحہ ۵۱۲** حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ مین یہہ الہام کہ مین نے تجھکو تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی ہے نقل کر کے فرمایا - اس جگہہ جاننا چاہئے کہ

یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے - یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے ایسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اسکے تمام تمام ہمعصرون سے برتر و اعلے ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اسکی متابعت اور اسکی محبت کی طفیل سے متابعت ومحبت علی قدر مراتب پاتے ہین فما اعظم شانہ کمالہ اللھم صل علیہ وآلہ اور بصفحہ ۵۵۸ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۴ اِس مضمون کے الہامات کہ تو خدا کا دوست ہے خلیل اللہ اسد اللہ ہے محمد پر درود بہیج وغیرہ وغیرہ نقل کرکے فرمایا ہے یعنی یہ اِسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے -

یہہ حواشی کتاب مین آپکا کلام ہے - اور متن کتاب مین آپ نے ایک خاص تمہید (ہشتم) مین ثابت کیا ہے کہ جو امر خارق عادت اولیاء اللہ سے (جن مین وہ اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتے ہین) صادر ہوتا ہے وہ اُسی نبی متبوع کا معجزہ ہوتا ہے جسکی وہ اُمت ہین - پہر اسکو تفصیل ودلیل سے ثابت کیا ہے -

اور اُس اشتہار مین جسکی آپ نے بیس ہزار کاپی چہپواکر ہند و انگلنڈ مین شائع کرنی چاہی ہے آپ نے یہہ فرمایا ہے اُس کتاب مین دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے اوّل تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت وقدر ومنزلت اِس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام اِن دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہوا ہے - اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت مین رجسٹری بھی کرا لے دوم اُن آسمانی نشانون سے کہ جو سچے دین کی کامل وسچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہین - اِس امر دوم مین مؤلف نے اِس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہوجاے

تین قسم کے نشان ثابت کرکے دکہائے ہین **اوّل** وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جنکو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلی درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کرکے درج کتاب کیا ہے ۔

دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات مین دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہین جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک عام و خاص پر کہولدیا ہے ۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہین رکہا **سوم** وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور **متابعت رسول** برحق سے کسی **تابع کو بطور وراثت** ملتی ہین جنکے اثبات مین اس بندہ درگاہ خدا نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہہ بدیہی ثبوت دکہایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائین قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہین اور جنکی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہین کتاب موصوف مین درج کئے ہین اور مصنّف کو اسبات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہین اور ایک کو دوسرے سے بشدّت مناسبت و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیا و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت **متابعت** حضرت **خیر البشر** و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتون پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہین اور اسکے قدم٭ پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و

٭ اس فقرہ کا مطلب نمبر ۷ کے صفحہ ۲۱۹ مین گذرا ۔

حیران ہے"۔ یہہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑہنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہین اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علی من اتبع الہدیٰ"۔

ان **تصریحات** وعبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہین ہے جس سے نبوّت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو۔ جن لوگون نے کتاب نہین دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعویٰ پیغمبری کا بہتان باندہا ہے وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراھین الاحمدیّۃ علی حقیۃ کتاب اللہ القران والنبوۃ المحمدیّۃ" ہی کسی سے سنین تو انکو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اُس کے رسولؐ ہین جس کے ساتھ دعوے نبوّت کا امکان نہین رہتا۔

اسکے سوا مؤلف کا شبانہ روزی **عمل وقول** دیکھنا چاہیے کہ وہ **کلمہ** کس نبی کا پڑہتے ہین۔ لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ کہتے ہین یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ **نماز** کس دین کے مطابق پڑہتے ہین مُنہ کس **قبلے** کی طرف کرتے ہین حلال حرام وغیرہ احکام مین کس **کتاب** کے پابند ہین۔ اپنے الہامات وکرامات سے کیا **نتیجہ** نکالتے ہین۔ اُن سے اپنی نبوّت ثابت کرتے ہین یا آنحضرت کی نبوّت **عام لوگون** کو (جن مین بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان وسرداران غیر مذہب داخل ہین) جو بڑے

مبارزانہ وبہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے ہین توکس مذہب کی **دعوت** کرتے ہین مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

اِن **تصریحات** ودلائل سے کس وناکس کو بشرطیکہ اسکا دل تعصب ونفسانیت سے سیاہ نہ ہو گیا ہو یقین ہو گا کہ انکو **اپنی نبوّت کا ہرگز ہرگز دعوی نہین** انکے ہرایک دعوی وکارروائی کا اصل اصول اثبات نبوّت محمّدیّہ ہے وبس۔

اِس صریح منطوق کے مقابلے مین بعض الہامات وکلمات کے مفہوم کا (اگروہ اِن کلمات کا مفہوم ہے اوراس سے بزعم مخالف دعوئی نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے وبناءعلیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے **خصوصاً** ایسی **حالت** مین کہ اِن الہامات وکلمات کے صحیح معنی بھی (جو جواب اوّل مین بہ تفصیل بیان ہو چکے ہین اور اُن سے مؤلف کا دعوئی نبوّت مفہوم نہین ہوتا وبناءعلیہ اسکا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہین اور **فقہا** متکلمین کتب فقہ وکلام مین صاف تصریح کر چکے ہین کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکین اسکے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہین۔ حتے کہ بعض کتابون مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اُس وجہ اسلام کے اسکے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہین۔

> ونقل صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ یوجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم
> (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

وجہ استدلال فریق دوم کا جواب دوم بھی تمام ہوا۔ اب دونون

فریق کے مشترک اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

اعتراض اوّل کا جواب

اِس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ اِن الہامات مین بعض غلطیان ہین۔ جن سے الہام هٰذی الیک بجذع النخل مین مؤلف کا بصیغہ تانیث خطاب اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین مریم علیہا السلام کا صیغہ تذکیر سے خطاب

الجواب پہلے الہام مین غلطی کا دعوے محض افترا ہے۔ کتاب مین لفظ هذی یا ہز سے جو صیغہ تانیث ہے کہین نہین اسمین بصفحہ ۲۲۶ لفظ ہز بحذف یا ہے اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین لفظ مریم سے مولف مراد ہے جسکو ایک روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ وہ مناسبت یہہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حامل ہوئی ہین۔ چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے۔ اور انجیل مین تو اسپر صاف تصریح ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۳ جلد ۴) ایسے ہی مؤلف براہین بلاتربیت وصحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئے ہین۔ اِس تشبیہہ کی ایک ادنی مثال نظامی کا یہہ شعر ہے جسمین اُنہون نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہہ دی ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست * کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اِس صورت مین مریم کا خطاب بصیغہ تذکیر محل اعتراض نہین اور اسکے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہین اور یہان تو زوج سے مولف کی اتباع ورفقا مراد ہین (دیکھو صفحہ ۲۰ رسالہ ہذا)

* کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ برعایت لفظ مریم لفظ اسکن کو مؤنث کیون نہ کیا گیا۔ اِسلئے کہ لفظ مریم مین تانیث لفظی نہین۔ تاکہ لفظ کی رعایت ہوتی۔ معنوی تانیث تھی جو اس مقام مین مولف کی مراد ہونے سے نہ رہی۔

اعتراض دوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ بعض الہامات انگریزی زبان مین ہوئے ہین جسکا پڑھنا بولنا کفر ہے پہر اسمین الہام و خطاب کیونکر ممکن ہے۔

الجواب - انگریزی کے پڑہنے بولنے کو کفر کہنا انہی لوگون کا کام ہے جنکا دل و دماغ کفر کا خزانہ یا سانچہ یا میشین (یعنی کل) ہے یا اُنہون نے کفر کا ٹہیکہ لے رکھا ہے پس وہ جسکو چاہتے ہین کافر بنا دیتے ہین - دین اسلام مین تو اس حکم کفر کا کہین پتہ و نشان نہین نہ کتاب و سُنت مین اسپر کہین شہادت پائی جاتی ہے نہ تصانیف علماء امت مین مؤلف نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ مین خود یہی ثابت کر دیا ہے کہ زبانین (انگریزی ہون خواہ ہندی عربی ہون خواہ فارسی) سبہی خدا کی تعلیم سے ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اس مسئلے کی قران و حدیث سے کافی تحقیق ہو چکی ہے جو نظارہ ناظرین کے لائق ہے پس اگر کسی زبان کے بولنے پڑہنے پر فتوی کفر لگایا جاے تو یہ فتوی کفر خدا تعالے کی طرف عائد ہوتا ہے - یہ کفر (بقول ان جہلا مکفرین کے) خدا ہی نے لوگون کو خود سکہلایا ہے - اور اس کفر کی استعمال پر لوگون کو مضطر و مجبور کر دیا -

بالفعل ہم اس اعتراض کے جواب مین اس سے زیادہ کچہہ کہنا نہین چاہتے خصوم معترض شہادت کتاب و سنت و اقوال علماء امت سے یہہ ثابت کر دین گے کہ انگریزی کا بولنا پڑہنا کفر ہے اور یہہ زبان خدا کی سکہائی ہوئی نہین تو اس وقت اسکے جواب مین کچہہ اور بھی کہین گے اسوقت تک تو ہم اس اعتراض کو لائق خطاب و مستحق جواب نہین سمجہتے -

ہان بجاے اس اعتراض کے اگر یہان یہہ سوال کیا جائے کہ باوجودیکہ

مؤلف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی و علمی زبان عربی اور صرف علمی و استعمالی
فارسی **انگریزی** نہ انکی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم
کی واقفی ہے پہر انکو انگریزی مین **کیون الہام** ہوتے ہین اور اسکا سر و فائدہ کیا ہے
تو یہہ سوال لائق خطاب و مستحق جواب ہے اور اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس زبان مین
(جس سے مؤلف کی زبان - کان - دل - خیال کسیکو آشنائی نہ تھی) مولف کو الہام ہوتے
ہین ایک **فائدہ** دسر تو یہہ ہے کہ اسمین سامعین و مخاطبین کو مولف کی طبیعت یا خیال
کی بناوٹ کا احتمال و گمان نہو - ہندی فارسی - عربی (جو انکی مادری و مذہبی و علمی زبانین
ہین) کے الہامات مین یہہ بھی احتمال اور مترددین کو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ الہامات
مولف نے خود عمداً بنا لئے ہین یا بلا ارادہ و اختیار انکی حالت خواب مین ان کے دماغ
و خیال نے گہڑ لئے ہین - اس گہڑت و بناوٹ کا خیال الہامات انگریزی مین (جس سے
صاحب الہام کی زبان - کان - دل و خیال کو کسی قسم کا تعلق نہین) کوئی نہین کر سکتا
کیونکہ طبیعت و خیال کو اسی چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اُسکو کسی وجہ سے تعلق
ہو - ہندی نژاد (جو عربی سے محض ناآشنا ہو) کا خیال عربی نہین بنا سکتا جیسے مچھلی
اڑ نہین سکتی - اور چڑیا تیر نہین سکتی -

شاید امرتسری معترضین و منکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے
نام کو بدنام کر رہے ہین - یہہ **اعتراض** کرین کہ انگریزی زبان کے الہام مین طبیعت یا
خیال کی بناوٹ کا احتمال نہین تو یہہ احتمال تو ہے کہ یہہ انگریزی الہام شیطان کی
طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانین جانتا ہے - اور جو
اسمین غیب کی باتین اور پیشین گوئیان ہین وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر
سُن لی ہون کذلک قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم یہی بات
پہلے مشرکین عرب نے آنحضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اسکا

جواب خدائے تعالے نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اس مقام مین مولف براہین کیطرف سے دے سکتے ہین

الجواب سورۃ شعراء مین اللہ تعالی نے مشرکین کی اسی بات کے جواب مین فرمایا ہے کہ اس قران کو شیطانون نے نہین اتارا اور نہ انکو طاقت ہے وہ تو آسمانون کی خبرین سننے سے آگ کے شعلون کے ساتھ (اب) روکے جاتے ہین ہم تمہین بتا دین شیطان کن لوگون پر اترتے ہین۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگارون پر اُترتے ہین اور انکو وہ جو کچھ چوری سے (انگار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہین پہنچاتے ہین۔ وہ اکثر باتون مین جھوٹے نکلتے ہین۔

وما تنزلت به الشياطين وما ينبغي لهم وما يستطيعون انهم عن السمع لمعزولون هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون۔ (شعراء ع ۹)

اس جواب کا حاصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے **دو وجہ** سے القاے شیطانی نہین ہوسکتا۔ **اوّل** یہہ کہ جن لوگون کے پاس شیطان اُترتے ہین وہ اپنے افعال و اعمال مین شیطانون کے دوست اور بھائی ہوتے ہین بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے۔ اور یہہ باتین آنحضرت صلعم مین پائے نہین جاتین وہ تو شیطان کے دشمن ہین اور اُسکو لعنت کرنیوالے جھوٹ اور گناہون سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے **دوم** وہ باتین جو شیطان لاتے ہین اکثر جھوٹی نکلتی ہین اور آنحضرت کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہین۔

یہی **جواب** ہم الہامات مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یون کہہ سکتے ہین کہ شیطان اپنے ان دوستون کے پاس آتے ہین اور اُن کو (انگریزی خواہ عربی مین) کچھ پہنچاتے ہین جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے و دوکاندار ہین

اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ
حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہین اور نیز شیطانی القا
اکثر جھوٹ نکلتے ہین اور الہامات مولف براہین سے (انگریزی مین ہون خواہ ہندی
و عربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جھوٹ نہین نکلا (چنانچہ اُنکے مشاہدہ کرنے والون کا
بیان ہر گو ہمکو ذاتی تجربہ نہین ہوا) پھر وہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے - کیا کسی مسلمان
متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیا و ملائکہ کی طرح
خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نجائے
حاشا و کلا -

شاید بیان ہمارے **معترض** مہربان مولف براہین احمدیہ کے ساتھ ہم کو بھی
ملائین اور ہم پر بھی **فتوی کفر** لگائین اور یہ فرمائین کہ اس جواب مین مولف براہین کو آنحضرت
سے ملایا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم
ٹھہرایا گیا ہے - **لیکن مین** انکے فتوے کفر سے نہین ڈرتا کیونکہ مین خود اُن پر فتوی
کفر لگا سکتا ہون - جو انکے پاس آلہ یا سانچا یا مشین تکفیر ہے وہ مین بھی کہین
سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہون - ہان انکی بات کا یہہ جواب دیتا ہون کہ مولف
براہین احمدیہ (جبکہ اسکے الہامات صادق ہون اور ولایت مسلم) یا اور اولیاء امت محمدیہ اپنے الہامات مین نبیون کی
مثل معصوم نہین تو محفوظ تو ہو سکتے ہین خصوصاً ان الہامات مین جو قرآن اور
دین اسلام کے موافق اور موید ہون - ان الہامات مین حفاظت کا حصہ وہ
بطور ورثہ بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء عصمت انبیا سے پاتے ہین - ان مین
اُن مین فرق یہہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام مین) معصوم ہوتے
ہین اور اولیا خصوصاً ان الہامات مین جو شرع نبی کے مخالف نہون) اور ان الہامات پر وہ
قائم و ثابت ہی ہون محفوظ ہوتے ہین - انبیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے

اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہین - الہامات انبیا اصل ہین - یہہ الہامات انکی ظل -

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے - اسپر جو چاہو فتوے لگاؤ - یہان بھی قلم دوات حاضر ہے کما تدین تدان ہمارے اس بیان کی تائید رسالہ نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۱۵ وغیرہ بھی ہو چکی ہے - اور پوری تائید اسکی جواب اعتراض سوم مین آتی ہے - انشاء اللہ تعالی -

دوسرا فائدہ دوسرے الہام انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ اسوقت مؤلف کے مخاطب اور اسلام کے منکر و مخالف (عیسائی آریہ برہمو وغیرہ) اکثر انگریزی خوان ہین - انکا افہام یا افحام (ساکت کرنا) جیسا کہ الہامات انگریزی سے ممکن ہے عربی یا فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہین - عربی وغیرہ مشرقی زبانون کے الہامات کو (وہ انکے مضامین سے آنکھ بند کرکر) یقیناً مؤلف کا ایجاد طبع سمجھتے - اب (جبکہ وہ انگریزی الہامات پڑہتے اور مؤلف کا انگریزی زبان سے محض اُمّی و اجنبی ہونا سنتے ہین) وہ ان الہامات مولف کو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور بے اختیار ان کو خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی کا پیمانہ سمجھہ رہے تھے) ماننے لگے ہین -

ماہ صیام مین جبکہ مین شملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسٹ (جو میرے ہمسایہ تھے) مجھہ سے قانون قدرت (جس کو لوگون نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہین ہے [دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴ مین مضمون "النیچر"] کے تغیر و تبدل مین ہم کلام ہوئے - جب مین نے

یہہ ثابت کر دیا اور اُن سے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و واقعات
مین (جو ہم دیکھ رہے ہین) محصور و محدود نہین ہے بلکہ وہ اِس سے فوق الفوق
اور وراء الورا وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خداے تعالے ان اسباب موجودات
سے وہ کام لے جو اسوقت تک ان سے نہین لئے گئے یا ہمنے نہین دیکھے - تو وہ
صاحب بولے کہ یہہ امر ممکن تو ہے اور بہ نظر قدرت وسیع و غیر محدود خداوندی
ہم اِس امکان کو مانتے ہین پر ہم اِسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لین جب تک اسکا
مشاہدہ نہ کرلین - اسپر مین نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو
پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہوکر (جسکو ہم
روزمرہ کے مشاہدے و تجربے سے بخوبی جانتے ہین اور دوسرے کو ثابت و معلوم
کراسکتے ہین) بلا تعلیم و تعلم اِس زبان مین ایسی باتین بیان کرنا (جن کا بیان
انسانی طاقت سے خارج ہو) تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہین تو
کیا ہے ؟ یہہ سُنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو
مین بھی دیکھنا چاہتا ہون - پھر مین نے یہہ بھی سنا کہ انہون نے ایک خط بھی متضمن
اظہار اشتیاق ملاقات مولف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھے یہہ بھی امید ہے کہ
اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کرین گے اور مولف کے زاد بوم کے
ساکنین ہندو مسلمانون کی متواتر شہادت سے انکا انگریزی زبان سے محض ناواقف
ہونا ثابت کرلینگے تو وہ اِس امر کا خرق عادت اور کرامت ہونا مان لین گے -
اور وہ جب الہامات یا مولف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و
مشاہدہ کرلین گے تو قبول و اظہار اسلام سے بھی دریغ نکرینگے -

ایسا ہی مجھے اور انگریزی خوانان اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر
وہ بچشم انصاف انگریزی الہامات مولف کو پڑہین یا بگوش انصاف سُنین اور

ساتھ ہی اسکے انکو بھی تصدیق ہو کر مولف انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا تو وہ
اس امر کا کرامت ہونا مان لین - یہہ لوگ جو اپنے تجویزی قانون کو قانون قدرت خداوندی
سمجھتے ہین اور اسکے خلاف کو محال جانتے ہین تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل ان کو
اس قانون کے مخالف کچھہ دکہانے والا کوئی نظر نہین آیا - اور پچھلے خوارق انبیا و
اولیا پر (جو بواسطہ نقل انکو پہنچے) انکو راستی کا گمان نہین ہے اور جو ان مین سے
(جیسے حضرات نیچریہ جو مسلمان برہمو یا فلسفی مسلمان کہلانے کے مستحق ہین) اس نقل کو
راست جانتے ہین وہ اس مین تاویل و تصرف کر کے ان خوارق کو امور عادیہ بنا لیتے
ہین - ان لوگون کو بھی کوئی ظاہر کرامات دکھانے والا نظر آوے تو امید ہے کہ انکا
انکار بھی سبدل باقبال ہو جاوے - اسی امید پر ہم مولف براہین احمدیہ کو یہہ
صلاح دیتے ہین کہ جیسے آپنے پادریون اور برہمو سماج و آریہ سماج کے سرگروہ
و اعیان کے نام خطوط متضمن وعدہ مشاہدہ خوارق تحریر کئے ہین ویسے ہی ہر گروہ
فرقہ نیچریہ کے نام بھی ایک خط تحریر فرمائین - اسکے جواب مین اگر وہ یہ کہین
کہ ہم تو اسلام کو قرآن کو مانتے ہین خدا کو خدا اور رسولؐ کو رسولؐ جانتے ہین ہمکو خوارق و
کرامات کی (جن کے مشاہدے سے صرف تصدیق نبوت مقصود ہوتی ہے) کیا ضرورت ہے -
تو اسکا جواب ان کو یہہ دین کہ آپ لوگ گو ذات یا لفظ خدا کو مانتے ہین مگر اسکے صفات پر
پورا ایمان نہین رکھتے - اسکا قادر مطلق ہونا تسلیم نہین کرتے - اسکو اس بات پر کہ وہ
آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لے قادر نہین سمجھتے بلکہ اس امر کو اسکی قدرت
مین بٹہ لگانے والا خیال کرتے ہین (دیکھو تہذیب اخلاق رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری)
اور خدا کو ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے - اسلئے آپ لوگون کو بھی اس امر کی
سخت حاجت ہے کہ کرامات و خوارق کا بچشم خود ملاحظہ کرین اور اپنے اس ایمان کو
صحیح یا کامل بناوین -

تیسرا سر و فائدہ الہامات انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ جو لوگ انگریزی بات چیت
پڑہنے بولنے کو کفر سمجھتے ہین انکا یہ خیالی کفر ٹوٹے اور انکو (جب وہ انصاف سے
کام لین) اس مسئلہ شرعیہ کا کہ "زبانین سبھی خدا کی تعلیم و الہام سے ہین اور کسی زبان کا
بولنا پڑہنا منع نہین ہے اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی)
اسکے مضامین سے نظر اٹھاکر اچھا یا بُرا نہین کہا جا سکتا (جسکا مفصل بیان و ثبوت
شرعی اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۵ مین گزرا ہے) با مشاہدہ الہام سے ثبوت ملے ۔

ہر چند قبل تسلیم الہام مولف یہ الہامات انگریزی زبان ان لوگون پر
حجت نہین ہو سکتے ۔ مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف
براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا اے A بی B سی C کی صورت تک نہین
پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کر لین گے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار
غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے دیکہین گے تو
انصاف انکو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دیگا ۔ اسوقت انکو اس مسئلہ قدیمہ شریعت
محمدیہ کا با مشاہدہ الہام سے ثبوت ملیگا ۔

انکو انصاف نصیب نہو گا تو یہہ فائدہ انہی لوگون کو ہو گا جو مولف کو سچا
جانتے ہین اور انکے الہامات کو مانتے ہین اور اس سے پہلے وہ انگریزی زبان کو
بُرا سمجہتے تھے اور انگریزی پڑہنے والون کو سخت حقارت سے دیکہتے تھے اب
ان سے امید ہے کہ وہ اس متعصبانہ جاہلانہ خیال کو دماغ سے نکال دینگے اور دنیاوی
اغراض کے لئے جیسے اپنے بچون کو فارسی ہندی سکہاتے ہین انگریزی بھی سکہائینگے
اور اسباب ترقی حسن معاشرت سے جنمین اور لوگ بڑہے جاتے ہین اور یہہ با وجود طلب
محض جہالت و تعصب سے پس ماندہ ہین حصہ پائینگے ۔

بعض خوش فہم ان فوائد ظاہرہ کو سنکر غور و انصاف سے یکسو ہو کر یہ اعتراض کرتے ہین

کو انگریزی زبان کے الہامون مین یہہ فوائد تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انگریزی زبان مین الہام کیون نہ ہوا -

اِس کا جواب ان فوائد کی تقریر کے ضمن مین ادا ہو چکا ہے مگر توفیق رفیق نہ ہو تو سمجھ مین کیونکر آوے اِن حضرات کے فہم پر ترس کہا کر ما علم ضمنا (یعنی جو ضمنا معلوم ہوا) کی تصریح اور اِس جواب کی بالاختصار تقریر کیجاتی ہے -

(۱) آنحضرت کے مخاطب وقت انگریزی خوان نہ تہے اسلئے آپ کو انگریزی زبان مین الہام نہوا وہ لوگ عربی زبان تھے لہذا انکو عربی زبان ہی مین قرآن نے اعجاز دکہایا - اس اعجاز کے علاوہ صدہا معجزات اور بھی اُنکو دکہاے گئے جو اُس وقت* اُن لوگون کے مناسب حال تہے -

* خدا تعالیٰ کی قدیم عادت ہے کہ ہر زمانے مین اِس قسم کے معجزات و خوارق منکرین کو دکہاتا ہے جو اُس کے زمانے کے لئے مناسب ہون - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین سحر کا بڑا زور تہا - اسلئے انکو ایسا معجزہ (لاٹھی کا سانپ بن جانا وغیرہ) دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تہا اور پہر وہ سحر پر غالب آیا - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے مین طب کا بڑا چرچا تھا اسلئے انکو ایسا معجزہ (اندہے مادرزاد اور کوڑہی کو اچہا کرنا اور مردے کو زندہ کرنا) دیا گیا جسنے طبیبون کو مغلوب کیا - آنحضرت صلعم کے مخاطبین وقت کو فصاحت کا ایسا دعوے تہا کہ وہ اپنے سوا کسی کو اہل سخن نہ جانتے تھے - یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگون کا عجم (یعنے گونگے) نام رکہتے تھے - اِسلئے خداے تعالےٰ نے انگریزی خوانون پر (جو عربی سے محض نا آشنا ہین اور سماعی باتون پر وہ ایمان نہین لاتے) دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیون اور خادمون مین سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے (جو انگریزی خوانون کے افہام یا افہام کا باعث ہون) ممتاز فرمایا -

(۲) اور آنحضرت کے زمانے مین اقوام غیر کی زبان سیکھنے کو بُرا نہ سمجھتا تھا بلکہ آن حضرت نے زید بن ثابت کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بخاری مین بصفحہ ۱۰۶۸ منقول ہے اور اِس روایت کی تخریج اشاعۃ السنتہ نمبر ۶ جلد ۵ مین ہو چکی ہے آنحضرت کے زمانے مین ایسے متعصب (جو ہمارے زمانے مین موجود ہین) ہوتے تو ضرور آنحضرت بھی اقوام غیر کی زبانون مین ملہم و مخاطب ہوتے اور ابطال خیال متعصبین زمانہ حال کے لئے وہی حکم جو زید بن ثابت کو ارشاد ہو چکا ہے کافی ہو اور آیات قرآن وعلم آدم الاسماء اور ومن آیاتہ اختلاف السنتکم وغیرہ مین بہی اِس خیال کا ابطال پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۶ جلد ۵ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

بعض انگریزی خوان ان الہامات انگریزی پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ ان کی انگریزی اعلےٰ درجہ کی فصیح نہین۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت تو قرآن ہی کا معجزہ ہے جو بجز قرآن کسی مسلم الثبوت کتاب آسمانی مین بھی نہین پایا جاتا پہر ان الہامات مین اعلےٰ درجے کی فصاحت نہ پائی گئی تو کونسا محل اعتراض ہے - یہان صرف غیر زبان مین الہام ہونا ہی (معمولی طور پر کیون نہو) خرق عادت اور کرامت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جن کی امت مین یہ الہام ہوا) معجزہ

بعض یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ ان الہامات کی انگریزی مین غلطیان بھی ہین جیسے اِس فقرہ ملہمہ مین (جو بصفحہ ۴۸۰ کتاب موجود ہے) "آئی کین ویٹ آئی ول ڈو" لفظ ویٹ غلط ہے صحیح اس مقام مین لفظ وہٹ چاہئے۔

اِسکا جواب یہہ ہے کہ اِس غلطی کا الہام سے ہونا متعین و متیقن نہین

جائز و ممکن ہے کہ الہام مین لفظ وہٹ ہو مولف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان اور حروف سے محض اجنبی و امی ہے دیٹ پڑھ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہم شکل و ہم شبیہ ہے جیسے لفظ دیٹ جو کتاب مین مکتوب ہے اسی تشابہ کے سبب وہٹ پڑھا جا سکتا ہے چنانچہ ایک لائق انگریزی خوان (سٹیشن ماسٹر بٹالہ) سے اس غلطی کا ذکر آیا تو انہون نے فرمایا کہ مین نے بھی اس لفظ کو وہٹ ہی پڑھا تھا۔

بعد تحریر اس جواب کے **اُسیدن** (جسدن یہہ جواب لکھا جا چکا تھا) جناب **مولف** اس شہر بٹالہ مین جہان مین اب ہون تشریف لائے اور آپ کی **ملاقات** کا اتفاق ہوا تو مین نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہین انگریزی حروف دکہائے جاتے ہین یا فارسی حروف مین انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکہائے جاتے ہین انہون نے جواب مین فرمایا کہ فارسی حروف مین انگریزی فقرات مکتوب دکہائے جاتے ہین جس سے مجھے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہے تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہون نے وہٹ کو دیٹ پڑھا اصل الہام کی غلطی نہین اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام مین فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم مین کوئی نئی بات نہین اور نہ محل تعجب و انکار ہے۔اس قسم کی غلطیان پہلے ملہمین مسلّم الالہام سے بھی ہو چکی ہین اور یہہ ان کے الہام مین خلل انداز نہین سمجھی گئین۔

عصمت انبیا کا مسئلہ نہائت صحیح و درست اور تسلیم و صحت نبوت کا مناط و مدار ہے مگر وہ انہی امور سے متعلق ہے جو تکلیفی[*] و

[*] تکلیفی امور سے وہ احکام شرعیہ مراد ہین جنکے کرنے یا نہ کرنے پر لوگ مکلف و مامور ہین تبلیغی امور مین احکام شرعیہ کے علاوہ ابنیا علیہم السلام کے

تبلیغی ہین اور ان سے عامہ مکلفین کی ہدایت یا نفع (اگر وہ ٹھیک طور پر ادا ہون) یا ضلالت ونقصان (اگر انکے ادا وتبلیغ مین غلطی ہو) متصور ہے **زائید امور** مین جو ہدایت اور ضلالت کا مدار نہ ہون اور نہ ان کے وقوع یا عدم وقوع سے صدق یا کذب ملہم ثابت ہوتا ہو - **غلطی** فہم یا تعبیر یا اشتباہ مراد اس عصمت مین خلل انداز نہین ہے -

اسکی **تفصیل** اور اسپر **دلیل** پیش کرنیکا یہہ **موقع نہین** اس تفصیل و دلیل کا محل ہمارا مضمون اثبات نبوت ہے جسکا وقت اتمام عنقریب٭ آنیوالا ہے - اس مقام مین ایسی دو **تمثیلون** کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جن مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۱

ذاتی **افعال** (جنکی تبلیغ وہ اپنے فعل سے کرتے ہین اور اُمت پر ان افعال کا اقتدا واجب ہے) بھی داخل ہین اور امور تبلیغی مین وہ **اخبار** گذشتہ یا آئندہ داخل ہین جنکے صدق سے صدق انبیا متصور ہے اور کذب سے کذب -

٭ جو شائقین ہمارے مضمون اثبات نبوت کا انتظار نہ کرسکین وہ اس تفصیل و دلیل کو کتب تفاسیر (تفسیر کبیر وغیرہ) وکتب عقائد (شرح عقائد شرح فقہ اکبر تحفہ اثنا عشریہ شرح مواقف وغیرہ) مین ملاحظہ کرین

ہم اس مقام مین صرف مذاہب اسلامیہ کی **تفصیل** کرتے ہین - جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ سبھی مذاہب مین محل عصمت وہی امور ہین جو مدار صدق اور متعلق تبلیغ وشریعت ہین - زائد امور کو جن کو شریعت و تبلیغ سے تعلق نہین اور نہ وہ گناہ یا طاعت سے تعلق رکھتے ہین عصمت کا محل کوئی نہین سمجھتا

فقہ اکبر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور اسکی شرح منح الازہر (تالیف ملا علی قاری) مین ہے - کہ انبیاء علیہم السلام گناہون سے صغیرہ ہون خواہ کبیرہ

سید الملہمین خاتم المرسلین کا بعض الہامات (غیر متعلق بہ تکلیف و تبلیغ) کے

عربی	اردو
والانبیاء علیهم السلام	خصوصاً کفر اور بے حیائی کے
کلهم منزهون عن الصغائر	کاموں سے معصوم ہوتے ہیں۔
والکبائر والکفر والقبائح	ہاں بعض انبیاء سے لغزش اور بہول
وقد کانت منهم زلات	چوک ہو جاتی ہے جو ان کے
وخطیات ای عثرات بالنسبة	عالی مقامات اور روشن حالات کی
الی ما لهم من علی المقامات	طرف نظر کرنے سے خطا معلوم ہوتے
وسنی الحالات ذکر القاضی	ہیں قاضی ابو زید نے اصول فقہ
ابو زید فی اصول الفقه ان	میں فرمایا ہے کہ نبی صلعم کے
افعال النبی صلی الله علیه	افعال جو قصداً ان سے سرزد
وسلم عن قصد علی اربعة	ہوئے چار قسم ہیں واجب۔
اقسام واجب ومستحب مباح	مستحب مباح اور لغزش اور جو
وزلة فاما کان یقع غیر قصد	بلا قصد سرزد ہوئے جیسے سوتے
کما یکون من النائم والمخطی	ہوئے یا بہولنے والے کا فعل
ونحوهما فلا عبرة بها لانها	اسکا اعتبار نہیں کیونکہ وہ متعلق
غیر داخلة تحت الخطاب	حکم الٰہی نہیں اور فعل لغزش کے
ثم الزلة لا تخلو عن القران	ساتھ اسکی لغزش ہونے کا بیان
ببیان انها زلة اما من	ضروری ہے خواہ نبی سے ہو جیسے
الفاعل نفسه کقول موسی	حضرت موسی کا اپنے فعل قتل
حین قتل القبطی نوکزته	قبطی کی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ
هذا من عمل الشیطان	فعل شیطان ہے) خواہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲

مراد سمجھتے ہین اشتباہ و شک پایا جاتا ہے -

واما من الله سبحانه كما قال تعالى في حق آدم وعصى آدم ربه فغوى مع انه قيل زلته كانت قبل نبوة لقوله تعالى ثم اجتبيه ربه فتاب عليه وهدى واذا لم يخلو الزلة عن البيان لم يشكل على احد انها غير صالح للاقتداء بها فتبقى العبرة للانواع الثلثه وقد ذكر شمس الائمة ايضا نحو وفي شرح العقائد ان الانبياء معصومون عن الكذب خصوصا فيما يتعلق بامر الشرع وتبليغ الاحكام و ارشاد الامة اما عمدا فبالاجماع واما سهوا فعند الاكثرين وفي عصمتهم عن سائر الذنوب تفصيل و هو انهم معصومون عن الكفر

خدا کی طرف سے جیسے خدا کا حضرت آدم کے ممنوع درخت کا پہل کہانے پر) یہہ فرمانا کہ آدم نے اپنے اس فعل مین اپنے رب کا کہا نہین مانا اور چونکہ انبیا کی لغزش اس بیان سے خالی نہین ہوتی لہذا یہ بات کسی پر مشتبہ نہین کہ انبیا کا فعل لغزش لائق اقتدا نہین پس لائق اعتبار پہلے تین قسم ہوئے ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی - اور شرح عقائد مین ہے کہ انبیاء جہوٹ سے خصوصاً اس امر مین جو شرع و تبلیغ احکام اور ہدایت امت کے متعلق ہو معصوم ہوتے ہین عمداً گناہ کرنے سے تو سب کے نزدیک معصوم ہین بہولے سے گناہ کرنے سے اکثر کی خیال مین جہوٹ کے سوا اور گناہون سے معصوم ہونے مین مذاہب کی یہ تفصیل ہے کہ کفر سے

تفتازانی ملا خیالی ص ۲۹۳

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام منامی (یعنی خواب ہین)

قبل الوحی و بعدہ بالاجماع	تو وہ نبوت سے پہلے اور پیچھے
وکذا عن تعمد الکبائر	معصوم ہین ایسا ہی عمداً کبیرہ
عند الجمھور خلافاً للحشویہ	گناہ کرنے سے اسمین حشویہ کو
واما سہوا فجوزہ الاکثرون	(جو قرآن وحدیث کے ظاہری
واما الصغائر فیجوز عمداً	الفاظ بے سوچے سمجھے پکڑ لیتے
عند الجمھور خلافاً للجبائی	ہین) خلاف ہے وہ عمداً
واتباعہ ویجوز سہوا بالاتفاق	گناہون کے سرزد ہونے کے
الا ما یدل علی الخسہ کسرقۃ	بھی قائل ہین بہولے سے گناہ
لقمۃ وتطفیف حبہ لکن	سرزد ہونے کو اکثر ممکن سمجھتے
المحققین اشترطوا ان	ہین چھوٹے گناہون کا عمداً
ینبھوا علیہ فینتھوا عنہ	سرزد ہونا جمہور کے نزدیک جائز
ھذا کلہ بعد الوحی واما	ہے۔ اسمین جبائی معتزلی اور اسکے
قبلہ فلا دلیل علی امتناع	اتباع کو خلاف ہے۔ سہواً سرزد ہونا
صدور الکبیرۃ خلافاً	صغائر کا سب کے نزدیک درست ہے بجز
للمعتزلۃ ومنع الشیعۃ صدور	ایسے صغیرہ کہ جسمین خست پائی جاوے
الصغیرۃ والکبیرۃ قبل	جیسے ایک لقمہ کا چرا لینا یا ایک دانہ وزن
الوحی وبعدہ	مین کم دینا لیکن محققین کہتے ہین
	کہ ایسے صغائر سے بہی انکا خدا کی طرف
(شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۴ وغیرہ)	سے متنبہ ہو کر باز آجانا ضروری ہے

یہ نبوت سے پچھلے زمانے کا حکم ہے۔ اور نبوت سے پہلے کبیرہ گناہ کے

(حاشیہ: نمبر ۱ جلد ۷ صفحہ ۲۹۴)

عن عائشہ ان النبی صلعم قال لہا اریتک فی المنام مرتین انک فی سرقۃ من حریر ویقول ھذا امرءتک فاکشف عنہا فاذا ھی انت فاقول ان یک ھذا من عند اللہ یمضہ (صحیح بخاری ص۱۰۱)

قال القسطلانی ناقلا عن شرح المشکوۃ وجہ التردد ھل ھی رویا وحی علی ظاہرھا و حقیقتہا او رویا وحی لہا تعبیر وکلا الامرین جائز فی حق الانبیاء قال فی الفتح ھو المعتمد وبہ جزم السہیلی عن ابن العربی۔

(شرح قسطلانی جلد ۶ ص۲۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ کی صورت قبل از نکاح مشاہد کرائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ تیری زوجہ ہوگی۔ آنحضرت کو (باوجودیکہ آپ کو اصل الہام مین شک نہ تھا اور ابنیا کا الہام منامی کیون نہو ہمیشہ یقینی ہوا کرتا ہے) اس الہام کی تعبیر و مراد سمجھنے مین اشتباہ واقع ہوگیا اور آپ نے یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خدا کی طرف سے ہے (یعنی بظاہر معنی کہ اس صورت سے عائشہ صدیقہ ہی مراد ہو) تو خدا اسکو سچا کریگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵

سرزد ہونے کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ اسمین معتزلہ کو خلاف ہے۔ شیعہ کا یہہ قول ہے کہ نبی نبوت سے پہلے اور پیچھے صغیرہ اور کبیرہ بھی گناہون سے معصوم ہوتا ہے"!

اس تفصیل مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو امر زائد وغیر متعلق بہ تکلیف ہو اور اُسکو صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہ کہا جا سکے اس مین کسی مذہب کے رو سے نبی کی خطا سے محافظت ضروری نہین۔ ان مذاہب کے دلائل دیکھتے ہون تو تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ (۵-۴) اور شرح مواقف ص۶۵۸ ملاحظہ کرین۔

(۲) آنحضرت صلعم کو الہام شامی مین آپ کی ہجرت کی ایسی جگہہ دکہائی گئی جسمین درخت خرما تھے اِس کی تعبیر آپ کے خیال مین یہہ آئی کہ وہ یمامہ ہے یا موضع ہجر۔ مگر یہہ خیال واقع کے مخالف نکلا وہ ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ تہا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس امر کا اظہار فرمایا۔

عن ابی موسی عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی انہا الیمامۃ او ہجر فاذا ہی یثرب (صحیح بخاری صا ۵۱۵)

جب ان دونون الہامون کے (جو متعلق بہ تبلیغ و تکلیف نہین) معنے سمجہنے مین سید الملہمین و خاتم المرسلین کو شک و اشتباہ واقع ہوا اور الہام دوم کے معنی سمجہنے مین تو آپکا خیال واقع کے بھی مخالف نکلا تو پہر مولف براہین احمدیہ کا (جو نبی نہین ہے صرف نبی آخر الزمان کے خادمون اور امتیون سے ہے) ایک لفظ الہامی غیر زبان کے سمجہنے مین غلطی کرنا (جس سے نہ کوئی گمراہی مخلوق متصور ہے نہ اس سے الہام یا ملہم کی کسی خبر کی نسبت خلاف گوئی ثابت ہوتی ہے) کونسا محل تعجب و انکار ہے۔

یہہ جواب اور اسکی موید مثالین ان انگریزی خوان معترضین کے (جو اہل اسلام ہین اور وہ انبیا کے ان حالات کو مانتے ہین) خطاب مین پیش کی گئی ہین اور اگر معترضین اقوام غیر سے ہین (جو نبیون اور اُن کے حالات و مقالات مندرجہ کتب حدیث کو نہین مانتے) تو انکا جواب یہی بس ہے کہ ایسے امور زائد مین (جو صدق و ہدایت کا مدار نہون) ملہم کے خطا سے حفاظت کی ضروری ہونے پر کوئی دلیل نہین اور یہہ خطا ان کے فرض منصبی مین خلل انداز نہین کیونکہ ان امور زائد کو ان کے فرض منصبی سے

کچھہ تعلق نہین - ان امور مین انکا غلطی کرنا ایسا ہے جیسا کہ انکا راستے مین
چلتے ہوئے پہسل جانا یا چہت پر سے گر پڑنا یا کسی کے ہاتھ سے مارے جانا
یا چوٹ کہانا یا کپڑا سینے یا کہیتی کرنے مین کوئی غلطی کرنا جسکو کوئی بھی ان کے
فرض منصبی کے مخالف نہین سمجہتا -

اعتراض سوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ اپنے الہامات
کو حجت قطعی جانتا ہے حالانکہ علماء اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہین
مانا اور اسکو دلیل شرعی قرار نہین دیا -

الجواب

علمائے اسلام نے جو قرار دیا ہے کہ الہام و کشف غیر نبی حجت نہین تو
اس سے انکی مراد (جس کو وہ خود بہ تصریح بیان کر چکے ہین ہم اپنی طرف سی نہین
کہتے) یہہ ہے کہ غیر نبی کا الہام یا کشف کسی دوسرے پر حجت نہین اور وہ
ان دلائل شرعیہ مین سے نہین ہے جنکا اتباع عام اہل اسلام پر واجب ہے
اور مولف براہین احمدیہ نے اس قرار داد علما کا خلاف ہرگز نہین کیا اور کہین
نہین فرمایا کہ میرا الہام اور لوگون پر حجت ہے چہ جائیکہ اسکو قطعی حجت ٹھہرایا ہو
جو لوگ یہہ دعوے کرتے ہین کہ مولف براہین اپنے الہامات کو اورون پر حجت
ٹھہراتے ہین اور دوسرے لوگون کو ان پر یقین کرنا واجب سمجھتے ہین - وہ
ہمکو مولف براہین کا کوئی ایک ہی کلمہ اس کتاب مین سے یا اور کہین سے ایسا
بتاوین جس مین انہون نے اپنے الہامات کو اورون کے لئے حجت یا قطعی
دلیل ٹھیرایا ہے - اور اگر وہ کوئی ایسا کلمہ انکی کلام مین نہ پائین تو یہہ اعتراض کرنے

ہوئے خدا سے شرمائین اور اس اعتراض بیجا اور طعن ناروا سے سے
باز آئین -

کتاب براہین احمدیہ کی جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ اور جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ وغیرہ کے اُن فقرات سے (جن مین مولف نے الہام اولیاء اللہ کو قطعی کہا ہے) یا مولف کی کسی اور عبارت و کلام سے یہہ ہرگز مفہوم نہین ہوتا کہ وہ الہام غیر نبی کو ملہم کے سوا اورون کے حق مین بھی قطعی جانتے ہین - اور حجت واجب العمل خیال کرتے ہین بلکہ ان کے اِن فقرات سے جو جلد چہارم مین آپ نے فرمائے ہین - صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کو ملہم ہی کے حق مین حجت و دلیل سمجھتے ہین غیرون پر اسکا عمل واجب نہین جانتے چنانچہ بصفحہ ۴۸۵ جلد چہارم خود فرماتے ہین "خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسی کی والدہ کا الہام صرف شکوک اور شبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو ان کو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا ان پر فرض ہو گیا تھا اور وہ امور ان کے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین"

ایکدفعہ مولف سے بالمشافہ انکے الہام کی نسبت کچھہ ذکر ہوا تو انہون نے صاف فرمایا کہ "ملہم پر تو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا واجب ہی ہے اور لوگ اس کے موافق عمل نہ کرین تو ملہم کو رنج ضرور ہوتا ہے" جیسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اورون کے حق مین اسکو واجب العمل نہین سمجھتے اور حجت خیال نہین کرتے -

اس بیان سے جواب اعتراض سوم تو پورے طور پر ادا ہوا

مگر اس سے ایک یہہ سوال پیدا ہوگیا کہ ولی اپنے الہام کو اپنے حق مین کیون حجت و دلیل سمجھتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لینا اسکو کیونکر جائز ہے ۔ جس حالت مین اسکے الہام مین وسوسہ شیطانی کا بہی احتمال ہے اور وہ خود تلبیس ابلیس سے معصوم نہین ہے ۔ اسی نظر سے ادلہ شرعیہ چار سے زیادہ شمار نہین ہوئین اور الہام و کشف غیر نبی اُن چار مین داخل نہین ۔

یہہ سوال مولف براہین احمدیہ پر وہ لوگ بھی کرتے ہین جو خود الہامی خاندان سے مشہور ہین اور مولف براہین سے پہلے وہ اپنے بزرگون کے الہام خود لوگون کو سناتے تہے اور انہی الہامات کے سبب وہ اپنے زمرہ اتباع مین آجتک ممتاز و مقتدا تصور کئے جاتے ہین ۔ جب وہ مولف کے ان دعاوی کو جن مین وہ اپنے الہامات کا اپنے لئے مفید علم و یقین ہونا بیان کرتے ہین ۔ سنتے ہین تو انکی طرف تعجب و حیرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین ۔ اور جب وہ آپ کے وہ دعاوی مبارزانہ (جن مین وہ اپنے الہامات کے بہروسے مخالفین اسلام کو شرطین لگاکر خوارق مشاہدہ کرانے کا وعدہ دیتے ہین) سنتے ہین تو ان پر سخت معترض ہوتے ہین ۔ اور بعید نہین کہ وہ لوگ یا اَور معترض اشاعۃ السنتہ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ و ۱۴۸ کی مندرجہ عبارات احیاء العلوم و میزان کبرے شعرانی وغیرہ کو بھی اپنے تعجب و اعتراض کے موید سمجھین اور ان عبارات کی دستاویز سے ہمارے ہی رسالہ سے ہم کو الزام دینے پر بہی مستعد ہو جائین ۔ لہذا اس سوال کے جواب دینے مین ہمکو خود بھی کسیقدر زیادہ غور کی ضرورت پیش آئی ہے اور ناظرین با انصاف کو بھی اسمین مزید توجہ کی ضرورت ہے ۔ بلکہ سچ پوچھو تو

اس کتاب یا اسکے مولف کی نسبت جسقدر اعتراضات منقول ہوئے ہین ان مین سے
صرف یہی ایک علمی یا مذہبی سوال ہے جسکے جواب مین کچھہ ہم کو سوچنا پڑا اور اسکی
طرف ناظرین اہل علم کی بھی توجہ ضروری ہے اور اعتراضات تو محض حاسدون کے
افترارات یا وہمیون کے خیالات ہین جنکے جوابات سے صرف عوام یا اوساط
الناس کے دہوکا کہا کر گمراہی مین پڑجانے کے خوف سے قلم اٹھایا گیا ہے
ورنہ اہل علم کے نزدیک وہ سوالات لایق تعرض وجواب نہ تھے ۔

جواب

یہہ اصول تو مسلم ہین کہ ملہم (۱) (غیر نبی) اپنے سبہی الہامات مین
معصوم نہین ہوتا - اسکے بعض الہامات مین تلبیس ابلیس کا امکان واحتمال
ہے (۲) اور وہ خود بھی اپنے ہر ایک الہام پر (جب تک انکا مخالف شریعت
نہونا ثابت نہ کرلے) یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہین (۳) اور اسکا یقین (جو
اسکو اپنے الہام پر خود بخود حاصل ہوتا ہے) شرعی حکم نہین (۴) اور (بنا رعلیہ)
اسکا ہر ایک الہام خود اسکے حق مین بھی ایسی دلیل شرعی (جسپر اہل اسلام کا
اتفاق ہو) نہین ہے چہ جائیکہ وہ اور دن کے حق مین دلیل شرعی قطعی
واجب العمل ہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۳ وغیرہ مین
انہی اصول کی تائید وتسلیم کے متضمن عبارات احیاء العلوم میزان کبرے و
فتوحات وغیرہ منقول ہوئے ہین جن کی تسلیم سے ہم کو اب بھی
انکار نہین ہے ۔

ولیکن یہہ مسلم (۱) نہین کہ ولی اپنے کسی الہام مین بھی معصوم
(بمعنے محفوظ) نہین ہوتا - اسکا ہر ایک الہام محتمل تلبیس ابلیس (یا وسوسہ
شیطانی ہوتا ہے) (۲) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ ولی کو اپنے کسی الہام پر

جب تک کہ کتاب آسمانی مین اسکی شہادت و تائید نہ پائی یقین کہنا جائز نہین ہے
(۴) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ یہہ یقین اسکو اپنے کسی الہام مین حاصل نہین ہوتا جب
تک کہ وہ اپنے الہام کی شہادت کسی کتاب آسمانی مین نہین پاتا (ہم) اور نہ یہہ
مسلم ہے کہ اُسکو اپنے الہام پر (گو وہ مخالف شرع نہو) عمل کرنا شرعاً ممنوع ہے
جب تک کہ کسی کتاب آسمانی مین اس پر عمل کرنے کی صریح اجازت نہ پائے (۵)
اور نہ یہہ مسلم ہے کہ اسکا کوئی الہام بدون شہادت آسمانی اسکے حق مین (اتفاقی
نہیں) اختلافی دلیل بھی نہین ہے جسپر عمل کرنے کے لئے وہ کسی وجہ سے اور
کسی کے نزدیک مامورومجاز نہ ہو -

ان اصول کو جنکی تسلیم سے ہم کو انکار ہے ہمنے اشاعۃ السنۃ
نمبرہ و ۶ جلد ۲ **مین تسلیم نہین کیا** اور نہ کسی اور محقق عالم اسلام کو ان
اصول کا قائل و مسلم پایا اور نہ ان کی تسلیم و صحت پر کتاب اللہ و سنت
یا تصانیف علماء امت و فقہاء ملت مین کسی دلیل کا مشاہدہ کیا -

لہذا ہم باوجود تسلیم ان اصول کے جو اشاعۃ السنۃ نمبرہ و ۶ جلد ۲
مین تسلیم کر چکے ہین یہہ **چار دعوے کرسکتے ہین** (۱) ملہم غیر نبی جو نیکوکار
و پرہیزگار ہو نہ فاسق و بدکار اپنے الہامات مین (جو کتاب اللہ کے مخالف* ہنون بلکہ

---

* یہہ قید محض ادباً و تعظیماً للشریعۃ لگائی گئی ہے - ورنہ قید دوام و
ثبات الہام اس قید (عدم مخالفت کتاب اللہ) سے مغنی ہے -
اور کوئی الہام اولیاء اللہ جسپر وہ منجانب اللہ قائم و ثابت رکھے جاوین
خلاف شریعت نہیں ہوتا - اسی نظر سے مولف براہین احمدیہ نے الہام
اولیا کے مخالف کتاب اللہ کے ہونے سے انکار کیا - اور بصفحہ ۲۲۵
کتاب بضمن حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ کہا ہے "اور یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا

موید و موافق ہون اور ان مین کذب و گمراہی کا دخل نہو اور ان پر ملہم کو بہ تکرار و تاکید قائم رکہا گیا ہو - تلبیس ابلیس (یا وسوسہ شیطانی) سے محفوظ ہوتا ہے (۲) اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا اسکو یقین کر لینا اس الہام کا لازمہ ہے اور شرعاً منع نہین گو اس یقین کی وجہ و دلیل بجز اس الہام کے اور کوئی اسکے پاس نہو - (۳) اور اس یقین کے موافق اسکو کوئی عمل یا دعوی (جسکو شریعت منع نہ کرے) کر لینا بھی اس الہام کے لوازم سے ہے اور شرعاً منع نہین گو اس عمل یا دعوے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی اسکے ہاتھ مین نہو (۴) یہی الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوا ہے اس ملہم کے حق مین خدا کی طرف سے **دلیل** ہے گو یہہ دلیل ایسی **شرعی دلیل نہین** ہے جسپر اور لوگون کو عمل کرنا واجب یا جائز ہوتا ہے اور نہ ایسی دلیل ہے جسکو عام **اہل اسلام** دلیل سمجہتے ہین صرف **بعض علما** جو کشف والہام کا مذاق رکہتے ہین - اسکو ملہم کے حق مین دلیل سمجہتے ہین اور **ان دعاوی اربعہ** پر **دلائل ذیل سے استدلال** کر سکتے ہین -

دلائل دعوے اوّل

اس دعوی کی موید **دو دلیلین پہلی** ہی بضمن جواب اعتراض دوم گذر چکی ہین جو آیت ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین سے ماخوذ ہین اور

شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین پس وساوس کا یہ جواب ہے کہ ایسا کامل الشعور الہام جسکی ہمنے اوپر تعریف لکہی ہے ممکن نہین کہ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچہ مخالفت سمجہے تو وہ اسکی سمجہہ کا قصور ہے"

ان سے خاص کر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے

اس مقام میں دو دلیلیں اور پیش کیجاتی ہیں۔

دلیل اوّل (جو دلیل دوم سابق الذکر کے قریب قریب ہے) یہ ہے کہ شیطان بجز برائی وگمراہی کے اور کچھ القا نہیں کرتا اور ان الہامات میں سراسر ہدایت[++] تسلیم کی گئی ہے گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی پھر یہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں۔

اس دلیل کا دوسرا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے پہلے مقدمے کے **شواہد** قران میں کثرت سے موجود ہیں۔ **ایک جگہ ارشاد** ہوا ہے کہ شیطان تم کو برائی اور بے حیائی ہی کی باتیں کرنے کو کہتا ہے۔

انما یامرکم بالسوء والفحشاء (بقرہ ع ۲۱)

اور جگہہ فرمایا ہے شیطان تم کو فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتیں بتاتا ہے۔

الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء (بقرۃ ع ۳۷)

اور فرمایا شیطان چاہتا ہے کہ انکو دور بہلادے

یرید الشیطان ان یضلهم ضلالا بعیدا (نساع ۹)

++ اسمیں اسمیں فرق یہ ہے کہ وہ چند خاص الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ٹہرائی گئی ہے یہ اسی قسم کی سبھی الہامات پر (۲) اسکا ماخذ ایک آیت ہے اسکا ماخذ کئی آیات (۳) اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہیں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہیں سکتے۔

++ کیونکہ ان ہی الہامات کو تلبیس ابلیس سے محفوظ مانا گیا ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں بلکہ اسکے موید و موافق ہوں

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	اور فرمایا کہ شیاطین اپنے دوستونکو یہہ وسوسہ ڈالتے ہین کہ وہ تم سے (اے اہل قرآن مسئلہ ذبیحہ مین بمقابلہ قرآن) جہگڑین
وکذلك جعلنا لکل نبی عدواً شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غروراً (انعام ع ۱۴)	اور فرمایا ایسا ہی ہمنے ہر ایک نبی کے لیئے شیطان آدمیون اور جنون مین سے دشمن بنائے ہین جو ایکدوسرےکو دہوکھا دینے کے لئے ملمع کی باتین سکہاتے ہین

اس مضمون کی آیات قرآن مین اور بہیون ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین حق اور ہدایت کی باتین کسی کو نہین سکہاتے وہ گمراہی اور برائی ہی سکہاتے ہین۔

سوال۔ بحکم "الکذوب قد یصدق" (یعنی جہوٹا کبھی غرض فاسد سے سچ بول لیتا ہے) ممکن ہے کہ وہ الہامات حقہ شیطان کیطرف سے ہون جس سے کوئی نتیجہ بد نکالنا اسکو مد نظر ہو۔ اسکا موید وہ قصہ کتب حدیث ہے جس مین شیطان کا حضرت ابوہریرہ کو آیۃ الکرسی سکہا جانا پایا جاتا ہے۔

جواب جہوٹے کا کبھی سچ بولنا مسلم مگر اسکا لازمہ یہہ نہین کہ اس کے سبہی بول سچ ہون۔ اسکا لازمہ تو یہہ ہے کہ اسکا جہوٹ سچ سے زیادہ ہو۔ پہر جس کلام مین جہوٹ کا شائبہ بھی نہو تو وہ جہوٹے کا کلام کیونکر ہوسکتا ہے بناءً علیہ جن الہامات مین ازسرتا پا حق و ہدایت ہو۔ جہوٹ اور گمراہی کا ہمین نام ونشان نہو وہ القاء شیطانی کیونکر ہوسکتے ہین۔ اور اگر کہو یہ الہامات

کسی خاص ایسے شیطان کے القاء سے ہین جو کبھی جھوٹ نہین بولتا اور وہ آنحضرت کے قرین شیطان* کی طرح مسلمان ہوگیا ہے اور قول نبوی فلا یامرنی الا بخیر کا مصداق بن گیا ہے تو ایسے شیطان کا القا عین القاء رحمانی ہے اور ایسا شیطان (ملہم الحق) نائب رحمان ہے جو بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسکے فروعات و موئیدات کی کچھہ القا نہین کرتا - ایسے شیطان سے خدا نے آنحضرت سید الرسل کو نہین بچایا تو اس سے ملہم غیر نبی کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے اور اس سے محفوظ ہونے کا دعوی کون کرتا ہے؟

دلیل دوم - متقی و نیکو کار (نہ فاسق و بدکار) خدا کے مخلص بندون سے ہے - اور مخلص بندہ خدا کے الہام مین گو شیطانی وسوسہ کا امکان ہے مگر یہہ ممکن نہین کہ وہ اسی وسوسہ مین مبتلا رہے اور شیطان کو اسپر ایسا

* چنانچہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آن حضرت نے فرمایا

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعانني علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر رواہ مسلم (مشکوۃ صفحہ ۱۰)

کہ تم مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہمنشین شیطانون مین سے مقرر ہوتا ہے ایک فرشتون مین سے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہان میرے ساتھ بھی ہے - پر خدائے تعالے نے مجکوا س (ہمنشین شیطان) پر غالب کردیا ہے - اور وہ میری تابع ہوگیا ہے - لہذا وہ مجھے نیکی کے سوا کچھ نہین کہتا -

تسلط ہو جائے کہ وہ اس کو اس وسوسہ سے نکلنے نہ دے پھر جن الہامات پر خدا اپنے متقی اور مخلص بندون کو بتکرار و تاکید قائم و دائم رکھے وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین

اس دلیل کا یہی پہلا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے۔ **دوسرے مقدمہ پر دلائل** بہت سی آیات قرآن ہین ازانجملہ وہ آیات جن

ولاغوینهم اجمعین الاعبادك منهم المخلصین قال هذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لك علیهم سلطان (حجر ع۳) انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم مشرکون (نحل ع۱۳)

مین یہہ بیان ہے کہ خدا کے مخلص بندون پر شیطان کا تسلط نہین ہوتا اسکا تسلط انہی لوگون پر ہوتا ہے جو اسکے دوست ہین (یعنی خدا کے دشمن) اور شیطان کو خدا کا شریک بنانے والے۔

اور **ازانجملہ** وہ آیات قرآنی (جو اب قران مین پڑہی نہین جاتین اور وہ مشہور قرائتون مین نہین ہین۔ صرف بعض صحابہ ابن عباس

قال ابن عباس من نبی ولا محدث (صحیح بخاری ص۵۲۱) قوله قال ابن عباس من نبی ولا محدث ای فی قوله تعالی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الایة كان ابن عباس زادفیها ولا محدث اخرجه سفیان بن عیینه فی اخرجامعه اخرجه عبد

وابن مسعود وغیرہ کی وہ قرأت ہے لہذا اسکا رتبہ استدلال مین حدیث کا سا ہے) جسمین یہہ بیان ہے کہ ہمنے تجہہ سے پہلے (اے رسول) کوئی نبی یا رسول یا محدث (یعنی ملہم) ایسا نہین بہیجا کہ اس کی بات مین شیطان نے بات نہ ملادی ہو پہر خدا شیطان کی ملائی ہوئی بات کو

بن حمید من طریقه واسناده الی ابن عباس صحیح فلفظه عن عمرو بن دینار قال کان ابن عباس یقرء وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

مٹا دیتا ہے اور اپنی اصلی آیات (یعنی الہامات) کو محکم (ثابت) رکھتا ہے۔

اور **ازانجملہ** وہ آیت جسمین ارشاد ہے کہ پرہیزگارون کو جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ ہوشیار ہوجاتے ہین اور اس وسوسہ کو جان لیتے

ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون واخوانهم یمدونهم فی الغی ثم لا یقصرون (اعراف ع ۲۴)

ہین اور جو لوگ شیطانون کے بھائی ہوتے ہین انکو شیطان گمراہی مین کھینچتے ہین پھر وہ ڈھیل نہین دیتے۔

اور **ظاہر** ہے کہ جو شخص ہمیشہ وسوسہ مین مبتلا رہے اور اس وسوسہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجھتا رہے وہ ہوشیار اور سمجھدار نہین کہلاتا شیطان کا بھائی کہلانے کا مستحق ہے۔

اور **ازانجملہ** وہ آیات جن مین خدا تعالے نے بندون سے وعدہ کیا ہے

یا ایها الذین امنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا (انفال ع ۴)
یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وامنوا برسوله یؤتکم کفلین من رحمته ویجعل لکم نورا تمشون به (حدید ع ۴)

کہ اگر وہ پرہیزگار ہون گے تو انکو حق باطل (جسمین الہام رحمانی اور وسوسہ شیطانی بھی داخل ہے) کی تمیز عطا کریگا اور انکو نور رحمت فرمائیگا جس سے وہ سیدھی راہ چلین۔

اور **ظاہر** ہے جو شخص ہمیشہ وسوسہ شیطانی مین مبتلا رہے اسکو صاحب تمیز اور اہل نور نہین کہا جاسکتا۔

اور **ازانجملہ** وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی طرف

قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب (رعد ع ۴)	رجوع کرتا ہے خدا اسکو اپنی طرف راہ دکہاتا ہے۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جن لوگون نے ہماری راہ (کی طلب)

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (عنکبوت ع ۷)	مین کوشش کی انکو ہم اپنی راہ دکہاتے ہین اور خدا نیکو کارون کے ساتھ ہی

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ شیطان کے وسوسہ مین مبتلا رہا اوسکو خدا نے راہ نہ دکہایا اور نہ خدا اُسکے ساتھ ہوا۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین خدا تعالے کا ارشاد ہے کہ تم مجھے پکارو مین تمہاری پکار سنون گا یا مین خود تم کو جواب دون گا (یعنی تمہاری دعا

وقال ربکم ادعونی استجب لکم (مومن ۶۶)	قبول کرون گا۔

اور ظاہر ہے کہ شیطان کے جواب کو خدا کا جواب نہین کہا جا سکتا پس اگر کوئی خدا کا مخلص اور سچا طالب خدا کو پکارے اور اپنی پکار اور طلب مین پوری عاجزی کرے اور خدا کے دروازہ پر گڑگڑائے اور سر جہکاوے تو پہر کیونکر ممکن ہے کہ خدا کی جگہ شیطان اس کو ایسا جواب دے جسکو وہ خدا کا جواب سمجہتا رہے اس امر کو ممکن کہنا نہ صرف ولایت اولیا یا نبوت انبیا مین خلل ڈالتا ہے بلکہ خدا کی خدائی کو بٹہ لگاتا ہے اور اُسکی وصف ربوبیت و قیومیت کو مٹاتا ہے اور یہہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو باوجود قدرت پورا اور سچا نہین کرتا یا وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کی طاقت نہین رکہتا شیطان کو اسکے نیک بندون اور مخلص طالبون پر اس سے زیادہ قدرت و تصرف ہے تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیراً۔

ان دلایل قراینہ سے مقدمہ دوم دلیل دوم ثابت ہوا۔ اور ان

دو دلیلون سے ہمارا دعوی اوّل ثبوت کو پہنچا - اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے اُن الہامات مین (جن پر وہ قائم اور دائم رہین) تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتے ہین

اسمقام مین شاید ہمارے وہ معاصرین (جو باوجود دعوے ترک تقلید تقلید سابقین کے خوگر ہین اور بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اوسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین) یہ سوال کرین کہ تم سے پہلے کسی نے ولی غیر نبی کو معصوم و محفوظ کہا ہے؟ اور اس دعوے پر ان آیات سے تمسک و استدلال کیا ہے؟ لہذا بپاس خاطر ان حضرات کے اسمقام مین چند اقوال علماء سابقین پیش کئے جاتے ہین اور چونکہ اس سوال کا اندیشہ زیادہ تر ہمیں اپنے ہی عینی بھائیون (اہلحدیث) سے ہے جو ذرا سے اختلاف کے سبب سنیون کو بدعتی اور اہلحدیث کو خفی بنا دیتے ہین اسلئے ان ہی علماء کی نقل اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے جنکو اس گروہ اہلحدیث سے زیادہ تعلق ہے تاکہ اس فرقہ ناجیہ کی نوخیز مجتہد اس دعوے کے سبب ہمکو بدعتی بناتے ہوئے شرمائین اور یہہ خیال فرمائین کہ اس صورت مین اس مذہب کے مجتہد و مجدد اور اس ملک مین اسکے مروج بہی بدعتی ہوجائینگے پھر ہم اہلحدیث کس منھ سے کہلائینگے پس واضح ہو کہ ازانجملہ ایک عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد اسمعیل شہید ہین جو رسالہ منصب امامت و صراط مستقیم مین کاملین اولیاء اللہ کو ہر قول و فعل و الہام[*] و اعتقاد مین معصوم بتاتے اور اس حصہ عصمت مین ان کو وارث انبیاء ٹھہراتے ہین -

آپ کے رسالہ منصب امامت کو صفحہ ۳ سے ۴۶ تک ناظرین ملاحظہ فرماوین گے تو ہمارے اس دعوے بلکہ سبھی دعاوی بلکہ کتاب براہین احمدیہ کے

[*] الہام کو ہمنے تو احتیاط کے ساتھ قید مین لگا کر اونکو محفوظ بتایا تہا مولانا مرحوم نے ان قیود کو کبھی ظاہر نہین فرمایا

اس قسم کے بہی مطالب کا اسکو مویدپاوینگے -

ہم اس مقام مین تشویق ناظرین کے لئے اُن **چالیس** صفحہ کا چند سطورمین **خلاصہ** بیان کرتے ہین اور جو عصمت اولیار کے باب مین خاصکر انہون نے فرمایا ہے اسکو بعینہ معرض نقل مین لاتے ہین -

اُس رسالہ کے **صفحہ ۳** مین اصول کمالات انبیار پانچ وصف بیان کئے ہین - (۱) وجاہت (۲) ولایت (۳) بعثت (۴) ہدایت (۵) سیاست

پہر فرمایا کہ وجاہت کی تین شاخین ہین -

(۱) محبوبیت حضور رب العالمین مین (۲) عزت ملائکہ مقربین مین (۳) سیاست یا سیادت بندون مین -

پہر **صفحہ ۶** مین فرمایا ہے ولایت کی تین شاخین ہین **اول** (معاملات صادقہ (الہام - تعلیم - تفہیم غیبی حکمت وغیرہ) **دوم** مقامات کاملہ (محبت - خشیت توکل رضا - تسلیم صبر - استقامت - زہد قناعت تفرید - تجرید) **سوم** اخلاق فاضلہ (علوہمت - وفورشفقت - حلم - حیا - محبت - وفا - سخاوت شجاعت)

پہر فرمایا یہہ ولایت سبہی خواص بندگان خدا کو حاصل ہوتی ہے مگر کاملین خواص کو ان دوصفتون کے ساتھ (۱) عبودیت (۲) **عصمت** -

پہر **بصفحہ ۷** فرمایا و معنی **عصمت آنست** کہ آنچہ باشیان تعلق میدارد اقوال وافعال وعبادات وعادات ومعاملات ومقامات واخلاق واحوال آن ہمہ راحق جل وعلی از مداخلت نفس شیطان وخطا ونسیان بقدرت کاملہ خود محفوظ میدارد و ملائکہ حافظین را برایشان مے گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشان را نہ آلاید ونفس ہیمی بہ بعضے مکنونات خود امر نفرماید واگر احیانا چیزے کہ خارج از قانون رضامندی حضرت حق باشد ازیشان بطریق شذوذ وندرت

صادر میگرد و فی الفور حافظ حقیقی ایشان را بآن آگاہ مے فرماید و عصمت غیبیہ طوعاً و کرہاً ایشان را کشان کشان براہ راست مے آرد و این ولایت مذکورہ کہ رنگین باشد برنگ عبودیت و عصمت آنرا ولایت النبوۃ میگویند پس ولایت النبوۃ غیر منصب نبوت ست چہ منصب نبوت مخصوص است بانبیاء و این ولایت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیا یافتہ مے شود فاما بعضے اکابر اولیا را ہم بہ تبعیت انبیا ازان نصیبے بدست مے آید چنانچہ دلائل این دعوی از کتاب و سنت عنقریب مذکور خواہد گردید انشاء اللہ تعالےٰ۔

پھر بصفحہ ۸ بعثت کی ظاہری صورت اور حقیقت بیان فرمائی ہے۔

پھر بصفحہ ۱۲ ہدایت کے پانچ طریق بیان فرمائے ہین (۱) نزول برکت۔ (۲) عقد ہمت (۳) فیض صحبت (۴) خرق عادت (۵) اظہار دعوت۔ اور ہرایک کی شرح فرمائی ہے۔

پھر بصفحہ ۲۲ سیاست ایمانی کو خاصہ انبیا ٹھہرا کر اُس کے چار قسم بیان کئے ہین۔

پھر بصفحہ ۲۵ اس سیاست کے پانچ اصول بیان کئے ہین (۱) فراست (۲) امارت (۳) عدالت (۴) حفاظت (۵) نظامت۔

پھر بصفحہ ۲۸ یہ دعوی کیا ہے کہ بعض مقبول بندے اگرچہ نبوت کا منصب نہین رکھتے مگر اُنکو اِن کمالات نبوت کا اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق حصہ پہنچتا ہے پھر صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۳۷ تک ہرایک کمال کا منجملہ کمالات مذکورہ غیر نبی مین پایا جانا آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے اس زور و شور سے ثابت کیا ہے کہ اُسمین کسی منکر کو مجال مقال باقی نہین رہنے دے۔ ازانجملہ کمال عصمت کے بیان و اثبات مین فرمایا ہی و از اعظم مقامات ولایت عصمت است باید دانست کہ حقیقت عصمت

حفاظت غیبی است کہ جمیع اقوال و افعال و اخلاق و احوال و اعتقادات و مقامات معصوم
را بر راہ حق کشان کشان میبرد و از انحراف از حق مانع مے شود ہمین حفاظت کہ با نبیاء اللہ
متعلق مے باشد آنرا عصمت مے نامند و اگر بکاملی دیگر متعلق مے باشد آنرا حفظ میگویند
پس عصمت و حفظ فی الحقیقت یک چیزیست اما بنا بر تادب لفظ عصمت را بر حفظ کہ متعلق
با ولیاء اللہ ست اطلاق نے نمایند بالجملہ مقصود ازین مقام آنست کہ حفاظت غیبی
چنانکہ با نبیاء اللہ متعلق ست ہمچنین بہ بعضے اکابر از اتباع ایشان ہم متعلق مے باشد
قال اللہ تعالی ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وکفی بربك وکیلا۔ پس
معلوم شد کہ تعلق حفاظت غیبیہ ثمرہ کمال عبودیت است خواہ در انبیاء اللہ یافتہ شود
خواہ در اتباع ایشان وقال اللہ تعالی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ
ایاته در قرایت ابن عباس این کریمہ مسطورہ باین طریق مرویست وما ارسلنا من قبلك
من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ
ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاته پس برین تقدیر معنی عصمت کہ مفاد این کریمہ
است چنانکہ برسل و انبیا ثابت شدہ ہمچنین بمحدثین ہم ثابت گردید ہر چند قرارت
ابن عباس از قرارۃ متواترہ نیست و اما قراۃ غیر متواترہ در اثبات حکم بمنزلہ خبر
مشہور ست پس امتیاز متواتر از غیر متواتر در تلاوت ست نہ در اثبات حکم
وقال[1] النبی صلعم لعلی اللهم ادر الحق معه حیث دار وقال[2] النبی صلعم القران مع علی وعلی مع القران
وقال[3] انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی اهل بیتی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض وقال[4]
النبی علیه السلام الحق ینطق علی لسان عمر وقلبه وقال[5] صلعم نعم المرء صهیب لو لم یخف الله لم یعصه

تراجم عبارات عربیہ ۔ آیات قرآنیہ کا ترجمہ صفحہ (۳۰۷) مین گزرا۔ احادیث کا ترجمہ یہ ہے۔ انحضرت نے حضرت علی مرتضی کے حق مین فرمایا یہی خدایا حق کو ادہر پہیر جدہر علی پہیرے (۲) اور فرمایا قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے (۳) اور فرمایا مین تم مین دو بڑی چیزین چہوڑ جاتا ہون قرآن۔ اور اپنے اہلبیت یہ دونو جدا نہونگی یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آوین (۴) اور انحضرت نے فرمایا حق عمر کے دل و زبان پر ناطق ہے۔ (۵) اور فرمایا صہیب اچھا آدمی ہے

پہر صفحہ ۳۳۵ سے ۳۴۳ تک ان کمالات مین غیر نبی کی نبی سے مشابہت کے معنی بیان کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ان کمالات کا ادنی مرتبہ ہر ایک مومن مین موجود ہے۔ اور درجہ اعلی انبیا سے مخصوص ہے اور اسکے مابین بہت مراتب ہین جو مختلف اہل ایمان کو اُنکی لیاقت و کمال ایمان کے موافق حاصل ہوتے ہین سب سے کامل مومن کو وہ درجہ کمال حاصل ہوتا ہے جو درجہ عام مومنون سے بالاتر اور درجہ انبیا سے فروتر مگر اسکے قریب ہوتا ہے"۔

اور **صراط مستقیم** مین آپ بصفحہ ۴۲ فرماتے ہین "واین حفظ نصیبہ انبیا و حکما ست وہمین را عصمت مے نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن و حکمت و وجاہت و عصمت مر غیر انبیا را (امراست اسے مان) مخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست چہ بسیارے ازین امور در احادیث رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام در مناقب صحابہ کبار منقولست چنانچہ بر مہرہ اہل حدیث پوشیدہ نیست واگر خوف ملال بسبب تطویل کلام نمے شد پارہ ازان احادیث درین مقام ذکر کردہ مے آمد و ندانی کہ ارباب این کمال از عالم منقطع شدہ اند و قرب الوجود از روئے (اسے مان) زمین منطمس گردیدہ"۔

قرب الوجود کی تفسیر آپ نے بصفحہ ۴۸ کتاب ان الفاظ کی ہے "واین صدیقیت ممزوجہ بذکاء عقل را کہ از لوازم حکمت و وجاہت است جناب سید الحکما سند العلما راعنی شیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر مے فرمایند"۔

اور آپ سے پہلے آپکے عم بزرگوار رئیس متاخرین اہل سنت مولانا شاہ **عبدالعزیز** علیہ الرحمۃ نے اور اُنسے پہلے اُنکے والد ماجد حکیم ہذہ الامۃ حضرت **شاہ ولی اللہ** قدس سرہ نے عصمت و وجاہت وحکمت وغیرہ غیر انبیا کے لئے ثابت کی ہے اسباب مین جناب مولانا شاہ عبدالعزیز کا ایک فتوی نقل کیا جاتا جس پر دونون

حضرت کے خیال اور مقال کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

سوال از مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ

جناب فخر المحدثین شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مقامات اربعہ کہ عصمت و وجاہت و حکمت و قطبیت باطنہ ست برائے حضرت ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام ثابت کردہ اند و آن ہدایت مآب نیز در رسالہ مراتب کہ در بیان مفادات حضرت ایشان تالیف فرمودہ نوشتہ اند این بکدام محمل صحیح حمل باید فرمود و دلیلی از کتاب و سنت و اجماع است بران کدام ست و جواب تخالف این قول کہ بہ نسبت مذہب اہل سنت نمایان شدہ چہ خواہد شد و مع ذالک منافی تفضیل خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات شیخین خواہد شد حالانکہ مسئلہ این تفضیل مجمع علیہ اہل سنت است عند من یعتد بہ و علاوہ آن کہ خود جناب افادت مآب ہدایت انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بہزار ضبط و ربط و طمطراق تمام این مسئلہ یعنی تفضیل خلفاء ثلثہ سیما شیخین رضی اللہ عنہم بدلائل عقلیہ و نقلیہ و کشفیہ و وجدانیہ بتقریر وافی و مثال شافی و ترتیب کافی تحریر فرمودہ اند پس جواب تخالف و تعارض این مسئلہ ممہدہ ثابت و متفق علیہا با ین مسئلہ غریبہ غیر ثابت عند اہل حق یعنی اہل سنت و الجماعت چہ خواہد بود بینوا توجروا۔

جواب از مولانا ممدوح

عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ نزد صوفیہ معانی اصطلاحیہ اند خصوصاً در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مفصل مذکور اند این وقت بسبب وارد شدن بیماریہا امکان نیست کہ بہ تمہید مقدمات نوشتہ آید اگر کتب مصنفہ ایشان موجود باشند تشفی باید نمود و واضح باد کہ شرح اعتصام از تصانیف شاہ محمد عاشق پہلتی قدس سرہ اگر بہم رسد شافی و کافی خواہد شد بالجملہ موافق علما ظاہر برانیوقت جواب نوشتہ

مے شود عصمت دو معنی دارد اوّل امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ و این باجماع اہل سنت مخصوص بحضرت انبیاء و ملائکہ علویہ ست دوّم عدم صدور ذنب مع جوازہ اسے من غیر لزوم درد و این معنی نزد صوفیہ محفوظیت خوانند بہمین معنی در کلام صوفیہ سوال عصمت برائے خود آمدہ چنانکہ در اول حزب البحر واقع است۔ نسألك العصمة في الحركات والسكنات والارادات والخطرات الخ این معنی مخصوص بانبیاء علیہم السلام نیست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے اہل بیت خود خواستہ بقولہ اللہم اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا ہمین معنی ست کہ در حق حضرت عمرؓ وارد شدہ ان الشیطان لیفر من عمر و نیز وارد شدہ ان الحق ینطق علی لسان عمر وقلبہ و در حق صہیب رومی واقع شدہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ فلا اشکال **و حکمت** بمعنی علم نافع اگر مکتسب باشد در اصطلاح صوفیہ آنرا حکمت نگویند بلکہ علم و فضیلت نامند و اگر آن علم بطریق وہب بر دل شخصے وارد شود آن را حکمت نامند و کریمہ آتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب وکُلًّا اعطینا حُکماً وعلما ازین باب ست خواہ آن علم متعلق بعقائد باشد یا اعمال یا اخلاق و این معنی ہم مخصوص بانبیاء نیست علیہم السلام ولقد اتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ بعد ازان از ایتہ واذ قال لقمان لابنہ تا آخر رکوع مسائل بعضے از حکمت ایشان است آرے ازین باب ہرچہ بوحی آمد آن مخصوص بانبیا است علیہم السلام و وہب اعم است نبی و غیر نبی دران شریک اند لہذا در حدیث شریف وارد شدہ انا دار الحکمۃ وعلی بابہا و در روایت مشہور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا واقع شدہ مراد از علم اینجا ہمین معنی است **و وجاہت** را معنی آنست کہ بعض بندگان خود را حق تعالی بوحی معاملہ مے نماید از دفع طعن معاندان و تہمتہائے عیوب و حفظ از اصابت بادشاہان و امراء و این درحق محبوبان خود مے نماید این معنی در حق و دکس از انبیا اولو العزم منصوص

قرانی است اول درحق موسی علی نبینا وعلیہ السلام ہرگاہ ایشان را بنی اسرائیل تہمت ادرة وبرص نمودند قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تکونوا کالذین اذوا موسی فبراٗہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا حق تعالی راضی نشد بہ تہمت ایشان اگرچہ آن تہمت ہیچ محذور شرعی نداشت دوم درحق عیسی روح اللہ کہ یہودیان درحق ایشان تہمت زنا زادگی برزبان آوردند سخن آوردن ایشان درعین طفولیت آن تہمت را زائل فرمود قال اللہ تعالی فی سورت ال عمران وجیہاً فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلاً الایۃ این معنی درحق اکثر اولیاء بہ ثبوت پیوستہ اول درحق ابی بکر صدیق کہ ان اللہ یکرہ فوق السموات السبع ان یخطا ابو بکر فی الارض دوم درحق علی مرتضی فرمودند ادر الحق حیث دار نفرمودہ اند ادرہ حیث دار الحق ومعنی **قطبیت** باطنہ آنست کہ حق تعالی بعض بندگان خود را مخصوص سازد کہ مہبط فیض الہی اولاً بالذات ایشان باشند و از ایشان بدیگران منتقل شود گو بظاہر کسے تلمذ و اکتساب از ایشان نکردہ باشد مانند آنکہ شعاع آفتاب از راہ روزنے بخانہ مے افتد پس اولا آن روزن روشن شدہ است و بواسطۂ آن تمام اشیا رخانہ روشن گشتہ و این را قطب ارشاد نیز نامند بخلاف قطب مدار **بالجملہ** اثبات این مقامات اربعہ عند التحقیق مخالف مذہب اہل سنت نیست گو ظاہر بینان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند و نہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق است زیرا کہ این تفضیل کثرت ثواب است عند المتکلمین و الاجماع است کہ خدا تعالے بعض بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند ہرچند فضائل دیگر وصفات کمال درغیر آنہا بیشتر باشد و نیز مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ مدار تفضیل شیخین بر تشبیہ انبیاست در سیاست امت و رفع شبہات و ترویج دین و نگہداشتن مردم از بدعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر و ظاہر است کہ زیادتی شیخین درین

اسور او ضح من الشمس و ابین من الامس ست و لہذا قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالتوفیق لا بالفضائل ''

حضرت شاہ ولی اللہ کے تلمیذ جناب صاحب کتاب دراسات اللبیب نے بھی اپنی اسی کتاب مستطاب مین اہل بیت نبوی اور عام اہل ولایت کو محفوظ کہا ہے اسمقام مین نقل کلام جناب ممدوح بھی موجب فوائد ہے از انجملہ ایک فائدہ یہہ ہے کہ جو اس زمانہ کے اہل بدعت و اعداء سنت اس حامل لواء اہل سنت کو شیعہ بناتے ہین وہ انکا کلام بلاغت نظام پڑہکر شرمائین اور اپنے سوء ظنی اور بدزبانی سے باز آئین - اور یہہ خیال کرین کہ جس بات پر وہ انکو شیعہ بناتے ہین وہ وہی بات ہے جو آپ سے پہلے اکابر اہل سنت کہہ چکے ہین صاحب دراسات یہہ بھی کہہ چکے تھے کہ جو عصمت انبیا سے مخصوص ہے مین اس عصمت کا اعتقاد اہل بیت کے حق مین نہین رکہتا جیسے کہ شیعہ اعتقاد رکہتے ہین مجہہ پر کوئی شیعہ ہونے کی تہمت نہ لگاوے جیسے حافظ حسکانی پر ذہبی نے لگا دی تہی پر یارون نے اسبات کی بہی کچہہ پرواہ نکی - صرف لفظ عصمت سنتے ہی انپر تشیع کی تہمت لگا ہی دی -

آپ صفحہ ۲۰۰ دراسات مین فرماتے ہین - متکلمین نے کہا ہے حفظ اور عصمت

وقد قال المتكلمون الفرق بين الحفظ والعصمة ان الاول عدم صدور الذنب والخطاء والثاني استحالة صدوره فالانبياء قام الدليل على استحالة صدور ذالك عنهم وغير الانبياء ربما يحفظون فلا يصدر عنهم الذنب والخطاء مع جواز الصدور فالانبياء	مین یہہ فرق ہے کہ حفظ تو عدم صدور گناہ اور خطا کا نام ہے عصمت یہہ کہ صدور گناہ وخطا جائز ہی نہو عقلاً محال ہو انبیا سے صدور گناہ وخطا کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے - انبیا کے سوا اورون سے گناہ سرزد نہین ہوتے گو انکا صدور جائز ہے لہذا انبیا معصوم ہین اور اولیا

معصومون والاولیا محفوظون ان شاء اللہ تعالی - × × × × × ولست عقدۃ الانامل علی ان العصمۃ الثابتۃ فی الانبیا علیھم الصلوۃ والسلام یوجد فی غیرھم وانما اعتقد فی اھل الولایۃ قاطبۃً العصمۃ بمعنی الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالۃ صدورہ والائمۃ الطاھرین اقدم من الکل فی ذالک وبذالک یطلق علیھم الائمۃ المعصومون فمن رمانی من ھذا المبحث باتباع مذھب غیر السنۃ مما یعلم اللہ سبحانہ براٗتی فعلیہ اثم فریتہ واللہ خصیمہ وکیف لا اخاف الاتھام من ھذا الکلام وقد خاف شیخ ارباب السیر فی السیرۃ الشامیۃ من الکلام علی طرق حدیث رد الشمس بدعائہ صلے علیہ وسلم لصلوۃ علی رض وتوثیق رجالھا ان یرمی بالتشیع حیث دعی الحافظ الحسکانی فی ذالک سلفالہ ولنتقل ذالک بعین کلامہ قال رحمہ اللہ تعالی لما فرغ من توثیق

محفوظ - پہر اہلبیت کی عصمت (یعنی حفاظت) پر احادیث نبویہ سے استدلال کرکے بصفحہ ۲۱۵ آپنے فرمایا ہے میرا (اس بحث و بیان میں) یہہ اعتقاد نہیں ہے کہ جو عصمت انبیا میں پائی جاتی ہے - وہ اوروں میں موجود ہے تبھی اہل ولایت کی نسبت میں عصمت بمعنی حفظ اور عدم صدور گناہ ہی کا اعتقاد رکہتا ہون اس بات میں ائمہ طاہرین اور اولیا سے مقدم ہیں اسی نظر سے اُنپر ائمہ معصومین کا لفظ بولا جاتا ہے پہر جوکوئی اس بحث کے سبب مجھے اتباع مذہب غیر اہل سنت (یعنی شیعہ) کی طرف منسوب کرے جس سے میرا بری ہونا خدا کو معلوم ہے" تو اسی پر اس کے افترا کا بوجہہ ہے اور خدا تعالے خود اسکا خصم و مدعی ہے اس اتہام سے میں کیونکر نہ ڈرون جس حالت میں مجہسے پہلے صاحب سیرت شامیۃ اس حدیث پر (جسمین حضرت علی مرتضی کی نماز کے لئے آفتاب کو غروب سے پہرنے کی دعا آنحضرت سے

رجال سنده ليحذر من يقف على كلامي
هذا هنا ان يظن بي اني اميل الى التشيع
والله تعالى علم ان الامر ليس كذلك
قال والحامل على هذا الكلام يعني
قوله وليحذر الى اخره ان الذهبي
ذكر في ترجمة الحسكاني انه كان يميل
الى التشيع لانه املا جزأ في طرق حديث
رد الشمس قال وهذا الرجل يعني
الحسكاني ترجمه تلميذه الحافظ عبد القادر
الفارسي في ذيل تاريخ نيسابور فلم
يصفه بذلك بل اثنى عليه حديثا
حسنا وكذلك غيره من المؤرخين
فنسال الله تعالى السلامة من الخوض
في اغراض الناس بما لا نعلم وبما نعلم
والله تعالى اعلم انتهى اقول هذا الجرح
في الحافظ الحسكاني انما نشاء من
كمال صعوبة الجارح والخراف من
مناهج العدل والانصاف والا
فالحافظ من خدمة اهل الحديث الخ

(دراسات اللبيب)

مروی ہے) کلام کرنے کے وقت اس
نسبت تشیع سے ڈرے تھے - کیونکہ
انہون نے اپنے پہلے حافظ حسکانی کو اس اتہام کا
محل پایا اب ہم اصل کلام صاحب سیرت نقل کرتے ہین
صاحب سیرت شامی نے حدیث مذکور کے راویونکی توثیق سے
فارغ ہوکر فرمایا کہ جو میرے اس کلام پر مطلع ہو وہ اس بات
سے بچے کہ میری نسبت شیعہ ہونے کا
گمان کر بیٹھے - خدا جانتا ہے مین شیعہ
نہین ہون مجھے اس کہنے پر باعث یہہ ہوا
ہے کہ ذہبی نے ترجمہ (بیان حال حسکانی)
مین کہدیا ہے - کہ وہ مذہب شیعہ کیطرف
مائل ہے - کیونکہ اُس نے آفتاب کے
پھر آنے کی حدیث کی تائید مین ایک جزو لکھا
ہے صاحب سیرت شامی فرماتے ہین کہ
حافظ حسکانی کا ترجمہ اُسکے شاگرد حافظ عبد القادر
فارسی نے تاریخ نیساپور کے ذیل مین لکھا تو اسکو
مذہب شیعہ کیطرف منسوب نہین بلکہ اسکی اچھی
تعریف کی ہے ایسا ہی اور مورخون نے اس کی
تعریف کی ہے - پس ہم خدا سے سوال کرتے ہین
کہ وہ ہمکو لوگون کی ابرو ریزی سے بچاوے -
صاحب سیرت شامیہ کا کلام اتمام ہوا

صاحب دراسات فرماتے ہین حافظ حسکانی کی نسبت جرح (اعتراض) معترض کی سختی اور طریق عدل وانصاف سے کجروی کے سبب سے ہے ورنہ حافظ حسکانی تو حدیث کے خدام سے ہے''

ناقل (ایڈیٹر) **کہتا ہے** جبکہ ذہبی جیسے اکابر علما راس تعصب سے بچ نہ سکے تو آج کل کے تو خیر مدعیان حنفیت پر (جو صاحب دراسات کو اعتقاد عصمت اہلبیت کے سبب شیعہ بناتے ہین) یا نوجوان مدعیان اتباع سنت پر جو ایک مسئلہ جزئی ظنی غیر قطعی اجمالی غیر تفصیلی (تفضیل شیخین) کے سبب پہلے اور پچھلے اہلحدیث کو شیعہ بناتے ہین (جسکا تفصیلی بیان نمبر ۱۲ مین آتا ہے) کیا افسوس ہے؟

ان عبارات واقوال کے موید بعض اقوال دلیل وعوی چہارم مین بھی آئینگے انشاء اللہ تعالی۔ ان اقوال وعبارت سے یہ ثابت ہوا کہ دعوی عصمت اولیا اور اسپر آیات مذکورہ سے استدلال کرنے مین۔ راقم متفرد نہین ہے۔ پہلے اکابر اہل اسلام بھی یہ دعوی واستدلال کر چکے ہین۔ بالفعل ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین اگر ہمارے ہمعصر خصوصاً اہلحدیث ان اکابر اور ان کے اقوال مین کچھہ چون وچرا کرینگے۔ اور ان پر بدعتی ہونیکا فتوے لگاینگے تو ان سے پہلے علماء کے اقوال پیش کئے جاینگے وباللہ التوفیق۔

دلائل دعوی دوم

دلیل عقلی

جب دلائل دعوی اول سے ثابت ہوا کہ ایسا الہام جسکی عصمت

(محفوظیت) کا ہمنے دعوے کیا ہے تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور اسکا منجانب اللہ ہونا صریح نصوص کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ تو اس کے منجانب اللہ ہونے کا علم و یقین اس الہام کے لوازم سے ہوا۔ لہذا الحکم الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ* " اس یقین کا حصول ملہم کے لئے ضروریات سے ہے۔

وہ الہام اس یقین کا ملزوم ہے۔ اور یقین اسکا لازم غیر منفک پہر اسکے ثبوت کے لئے وجود ملزوم کے علاوہ دلیل کی کیا حاجت ہے؟

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلے بایدت زور و آفتاب

انبیاء علیہم السلام کو جب وحی (یا الہام) ہوتا تہا۔ تو انکو بجز اسی وحی یا الہام کے **کون بتاتا تھا کہ یہہ وحی** (یا الہام) **رحمانی** ہے وسوسہ شیطانی نہین ہے۔ اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کون دلاتا تہا۔ اسکے جواب مین یہی کہوگے۔ کہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین رحمانی ہون۔ اور یقین بہی خود اسی سے ہوتا تہا۔ ایسا ہی الہام اولیاء وارثان انبیاء کو سمجھنا چاہئے۔ اور اگر حصول یقین الہام اولیاء کے لئے نفس الہام کافی نہین ہے تو پہر الہام نبی حصول یقین کے لئے انکو کیون کافی ہوا اور** بجز عقلی دلیل کونسی

* یعنی جب کوئی چیز ثابت و موجود ہوتی ہے تو اپنے لوازم کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

** نقلی دلیل پیش کرنیکا یہ موقع نہین ہے کیونکہ نقلی دلیل ثبوت و تسلیم الہام کے پہلے پیش نہین کیجا سکتی جو شخص ہنوز نبی کی نبوت کو نہین مانتا۔ اور یہہ سوال کرتا ہے کہ الہام نبی کے منجانب اللہ ہونے پر کیا دلیل ہے اور نبی کو کیونکر معلوم ہوتا تہا کہ الہام (جو اسکو ہوتا تہا) رحمانی ہے شیطان کیطرفسے نہین ہے اسکے جواب مین ہم نقلی دلیل (آیۃ یا حدیث) پیش نہین کر سکتے۔ اور بجز اسکے کچہہ نہین کہہ سکتے کہ وہ الہام خود بتاتا تہا کہ مین خدا کی طرف سے ہون۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب الخ۔

ہے؟ اور الہام نبی اور الہام ولی کے موجب یقین ہونے ہونے مین فارق کون امر ہے؟ - تان اسمین اسمین یہ فرق ضرور ہے کہ نبی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے بنفس خود شرعی دلیل ہے اسکا الہام خود بتاتا ہے کہ وہ عامہ خلایق کے لئے شرع اور دلیل ہے - ولی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے شرعی دلیل نہین ہے اس امر کا بیان بہی خود اسی الہام مین پایا جاتا ہے

نقلی دلیل

خدا تعالے وتقدس نے اپنی کلام مین اس الہام کو جو اُس نے اولیا غیر ابنیأ کو عطا کیا ہے علم فرمایا ہے چنانچہ الہام حضرت خضر علیہ السلام کے حق مین ارشاد ہوا کہ ہم نے اوسکو اپنے پاس سے رحمت دی ہے اور اپنے پاس سے علم سکھایا ہے - اور ظاہر ہے کہ وہم - شک - گمان (یا ظن) کو علم ہرگز نہین کہا جاسکتا -

اتیناہ رحمۃ من عندنا و علمناہ من لدنا علما (کہف ع ۹)

دلائل دعوی سوم

عقلی دلیل اس دعوی پر وہی ہے جو دعوی دوم پر پیش کی گئی ہے کہ یہ دعوی اس یقین کا لازمہ ہے جسکو عید کا چاند نظر آتا ہے وہ کیونکر اور کب تک اُس کو چھپا سکتا ہے - اور وہ کسی اور دلیل وشہادت کا کب محتاج رہتا ہے -

نقلی دلیل

خدا تعالے نے قرآن مجید مین اولیا غیر انبیاء کا اپنے الہامات پر بلا انتظار وحصول توافق اور دلیل کے عمل کرلینا مقام ہیج مین ذکر فرمایا ہے - چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۰۲ موسی علیہ السلام کی والدہ اور حضرت

خضر علیہ السلام کا اپنے الہامات پر بلا توقف و انتظار عمل کرنا (جیسے بچہ کو صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدینا - اور چلتی کشتی کو پہاڑ دینا - بے گناہ لڑکے کو مار ڈالنا گرتی ہوئی دیوار کو بلا عوض کھڑا کر دینا) منقول ہو چکا ہے - اور اسکا خلاف کسی آیۃ قرآنی یا حدیث نبوی مین پایا نہین گیا - یعنی کسی آیت و حدیث مین یہ نہین آیا کہ جب تک ولی اپنے الہام کی تائید و موافقت کتاب آسمانی مین نہ پائے اس الہام پر عمل نکرے قرآن و حدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف کتاب و سنت ہو اُسپر عمل نکیا جاوے - پہر اس زمانہ مین ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوے (جسکو شریعت و کتاب آسمانی منع نکرے) کیون ناجائز ہے -

سوال

ہماری اس دلیل پر ایک الہامی مولوی صاحب (جو اپنے اور اپنے خاندان کے الہامات لوگون کو سناتے ہین اور مولف کے الہامات پر معترض ہین) نے زبانی یہہ سوال کیا کہ حضرت موسی کی والدہ یا خضر علیہ السلام کے الہام پر اولیا امت محمدیہ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے - حضرت موسی کی دعوت و نبوت عام نہ تہی صرف بنی اسرائیل سے مخصوص تہی اسلئے حضرت خضر نے بلا توقف و انتظار اپنے الہامات پر عمل کر لیا - حضرت موسی علیہ السلام یا انکی کتاب توراۃ سے اجازت و توافق حاصل کرنیکا کچہہ لحاظ نفرمایا - حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کا اپنے الہام پر عمل کر لینے کی نسبت انہون نے کچہہ نہین فرمایا شاید اسکی نسبت کوئی یہ کہے کہ اسوقت کوئی نبی نہ تہا جس کی کتاب سے حضرت موسی کی والدہ اپنے الہامات کا توافق حاصل کرتین - اور اگر کوئی نبی (حضرت شعیب وغیرہ) اسوقت موجود تہا تو اسکی دعوت بہی عام نہ تہی - اور اسوقت کے اولیا ایسے نبی کی امت مین ہین جنکی دعوت عام ہے - کوئی ولی یا الہامی انکی ابتاع سے مستغنی نہین ہے پہر انکے حال کا قیاس

حضرت خضر و ادر موسی علیہ السلام کے حال پر کیونکر ہو سکتا ہے -

الجواب

اس فارق کو ہم مانتے ہین اور اسکی رعایت پہلے ہی اپنے دعاوی مین کہہ چکے ہین جبکہ ولی کے حق مین الہام پر یقین و عمل کرنے کے لئے یہہ شرط لگا چکے ہین کہ وہ اس الہام کا مخالف کتاب نہونا دیکھ لے اور جب تک اس کا کتاب اللہ و شریعت محمدیہ کے مخالف نہونا ثابت نہو وہ اس پر یقین و عمل کرنے کا مجاز نہین ہے -

و لیکن اس فارق سے یہہ نہین نکلتا کہ ولی امت محمدیہ اپنے الہام کا توافق بہی ضرور کتاب اللہ و شریعت سے ثابت کرے اور جبتک صریح شہادت موافقت الہام کتاب اللہ و شریعت مین نہ پاوے اس الہام پر یقین نکرے یہ امر نہ اس فارق کا لازمہ ہے نہ اس پر کوئی دلیل کتاب و سنت مین موجود ہی بلکہ کتاب و سنت و عمل اکابرامت سے اسکا خلاف ثابت اور بخوبی محقق ہے کہ ولی کو اپنے الہامات کا توافق اور کتاب اللہ مین اس کی صریح شہادت دیکھنا ضروری نہین ہے -

کتاب و سنت مین وہ **دلائل** اس ضرورت حصول توافق کو اٹہاتی ہین جنسے برائۃ اصلیہ ثابت ہوتی ہے اور یہ بات سمجھہ مین آتی ہے کہ جس امر کو شرع ساکت ہے اسمین ہر ایک کو (الہامی ہو خواہ عامی) آزادی و خود مختاری حاصل ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱ مین ان دلائل کی کافی تفصیل ہو چکی ہے جو بالاحظہ ناظرین کے لائق ہے) -

عمل اکابرامت کتب اسلامیہ مین موجود ہے - پرانے اور نئے ملہمین اپنے الہامات پر عمل و یقین کرنے کے وقت توافق و صریح شہادت کتاب اللہ کو

نہ دیکھتے صرف اتنا دیکھ لیتے تھے کہ یہہ الہام مخالف کتاب اللہ تو نہین ہے اسکی
مثال ہم سر دست ایک پیش کرتے ہین جس کی تخریج روایت نمبر ۷ جلد ۷ مین
بصفحہ ۲۰۶ ہو چکی ہے ۔

حضرت عمر فاروق کو جب الہام ہوا تہا - کہ ساریہ سپہ سالار فوج
بے موقع کہڑا ہوا ہے تو آپ نے کسی آیت یا حدیث سے اس الہام کا توافق نہ دیکہا
(اور نہ کوئی آیت یا حدیث جسمین ساریہ کے بے موقع کہڑا ہونے کی پیش گوئی مروی
ہو ایسے موجود ہے جس سے اس الہام کا توافق ممکن ہو) بلکہ اس الہام پر صرف
اس نظر سے کہ وہ مخالف کتاب اللہ نہ تہا فوراً یقین کر لیا اور اسی موقع الہام پر
عین اثنا رخطبہ جمعہ مین کہدیا "یا سارية الجبل" یعنی اسے ساریہ پہاڑ کو پس پست لے
جو لوگ ہماری اسبات کو غلط کہین وہ براہ مہربانی ہم کو کسی آیت یا حدیث کی
(جسمین اس واقعہ کی بطور پیشین گوئی خبر آچکی ہو اور اس سے اس الہام عمری کا توافق
ممکن ہو) نشان وہی کرین ۔

بالجملہ حضرت خضر اور والدہ حضرت موسیٰ کا الہام اور اولیأ
امت محمدیہ کا الہام باوجود اس فرق کے کہ وہ دونو شریعت کسی نبی کے تابع نہ تہے
اور اولیا رامت محمدیہ شریعت محمدیہ کے تابع ہین ولہذا وہ دونو اپنے الہامات کو
اور دلیل پر عرض کرنے کے محتاج نہ تہے اور اولیا رامت محمدیہ اپنے الہام کو شریعت
محمدیہ پر عرض کرنے کے محتاج ہین - اس حکم مین برابر ہین کہ ان پر عمل و یقین
کرنے کے لئے صریح شہادت و توافق شریعت کی ضرورت نہین ہے ۔

اسپر مولوی صاحب موصوف نے یہ سوال کیا کہ الہام اولیا رامت محمدیہ کو
کتاب اللہ و شریعت پر عرض (پیش) کرنا اور اُسکا مخالف شریعت نہونا ضروری اور
شرط عمل و یقین ہے تو بہی الہام قطعی و یقینی نرہا - کتاب اللہ پر عرض کرکے اسکا

مخالف کتاب اللہ ہونا ثابت ہوگا تب ہی ملہم کو اس پر یقین کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اُسکا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے۔ نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہوجاتا ہے اس یقین کے حصول کے لیئے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اسکا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہین یہہ عرض و تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کو لئے ہے۔ وبس۔

اسکی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جسکو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے یا وہ موتی ہے جو دریا مین غوطہ لگانے سے اسکے ہاتھ مین آیا ہے۔ اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اسکو کامل یقین ہوتا ہے جس مین وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہین رہتا بعہدہ اوہ اس زمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکہاکر پوچہتا ہے کہ اسے کام مین لانے کی آپ مجہے اجازت دیتے ہین اور مین اس فعل مین آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہونگا اس عرض اور طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہین کہہ سکتا کہ اُس شخص کو اس سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہین ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیون دکہاتا اور اُس سے اس کے صرف کرنے کی اجازت کیون مانگتا۔

اس نظیر کو پڑہکر امید ہے کسیکو (بشرطیکہ وہ فہم و انصاف سے کچہہ بہرہ رکہتا ہو) اسمین شک نرہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا ہے شریعت پر اسکا عرض کرنا اور اسکی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف

شرعی بناتا ہے اسکی حقیقت و اصلیت کو نہین بدلتا - اور نہ بڑہاتا ہے -

حکم عرض الہام سے اسکی ظنیت نکالنے والونکی منشا غلطی کا بیان

جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم سے اُسکا ظنی ہونا نکالتے ہین وہ یہہ خیال کرتے کہ الہام غیر نبی مین وسوسہ شیطانی کا احتمال ہے تب ہی ملہم اسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی تو نہین ؟ اس مین یہہ احتمال نہوتا تو اُسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے اُسکا مخالف کتاب اللہ نہونا کیون دیکھتا -

اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکرین اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دین - جو کسی راستہ سے کوئی پائے اور اُسکے سونے یا پیتل ہونے مین متردد ہوکر صراف سے پوچھے کہ یہ پیتل تو نہین ہے ؟ مگر یہ انکی **غلطی ہے** - ہمارے اصول پر اس الہام مین (جسکو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع مین قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا احتمال ہے اور اسوقت اسکو ظنی کہا جا سکتا ہے مگر جب اسکا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب ملہم کے دل مین اسکا یقین کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے اور اُس مین وسوسہ شیطانی کا احتمال نہین رہتا - اور نہ اسوقت اُس کو ظنی کہا جا سکتا ہے اُسوقت اسکا عرض کتاب اللہ پر محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے ہوتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہین ہے ؟ اسحالت مین وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہین سکتا - لہذا وہ اس سونیکے نظیر نہین بن سکتا جسکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اُسکے سونے اور پیتل ہونے مین اسکو تردد ہو - اور اس تردد کے سبب وہ صرافون کو دکہاتا پہرتا ہو اسحالت مین تو وہ اُسی

خالص سونے کی (جو کان سے لیا گیا ہو) یا اوس دُرِّ یتیم کی (جو دریا مین غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو) نظیر ہے جس کے سونے اور موتی ہونے مین یابندہ کو کوئی شک نہین ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اسکے کام لانیکی اجازت صرف اس کی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہے۔

دلائل دعویٰ چہارم

اس دعوی کے دلائل عقلیہ و نقلیہ وہی دلائل ہین جو دعوی سوم کے ثبوت مین پیش ہو چکے ہین۔ اون دلائل سے الہام پر یقین وعمل کرنیکا جواز شرعاً وعقلاً ثابت ہو چکا تو پھر اس الہام کے دلیل شرعی ہونے مین کیا شک رہا۔

اس مقام مین ہم اس الہام کے دلیل ہونے کے متعلق تین امر اور بیان کرنا چاہتے ہین **اوّل** یہہ کہ یہ الہام دلیل ہے تو پھر اسکو دلیل شرعی کیون اور کس معنے کر نہین کہا جاتا **دوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونے پر اتفاق نہین (اختلاف ہے) تو پھر اسکا کیا اعتبار ہے۔ **سوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونہین اختلاف ہے تو جانبین اختلاف مین کون لوگ ہین قائل کون اور منکر کون۔

بیان امر اوّل

اسکو دلیل شرعی نہ کہنا اس معنے کر اور اسلئے ہے کہ الہام غیر نبی ملہم کے سوا اَور لوگون کے لئے شرع کیطرف سے دلیل نہین ہے اور اسپر عامہ خلائق کو عمل کرنا واجب اور بعض اوقات مین جائز نہین ہوتا۔ اسکا شرعی دلیل ہونا اور صاحب الہام کا اتباع عامہ خلایق پر واجب ہونا نخود اس الہام سے ثابت ہے

نہ اوسپر کوئی اور دلیل قایم ہے لہذا اسکو شریعت یا شرع جو شارع عام کا نام ہے
نہیں کہا جا سکتا۔

بیان امر دوم

اس الہام کے متفق علیہ نہ ہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلئے ثابت نہیں ہوا
کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہیں ہے یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہ ہو
حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑھکر ہے اور ہر ایک
فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔ دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار
دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکھ لو۔ کیا یہ چارون دلیلین **اتفاقی** دلیلین
ہین؟ ہرگز **نہین** ان مین دو دلیلین کتاب اللہ وسنت تو اتفاقی دلیلین ہین
اور دو باقی اجماع و قیاس اختلافی ہین **اجماع مین اوّلاً یہ اختلاف** ہے
کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان ہی کو نہین مانتے پھر
امکان کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین
ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہین **امام فخرالدین** رازی نے کتاب
محصول مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز

والانصاف انہ لا طریق لنا الی معرفۃ حصول الاجماع الا فی زمان الصحابۃ حیث کان المومنون قلیلین یمکن معرفتہم باسرہم علی التفصیل (محصول نہایۃ)	اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین۔

اسی کے مطابق کتاب **حصول الامول** مین ہے جو کتاب

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اس مین کہا ہے جو یہ دعوے کرے

ومن ادعی انه یتمکن الناقل للاجماع من معرفة کل من یعتبر فیه من علماء الدنیا فقد اسرف فی الدعوی وجازف فی القول ورحم الله الامام احمد بن حنبل فانه قال من ادعی وجود الاجماع فهو کاذب وجعل الاصفهانی الخلاف فی غیر اجماع الصحابة وقال الحق تعذر الاطلاع علی الاجماع لا اجماع الصحابة حیث کانوا فی قلة واما الآن وبعد انتشار الاسلام وکثرة العلماء فلا مطمع للعلم به (حصول المامول)	کہ ناقل اجماع ان سب علما دنیا کی (جو اجماع مین معتبر ہین) معرفت پر قادر ہے وہ اس دعویٰ مین حد سے نکل گیا اور جو کچھ اس نے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انھون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے* اصفہانی نے اس اختلاف کا محل اجماع صحابہ کے سوا اور اجماعون کو ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ حق یہی ہے کہ اجماع پر اطلاع مشکل ہے ہان صحابہ کے اجماع پر مشکل نہین کیونکہ وہ تھوڑے لوگ تھے اور اسلام پھیل جانے

اور علماء اہل اجماع کے بڑھ جانے کے بعد تو علم اجماع کی کوئی طمع نہین ہو سکتی۔

پھر اس امکان علم اجماع کو تسلیم کرنے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اس علم کا پچھلے زمانے کے لوگون تک منقول ہونا ممکن ہے یا نہین

* امام احمد کا یہ قول مسلم وغیرہ مین بھی منقول ہے اگرچہ مسلم مین اس کی اور تاویل کی ہے +

ایک جماعت اسکے قائل ہین کہ یہ نقل متواتر سے ناممکن ہے اور اخبار احاد سے ہو تو اسکا اعتبار نہین پھر ان سب باتون (امکان اجماع - امکان علم - امکان نقل) کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ وہ اجماع شرعی دلیل ہے یا نہین بعض لوگ قائل ہین کہ وہ دلیل شرعی نہین امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری وغیرہ اسکے قائل ہین کہ صرف اجماع صحابہ دلیل ہے - حصول المامول مین ہے اجماع کا حجت (دلیل) ہونا اجماع صحابہ سے مخصوص ہے - یہی امام ابن حبان کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی امام احمد سے مشہور ہے -

وذهب داؤد الظاهري الی اختصاص حجية الاجماع باجماع الصحابة وهو ظاهر كلام ابن حبان فی صحيحه وهذا هو المشهور عن الامام احمد (حصول)

پھر اس اجماع کو حجت و دلیل ماننے والے اس مین مختلف ہین کہ وہ حجت قطعی ہے یا ظنی - ایک جماعت (صیر فے ابن برھان و بوسی وغیرہ) اس کو قطعی کہتے ہین - ایک جماعت (امام رازی آمدی وغیرہ) ظنی کہتے ہین - بعض (بزدوی وغیرہ حنفی) اس مین تفصیل کرتے ہین - اجماع صحابہ کو قطعی کہتے ہین - باقی اجماعون کو ظنی - ان مذاہب کی تفصیل بھی **حصول المامول** و **ارشاد الفحول** وغیرہ مین ہے -

امام رازی اپنے مذہب کی تائید مین فرماتے ہین - کہ تعجب کی بات ہے کہ فقہا اجماع کا حجت ہونا عموم آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہین اور اس بات پر بھی انکا اجماع ہے کہ جو بات عمومات سے ثابت ہو

والعجب من الفقهاء انهم اثبتوا الاجماع بعمومات الايات والاخبار واجمعوا على ان المنكر لما تدل عليه العمومات لا يكفر

ولا یفسق اذا کان ذلك لا نکارا بتاویل ثم یقولون الحکم الذی دل علیه الاجماع مقطوع ومخالفه کافر فاسق فکانهم قد جعلوا الفرع اقوی من الاصل وذلك غفلة عظیمة (محصول)	اسکا منکر کافر نہین ہوتا اور نہ فاسق ہوتا ہے اگر وہ بتاویل منکر ہو۔ پھر یہ بھی کہتے ہین کہ جو حکم اجماع سے ثابت ہو اسکا منکر کافر ہے اسمین اونھون نے فرع کو (یعنے حکم قطعیت اجماع) کو اصل سے (یعنے ان

دلائل عموم سے جن سے قطعیت ثابت کرتے ہین) قوی بنا دیا۔ یہہ ان کی بڑی غفلت ہے۔

اسی قسم کے اور **اختلاف** اجماع کے متعلق اہل اسلام خصوصاً اہلسنت مین پائے جاتے ہین۔

ایسا ہی **قیاس** کی نسبت ان کا اختلاف ہے بڑے بڑے صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین اسکے حجت دلیل ہونے کو نہین مانتے اسکے موید **اقاویل صحابہ** و تابعین ہمارے **ضمیمہ اخبار سفیر ہند** نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۸ء مین منقول ہو چکے ہین ہم ان کا اعادہ نہین کرتے وہ ضمیمہ ناظرین شائقین تحقیق طلب فرما کر ملاحظہ مین لائینگے تو حظ اوٹھائینگے۔

پھر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصاً ادلہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار ہوے تو اختلاف کے سبب **الہام** کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس بیان سے یہ بھی **ثابت** ہوا کہ جو لوگ ادلہ شرعیہ کا حصر چار دلائل مین کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ یہ حصر نہ اتفاقی دلائل کی نظر سے صحیح ہو سکتا ہے نہ اختلافی کی نظر سے۔ اتفاقی دلائل کی نظر سے اس کا غلط ہونا تو ابھی معلوم ہوا

اور ثابت ہو چکا کہ اتفاقی دلائل صرف وہین نہ چار۔ اختلافی دلائل کی شمولیت کے لحاظ سے یہ دعوے حصر اس لئے غلط ہے کہ اختلافی دلائل ان چارون کے سوا اور بھی ہین استحسان٭ - استصحاب استقرار - شرائع سابقین - مصالحہ مرسلہ - قول صحابی وغیرہ -

کتاب مسلم الثبوت مین لکھا ہے ان چارون دلیلون (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) پر تو چارون امام (امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمدؒ) کو اتفاق ہے - بعض دلائل مین (جن کا ذکر پہلے ہی ہو چکا) اختلاف ہے از انجملہ شرائع سابقین ہین اور استحسان اور مصالحہ مرسلہ اور قول صحابی - اور از انجملہ تلاش کے بعد دلیل کا پایا جانا ہے اسکو بعض شافعی عدم حکم پر دلیل سمجھتے ہین - اور حق یہ ہے کہ وہ دلیل نہین ہے مگر شریعت کی شہادت سے یعنے شریعت خود بتاتی ہے کہ جس چیز سے شرع ساکت ہے وہ بحکم اباحۃ اصلیہ مباح و معاف ہے اور از انجملہ کم سے کم کو لے لینا ہے

للاربعۃ علی الاربعۃ اتفاق واختلف فی امور وتقدم منہا شرائع من قبلنا والاستحسان والمصالح المرسلۃ وقول الصحابی ومنہا عدم الدلیل بعد الفحص اختارہ بعض الشافعیۃ والحق انہ لیس بدلیل الا بالشرع ومنہا الاخذ باقل ما قیل اختار بہ الشافعی والحق انہ ترجیح کالاخذ بالاصل فی تعارض الاشباہ ومنہا الاستقرار اختارہ البیضاوی والحق انہ لا یدل علی حکم اللہ الا اذا دل علی وصف جامع تدبر ومنہا الاستصحاب وھو

٭ ان الفاظ کی تشریح ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

حجة عند الشافعية وطائفة من الحنفية منهم ابو منصور مطلقاً وعند ابی زید وشمس الائمة وفخر الاسلام للدفع فقط ونفاہ منہم المتکلمون وهو المختار۔ (مسلم الثبوت)

اسکو امام شافعی نے حجت ٹھہرایا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ ترجیح ہے جیسے تعارض کے وقت اصل کو لے لینا اور ازانجملہ استقرا ہے اس کو بیضاوی نے اختیار کیا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی پر دلیل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی وصف جامع کو ثابت نہ کرے اور ازانجملہ استصحاب ہے وہ شافعی کے نزدیک اور حنفیوں میں ایک جماعت کے نزدیک حجت ہے ابوزید وغیرہ اسکو صرف مدافعت کے لئے حجت سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ متکلمین وغیرہ اسکو حجت نہیں سمجھتے۔

بیان امر سوم

الہام یا کشف غیر نبی کے منکر حجیت متکلمین اور اصولی ہیں۔ اور اسکے حجت (دلیل) ہونے کی قائل بعض محدث و صوفی اس مقام میں اُن صوفیوں اور محدثوں کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جو اس الہام و کشف کو حجت جانتے ہیں اور اس سے کام لیتے ہیں۔

ازانجملہ امام عبد الوہاب شعرانی ہیں جو میزان کبری میں اہل کشف و الہام کے لئے کشف الہام سے دلائل احکام پر مطلع ہونیکے مدعی ہیں چنانچہ بصفحہ ۱۲ کتاب میزان کے فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے بطریق الہام امام وہ وجوہ ظاہری کے اس مسئلہ کے کہ چھوٹی لڑکی کو ہاتھ

وقد اطلعنی الله تعالےٰ من طریق الالہام علےٰ دلیل لقول الامام

داؤد الظاہری بنقض الطہارۃ	لگانے سے بہی وضو ٹوٹ جاتا ہے
بلمس الصغیرۃ التی لا تشتہی	مطلع کیا پھر اسکو بتفصیل بیان فرمایا۔

اور صفحہ ۱۳۱ فرمایا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین مین مجتہدین کے

وصاحب ہذا الکشف قد ساوی	مساوی ہوتا ہے اور کبہی بعض
المجتہدین فی مقام الیقین	مجتہدین سے بڑہ جاتا ہے کیونکہ
وربما زاد علی بعضہم لاغتراف	وہ اسی چشمہ سے جس سے شریعت
علمہ من عین الشریعۃ ولا	نکلتی ہے چلو بہرتا ہے اور وہ
یحتاج الی تحصیل آلات الاجتہاد	اسباب (علوم) اجتہاد کا جو مجتہدون
التی شرطوہا فی حق	کے حق مین شرط ٹہرائی گئی ہین
المجتہد فحکمہ حکم الجاہل	محتاج نہین ہے اسکا حال دریا کی
بطریق البحر اذا ورد مع عالم	راستہ سے ناواقف کا سا ہے
بما لیملاء سقاءہ منہ فلا فرق	جو کسی راستہ جاننے والے کے
بین الماء الذی یاخذہ	ہمراہ دریا پر پانی لینے کو پہنچ جاتا ہے
العالم ولا بین الماء الذی	اسکے پانی مین اور جاننے والے
یاخذہ الجاہل۔	کے لئے ہوئے پانی مین کچھ فرق نہین

پہر اسی صفحہ مین اسپر یہ سوال کیا ہے کہ پہر علما نے اس مسئلہ پر جو

فان قلت فلای شئ لم یوجب	کسی نے کشف سے لیا ہو عمل کرنے
العلماء باللہ تعالے العمل	کو کیون واجب نہین ٹہرایا باوجودیکہ
بما اخذہ العالم من طریق	وہ بعض لوگون کے نزدیک صحت
الکشف مع کونہ ملحقا با	مین رتبہ (حدیث) کے مثل ہے
لنصوص فی الصحۃ عند	پہر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اس پر

بعضهم فالجواب ليس عدم ايجاب العلماء
العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها و
نقصها عما اخذه العالم من طريق النقل
الظاهر و انما ذالك للاستغناء عن عدة
فى الموجبات بصرائح ادلة الكتاب والسنة
عند القطع بصحته اى ذالك الكشف فانه
حينئذ لا يكون الا موافقا لها اما عند
عدم القطع بصحته فمن حيث عدم
عصمة الاخذ لذالك العلم فقد يكون دخل
كشفه التلبيس من ابليس فان الله تعالى
قد اقدر ابليس كما قال الغزالى وغيره
على ان يقيم للمكاشف صورة المحل الذى
ياخذ علمه منه من سماء او عرش او كرسى
او قلم او لوح فربما ظن المكاشف ان
ذالك العلم عن الله فاخذ به فضل و اضل
فمن هنا اوجبوا على المكاشف انه يعرض
ما اخذه من العلم من طريق كشفه على
الكتاب والسنة قبل العمل به فان وافق
فذاك و الا حرم عليه العمل به فعلم ان من

عمل واجب کرنا اسلئے نہیں ہے کہ جو مسئلہ کشف
سے لیا جاتا ہے وہ اس مسئلہ سے جو ظاہری
نقل سے لیا جاوے کچھہ کم رتبہ اور ضعیف ہے
بلکہ اسلئے ہے کہ صریح دلائل کتاب و سُنّت
کے ہوتے اسکو دلیل موجب عمل ٹھہرانیکے
حاجت نہیں کیونکہ کشف جبکہ اسکی صحت کا
یقین* ہو کتاب اللہ کے موافق ہی ہوتا ہے۔ اور جب
اسکی صحت کا یقین نہ# ہو تو اس وجہ سے کہ
صاحب کشف معصوم** نہیں ہے اس میں
دخل شیطان کا احتمال ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے
ابلیس کو چنانچہ امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے قدرت+
دی ہے کہ وہ صاحب کشف کو اسکی محل کشف کی
(جس سے وہ علم اخذ کرتا ہے) صورت آسمان یا عرش
یا کرسی یا قلم یا لوح کی سی بنا کر دکھلاوے پس وہ
اسکو خدا کیطرف سے سمجھکر لے لیتا ہے اور خود گمراہ
ہوتا ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی نظر سے
علماء نے صاحب کشف پر اس امر کو واجب ٹھہرایا ہے
کہ وہ قبل عمل اسکو کتاب و سنت پر پیش کرے پس
اگر موافق پائے تو اسپر عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا

* اسی صورت سے جو ہمنے بصفحہ (۳۰۷) بیان کی ہے ** اس معنی کر کہ اسمیں دخل ابلیس کا امکان ہے جسکو عدم استقرار سے ثابت ہوتا ہے # ابتدا میں اس وقت تک کہ پیر صاحب کشف کو قیام و ثبات نہو + اسیصورت سے جو ہمنے بیان کی ہے اس توضیح سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہ عبارت میزان جسکو ہمنے ... میں نقل کیا ہے ... مخالف نہیں ... اسکو اس مقام میں نقل کیا ہے ورنہ اسکی نصف اخیر کو اس مقام سے تعلق نہ تھا۔

اخذ علمہ من غیر الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عنہ ابداً ما عاش۔	اسپر حرام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنا علم شریعت کے سوا اور جگہ (الہام و کشف) سے لے اور اس میں تلبیس کا دخل نہو تو اس سے وہ کبھی نہ پھرے جب تک زندہ رہے۔

اور اس میں صفحہ ۲۰ کہا ہے اہل کشف قیاس کے محتاج نہیں وہ کشف

ومن ھنا یعلم ان اھل الکشف غیر محتاجین الی القیاس لاستغنائھم بالکشف	کے سبب اس سے مستغنی ہیں۔

اور صفحہ ۳۳ فرمایا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ محدثین کے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم وان کان فیہ مقال عند المحدثین فھو صحیح عند اھل الکشف	نزدیک محل کلام ہے پر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

اور صفحہ ۴۲ کہا ہے ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہیں جو کلام

فانہ ماثم لنا دلیل واضح یرد اھل الکشف ابداً لا عقلا ولا نقلا ولا شرعا لان الکشف لا یاتی الا مویدا بالشریعۃ دائما	اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی کیونکہ کشف ہمیشہ شریعت سے موید ہوتا ہے۔

اور صفحہ ۴۸ فرمایا ہے کہ بہتری اولیاء اللہ سے مشتہر ہو چکا ہے کہ وہ

وقد اشتھر عن کثیر من الاولیاء الذین ھم دون الائمۃ المجتھدین فی المقام بیقین انھم کانوا یجتمعون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ویصدقھم اھل عصرھم علی ذالک الی ان ذکر جماعۃ منھم الشیخ جلال الدین السیوطی ثم	آنحضرت صلعم سے (عالم ارواح میں بالطور کشف) ہم مجلس ہوئے اور ان کے ہمعصروں نے ان کے دعوی کو تسلیم کیا۔ پھر امام شعرانی نے اُن لوگوں کے نام لئے جن میں ایک امام محدث جلال الدین سیوطی ہیں پھر فرمایا

قال ورأيت ورقة بخط الشيخ جلال الدين
السيوطي عند احد اصحابه وهو الشيخ
عبد القادر الشاذلي مراسلة لشخص
سأله في شفاعة عند السلطان قايتباي
رحمه الله تعالى اعلم يا اخي انني قد
اجتمعت برسول الله صلى الله عليه وسلم
الى وقتي هذا خمسا وسبعين مرة يقظة
ومشافهة ولولا خوفي من احتجابه
صلى الله عليه وسلم عني بسبب
دخولي للولاة لطلعت القلعة وشفعت
فيك عند السلطان واني
رجل من خدام حديثه واحتاج
اليه في تصحيح الاحاديث التي ضعفها
المحدثون من طريقهم ولا شك ان
نفع ذالك ارجح من نفعك انت يا اخي
انتهى ويؤيد الشيخ جلال الدين في ذالك
ما اشتهر عن سيدي محمد بن زين المادح
لرسول الله انه كان يرى رسول الله
صلعم يقظة ومشافهة - (میزان شعرانی)

نیز ایک ورق شیخ جلال الدین سیوطی کا
دستخطی انکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی
کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا
جس نے ان سے بادشاہ وقت کے
پاس شفارش کی درخواست کی - انہون نے
جواب مین کہا کہ مین آنحضرت صلعم کی
خدمت مین تصحیح احادیث کے لئے
جنکو محدث ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا
ہون چنانچہ اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت
بیداری مین حاضر خدمت ہو چکا ہون
مجہے یہہ خوف نہوتا کہ مین بادشاہ وقت
کے پاس جانے کے سبب اس حضوری
سے روکا جاؤن گا تو قلعہ مین جاتا اور
تمہاری شفارش کرتا - امام شعرانی فرماتے
ہین کہ شیخ جلال الدین کے اسبات کا
مؤید وہ واقعہ ہے جو سید محمد بن زین سے مشہور ہے وہ
آنحضرت صلعم کی زیارت سے بیداری
مین مشرف ہوتے جب حج کو جاتے
پہر اسکو مفصل ذکر کیا -

اور ازانجملہ شیخ محی الدین ابن عربی ہین جو فتوحات مکیہ مین ایک
خاص باب اس مضمون کا کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت سے احکام پوچہتے

ان احدھم اذا احتاج فی واقعۃٍ او سوال عن حدیث رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینزل علیہ جبرئیل علیہ السلام فیسالہ عما احتاج الیہ الولی فیجیبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسمع ھذا الولی فیعی ما قال صلی اللہ علیہ وسلم قال وھذا کما سال جبرئیل علیہ السلام عن الایمان و شرائع الاسلام فاجابہ صلی اللہ علیہ وسلم ووعوہ قال ونصحح من ھذا الطریق احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرب حدیث صحیح عند اھل الفن لا یثبت عندنا من ھذا الطریق ورب موضوع عندھم یصح بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا احادیث قلتہ ۔

(فتوحات)

ہین" مقرر کرکے فرماتے ہین ان مین سے جب کسی کو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے ۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہین ۔ اور آنحضرت جبرئیل ع سے وہ مسئلہ (جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے) پوچھکر اس ولی کو بتاتے ہین جس کو ولی سنتا ہے اور یاد کر لیتا ہے جیسے آنحضرت سے جبرئیل نے ایمان و اسلام کا سوال کیا تھا اور آنحضرت نے اسکا جواب دیا تھا اور صحابہ نے یاد کر لیا تھا ۔ شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتیری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتیری حدیثین انکے نزدیک موضوع ہین ۔ اور آنحضرت کے قول سے (بذریعہ کشف) صحیح ہو جاتی ہین ۔

اس قسم کے مسائل و احادیث جنکی تصحیح ابن عربی نے آنحضرت سے کرائی ہے فتوحات مین بہت مذکور ہین جیسے حدیث رفع یدین بوقت انتقالات نماز اور دعاء ختم صحیح بخاری اور حدیث وقوع طلاق ثلث وغیرہ ۔

اور فتوحات مکیہ مین یہہ بھی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم

لدنیہ کہلتے ہین جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہین ہوتے۔ اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیار اور اولیار سے مخصوص ہین اور **جنید بغدادی** سے نقل کیا ہے کہ انہون نے تیس سال اس درجہ مین رہکر یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ **ابویزید بسطامی** سے نقل کیا ہے کہ تم (علمار ظاہر) نے علم مردون سے لیا ہے ہمنے خدا زندہ قائم سے اس مضمون کی اصل عبارت فتوحات اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۲ مین نقل ہوچکی ہے۔

اور از انجملہ امام غزالی ہین انکا قول مثبت الہام بہی اسی نمبرہ اشاعۃ السنۃ مین نقل ہوچکا ہے۔

اور از انجملہ رئیس محدثین ہند حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ** ہین جو اپنی متعدد تصانیف مین الہام و کشف پر اعتماد اور اس سے استشہاد کئے ہین۔ آپ نے رسالہ **در ثمین فی مبشرات النبی الامین** اور رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیار اللہ** مین بسند متصل شیخ محمد بن عبد الرحمن الخطاب شارح مختصر خلیل سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عارف باللہ

الحدیث الثالث والثلثون اخبرنی الشیخ ابو طاہر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنا شیخنا السید السند احمد بن عبد القادر قال اخبرنا الشیخ جمال القیروانی عن شیخہ الشیخ یحیی الخطاب المالکی قال اخبرنا عمی الشیخ برکات الخطاب عن والدہ عن جدہ الشیخ محمد بن عبد الرحمن	شیخ عبد المعطی تونسی کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے گئے جب ہم آنحضرت کے روضہ کے قریب ہوئے تو پاپیادہ ہولیئے پس شیخ عبد المعطی چند قدم چلتے اور پہر کہڑے ہوجاتے یہانتک کہ روضہ مبارک کے سامنے کہڑے ہوگئے اور کچہہ بولے جسکو ہم نہ سمجھے جب ہم وہان سے پہرے تو ہم نے ان سے

الخطاب شارح مختصر الخلیل قال مشینا مع شیخنا العارف باللہ تعالی الشیخ عبد المعطی التونسی لزیارۃ النبی صلعم فلما قربنا من الروضۃ الشریفۃ ترجلنا فجعل الشیخ عبد المعطی یمشی خطوات و یقف حتی وقف تجاہ القبر الشریف فتکلم بکلام لم نفہم فلما انصرفنا سالناہ عن وقوفہ فقال کنت اطلب الاذن من رسول اللہ صلعم فی القدوم علیہ فاذا قال اقدم قدمت ساعۃ ثم وقفت وھکذا حتی وصلت الیہ فقلت یا رسول اللہ اکلما روی البخاری عنک صحیح فقال صحیح فقلت لہ اَرویہ عنک یا رسول اللہ صلعم قال اَرویہ عنی نفعنا اللہ تعالی بہ فقد اجاز الشیخ عبد المعطی الشیخ محمد الخطاب ان یرویہ عنہ ھکذا وکلما اجاز من بعدہ واجاز السید احمد بن عبد القادر النخلی ان یرویہ عنہ واجاز النخلی لابی طاہر واجاز ابو طاہر لنا (انتباہ و درثمین)

توقف کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا مین آنحضرت سے حاضر خدمت ہونیکا اذن چاہتا تھا آپ نے فرمایا آ تب مین آگے ہوا پھر مین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ سے امام بخاری نے روایت کیا ہے وہ سب صحیح ہے مین آپکی طرف سے اس کو روایت کرون آپ نے فرمایا ہان صحیح ہے تو میری طرف سے اس کو روایت کر۔ اس حدیث کے روایت کرنے کی اجازت شیخ عبد المعطی نے اپنے شاگرد شیخ محمد خطابؔ کو دی انہوں نے اپنے شاگرد کو ایسا ہی بیچ والون نے یہانتک

کہ شیخ ابو طاہر استاد حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ کو۔ اور اپنے رسالہ **فیوض الحرمین** ایسی باتین جو بذریعہ کشف آپکو آنحضرت سے حاصل ہوئی ہین بہت بیان کی ہین پر انکی تفصیل سے خوف تطویل ہے

اور از انجملہ صاحب دراسات ہین جو اس کتاب کے صفحہ ۳۹ مین فرماتے ہین کہ جو کوتاہ نظرون کو وہم ہوا ہے کہ اجتہاد کا محل اخذ

وما یتوهمہ القاصرون من ان لا حجۃ ما خذہ الکتاب والسنۃ والکشف لیس طریقا للاخذ عنهما فباطل لان الکشف طریق جائزۃ لاخذ الحدیث ومعنی القران عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ شفاھا وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی الرؤیا الصالحۃ ما قال فکیف فی الکشف واین الاجتهاد من ذالک فھو اقوی من کل اسباب العلوم بعد الوحی فانہ رشح تو شح من بحرہ والقول بانہ لو کان الکشف حجۃ یسع اتباعها لکان حجج الشریعۃ خمسۃ وقد اتفقوا علی انها اربعۃ مردود فانہ لم یقع الاتفاق علی حجیۃ القیاس وھو حجۃ عند القائلین بہ فکذالک الکشف وان لم یقل بحجیۃ اھل الظاھر فھو حجۃ عند اھلہ بل ھو عندهم مما یوجب الیقین کما ھو مبسوط (دراسات صفحہ ۳۹)	کتاب وسنت ہو اور کشف کو کتاب وسنت سے احکام لینے کی طرف راہ نہین سو باطل ہے آنحضرتؐ سے حدیث اخذ کرنے اور قران کے معنی پوچھنے کے لئے کشف جائز راہ ہے آنحضرتؐ نے سچے خوابون کے باب مین (جو کشف سے کمتر ہین) فرمایا ہے جو فرمایا ہے۔ پس کشف کی نسبت آپکا کیا حکم ہوگا اور اجتہاد کا اسکے سامنے کیا رتبہ ہے۔ وہ تو علم کے سبھی وسائل (اجتہاد وغیرہ) سے قوی تر ہے کیونکہ وہ اسی وحی کے دریا کا ترشح ہے اور یہ کہنا کہ اگر کشف ان دلائل سے ہوتا جنکا اتباع جائز ہے تو چاہئے تھا کہ دلائل شرع پانچ ہوتے حالانکہ انکا اتفاق اسپر ہے کہ وہ دلائل چار ہین۔ لایق قبول نہین ہے کیونکہ اتفاق تو ان چار دلیلون پر بھی نہین ہوا انمین سے قیاس کے

اتفاق کب پایا گیا ہے۔ ایسا ہی کشف بھی اسکو علماء ظاہر نہین مانتے تو اسکے اہل تو مانتے ہین بلکہ وہ انکے نزدیک موجب یقین ہے۔

پہر اس کتاب کے صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۲ تک **اتحاف العارفین** شیخ محمد برسی اور **انوار قدسیہ** اور **طبقات الاولیا** عبدالوہاب شعرانی اور **طبقات الاولیاء** ابن الملقن سے اس مضمون کی چند حکایات نقل کی ہین جنمین اہل اللہ کا آنحضرتؐ

قال ایضا حکی عن بعض الاولیاء انہ حضر مجلس فقیہ فروی ذلک الفقیہ حدیثا فقال لہ الولی ھذا باطل قال من این لک ھذا فقال ھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف علی راسک یقول انی لم اقل ھذا الحدیث وکشف لذلک الفقیہ فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دراسات ص ۳۱)

سے احادیث کی صحت دریافت کرنا پایا جاتا ہے ان میں سے ایک ولی سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو اس ولی نے کہا یہ حدیث جھوٹی ہے فقیہ نے پوچھا تمنے یہ کہاں سے جانا اس ولی نے کہا یہ دیکھ آنحضرت صلعم تیرے سر پر کھڑے فرما رہے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی - اسوقت اس فقیہ کو بھی کشف ہو گیا اور اس نے آنحضرت کو کھڑے ہوئے دیکھ لیا -

اور از انجملہ مولانا محمد اسمعیل ایک سرگروہ اہلحدیث ہیں جو کتاب صراط مستقیم میں بصفحہ ۱۰۳ فرماتے ہیں ہر اہل فکر و فطانت و ارباب تحدس و کیاست کہ بلطافت ذہن و صفائی قریحہ بر مغز این کلام و خلاصہ این مقام رسیدہ باشند پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق ہمین جہت تقلید انبیاء مہیا شدہ ہمین جہ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب است رضا و کراہیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصہ و صحت و بطلان عقائد خاصہ محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ و صلاح و فساد و نظام و حب ابحفظ در وقائع و معاملات جزئیہ بنور جبلی خود دریافتہ مینماید مثلاً بشہادت قلب خود میداند کہ فلان قول مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیدہ خاصہ حق است یا باطل و فلان خلق مخصوص محمود است یا مذموم و فلان معاملہ خاصہ کہ فیما بین اہل منزل یا اہل مدینہ منعقد شدہ یا فلان رسم مخصوص کہ در فلان قوم ترویج یافتہ موافق نظام اتم است یا مخالف آن پس احکام این امور مذکورہ اور ابدو وجہ معلوم میشود یکے بشہادت قلب خود خصوصاً دوم دیگر بہ سبب اندراج او در کلیات شرع عموماً و علم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی است و ثانی تقلیدی پس اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او بسوی کلیات حقہ منعقدہ در حظیرۃ القدس کہ برائے تربیت نوع انسان عموماً متعین گردیدہ اورا رہنمونی میفرماید آن کلیات در ذہن او علی وجہ الظہور ابداع

محفوظ میماند و استنباط جزئیات ازان کلیات مے تواند کرد پس علوم کلیہ شرعیہ اوبد و واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا علیہم الصلوۃ والسلام"

اس **خیال** واعتقاد کے لوگ متقدمین و متاخرین اہل اسلام مین اور بہت ہین - ان سب کے اقوال نقل کرنیکی اس مقام مین گنجایش نہین - ان چند اقوال منقولہ بالا سے امر سوم کا بیان شافی ہوگیا اور بخوبی ثابت ہوا کہ الہام یا کشف کو حجت و دلیل جاننے والے بہی اکابر اہل اسلام (صوفیہ کرام و محدثین عظام) ہین جیسیکہ اسکی حجیۃ کے منکر اکابر ہین یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکہا نہین جسکا کوئی قائل نہو -

یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تھا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بھی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم (غیر نبی) کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین نہین نہین - ہرگز نہین ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین - نہ خود الہامی ہین نہ کسی کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع و مقلد ہین -

بیان امر سوم سے امور ثلثہ متعلق وعدہ چہارم کا بیان تمام ہوا اور ان چارون دعاوی کے ثبوت سے اس سوال کا جو اعتراض سوم (منجملہ اعتراضات مشترکہ فریقین) کے جواب سے پیدا ہوا تھا جواب پورا ہوا اور خوب محقق ہوا کہ مولف براہین احمدیہ کا اپنے الہام کو اپنے حق مین حجت اور دلیل سمجھنا کوئی نئی اور انوکہی بات نہین ہے ؎

اب ہم اس بحث (سوالات و جوابات) **کو ختم کرتے ہین** کیونکہ اس بحث مین اگرچہ صراحۃً و قصداً صرف تین سوالون (منقولہ نمبر ۶) کا جواب دیا گیا ہے مگر تبعاً و ضمناً دربہت سے اعتراضونکا جواب بہی ہمین ادا ہوا بلکہ غور و تامل سے کام لیا جاوے تو کوئی اعتراض ایسا نہین ؎ (یا یون کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا) جسکا جواب اس بحث سے نکل نہ سکیگا لہذا ہم اب اس بحث کو طول نہین دیتے اور اس **ریویو کا تتمہ** چند امور اور بیان کرتے ہین -

اول جو سب سے اہم اور اقدم ہے یہ ہے کہ **جو کچہہ ہمنے** الہامات مولف براہین احمدیہ کی **حمایت** لہ اور اعتراضات مخالفین سے انکی **برارت** مین کہا ہے اسکی **بنا** (چنانچہ ہمارے الفاظ و قیود جابجا مظہر ہین) صرف **دو امر** پر ہے **اوّل** یہ کہ یہ الہامات اور انکی تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہین **دوم** یہ کہ وہ شرع کے مخالف نہین ہے مگر فعلی (یعنی بالفعل) ثبوت و تحقق ان الہامات کے ہمنے شہادت نہین دی اور نہ خصوصیت کے ساتہ کسی خاص شخص کی

الہامات یا حالات کی کوئی شہادت دیسکتا ہے جب تک اسکو ذاتی تجربہ نہو یا وہ خود ملہم و ولی نہو اور بحکم **ولی را ولی می شناسد**
اپنی وجدانی شہادت سے اسکے صدق و تحقق کا اسکو یقین نہو ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے اسلئے ہم
انکو سچا جانتے ہیں اور انکے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہیں سمجھتے لہذا ہم نے بالفعل اسیقدر امکانی اور تجویزی
رائے دی ہے انکے الہامات اور برکات کا ہمکو ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہوگا تو آئندہ خصوصی ریویو میں فعلی ثبوت کی
شہادت و تائید سے بھی دریغ نہوگا ۔

اس **امکانی رائے** سے بھی ہمارا مقصود (چنانچہ ہم پہلے بھی جتا چکے ہیں) مطلق الہام غیر نبی کی
تائید ہے جس سے الہام انبیا کی تائید مقصود ہے خاصکر مولف براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہیں ہے
اور نہ ہمکو اسوقت تک مولف براہین سے بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت ہے ہمکو ان سے کوئی خصوصیت پیدا ہوگی
تو خاصکر انکی تائید اور ہی طرز و کیفیت سے عمل میں آویگی انشاء اللہ تعالی ۔

(۴) اس **کتاب** میں جیسے معنوی برکات و عمدہ خصائص ہیں (جو بیان ہو چکے) ایسے ہی اسمیں **چند**
نقائص بھی ہیں جنکا بیان اس نظر سے کہ ہم اسپر ریویو لکھ رہے ہیں ہمارا منصبی فرض ہے ۔

ازانجملہ (۱) یہ کہ اسکی عبارت اردو عمدہ نہیں ہے اسکے بعض محاورات فارسی کے تابع ہیں اور اکثر محاورات اردو غیر فصیح ہیں
جیسے لفظ "تا" بجائے "تاکہ" اور لفظ "جو" بجائے "کہ" اور لفظ "جو کہ" بجائے "جو" وغیرہ مگر ہم اس نقص میں مولف کو معذور جانتے
ہیں اور پنجاب کے اکثر اہل علم جنکو ہندوستان میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا اور زبان اردو و تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ایسے ہی ہوتے ہیں

ازانجملہ (۲) یہ کہ اسمیں تطویل بہت ہے ایک مضمون کئی کئی دفعہ (کبھی نثر میں کبھی نظم میں) ادا کیا گیا ہے جس میں کتاب کا حجم و
خرچ طبع بڑھ گیا ہے اسمیں بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہیں شاید وجدانی ذوق و علم ایمانی جوش انکو اس تکرار پر مجبور کرتا ہے ۔

ازانجملہ (۳) یہ کہ اسمیں بعض مطالب بیمحل وارد کئے گئے ہیں اہم مقاصد جو اس کتاب کے اقصی غایات سے ہیں (جیسے
اثبات الہام و بے مثلیت قرآن) اسکے مبادی خصوصا حواشی میں لائے گئے ہیں شاید اسمیں بھی جناب مولف معذور ہوں وہ
استعجال ناظرین کے سبب مقاصد کو مبادی میں لے آئے ہوں ۔

ازانجملہ (۴) یہ کہ بعض جگہ اس کتاب میں مخالفین کے حق میں سخت کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن
(تہذیب) میں عام طبائع کی تنفر کی موجب ہے اگرچہ مولف اسمیں بھی معذور اور حمیت حقانی و جوش ایمانی سے مجبور ہیں ۔

مگر اسمین مخاطبین مخالفین اسلام کو اس کتاب کے پڑہنے یا اسکا جواب دینے سے ایک عذر و بہانہ ہاتھ آگیا ہے وہ کہتے ہین (چنانچہ ایک آریہ سماج لاہور کے اعلے ممبر سے سنا گیا ہے) کہ اس کتاب مین تہذیب سے کام نہین لیا گیا ہے ہم اس کو کیونکر دیکھین اور اس کا جواب کیا دین - آئندہ جناب مولف سخت کلامی کو اسمین دخل نہ دین تو اسکا حسن دوبالا ہو جاوے اور ان لوگون کا بہانہ بہی ٹوٹ جائے اور کس و ناکس طالب و متحلل اس کتاب کے مطالع سے نفع اوٹہاوے -

اور دین بھی ہمکو یہی سکہاتا ہے کہ ہم کافر سے کافر کو اور بدتر سے بدتر کو نرمی اور پیار سے یاد کرین اسمضمونکی آیات قران مین بہت ہین اس مقام مین ایک صحیح حدیث نقل کیجاتی ہے موطا امام مالک مین بصفحہ (۳۸۶) حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے آپنے خنزیر کو مخاطب کیا تو یہہ فرمایا انفذ بسلام یعنی تجھے سلام ہے یا سلامتی سے نکل جا -

اس حدیث کو ہمارے معاصر دیندار و پرہیزگار محدث عالم صوفی جو مخالفین مذہب کا سیدہے طور پر نام نہین لے سکتے اور ان کو سوا کافر یا مشرک کسی اور نام سے پکارنے یا کشادہ پیشانی سے انسے بات کو کرنیکو جائز نہین کہتے اور اپنے ان افعال سے اسلام کو مخالفین کی نظرون مین حقیر کر رہے ہین غور کی نگاہون سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی اس دینداری پر آنسو بہائین اور قرآن و حدیث کی تشدد و تباغض کے نصوص ہی پر نگاہون کو بند نرکہین آیات و احادیث رفق اور رحمت کو بہی نگاہ مین لائین اور اس مصرعہ کا مصداق نہو ہین - ع

حفظت شیأ وغابت عنک اشیاء

اس بات کو ہم ایک مستقل مضمون "بغض و تہاجر" مین بتفصیل لکہنا چاہتے ہین جو عنقریب نمبر ۱۲ جلد ۷ یا نمبر ۱ جلد ۸ مین قلم مین آیگا انشاء اللہ تعالی -

ان نقائص اربعہ کے بیان کے ساتہ ہم یہ کہنا بہی اپنا فرض جانتے ہین کہ یہہ نقائص صوری اون خصائص و محاسن معنوی کے مقابلہ مین کچہہ وقعت نہین رکہتے اونکے سامنے بحکم "ان الحسنات یذھبن السیات" یہ ہباء منثورا کا مصداق ہین ہان اگر آئندہ یہ کتاب مستطاب ان نقائص سے بری

رہی تو یہہ اس شاہد رعنا کے لئے ایک زینت اور عمدہ لباس ہے - اور اسی وجہ سے ہمکو امید ہے کہ جناب مولف ہماری اس نکتہ چینی کو (جو سراسر نصیحت پر مبنی ہے) قبول فرمائینگے اور آیندہ حصون کو ان نقائص صوری سے بری رکھینگے -

(۲۲) اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفعرسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہماری ریویو کو دیکھنے والون کی نظرون مین مخفی نرہیگی - لہذا بحکم "ہَل جزاء الاحسان الا الاحسان" کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہون خواہ حنفی شیعہ ہون خواہ سُنّی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اسکی مصارف طبع کی اعانت واجب ہے - مولف براہین احمدیہ نے مسلمانونکی عزت رکھ دکہائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطین لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت مین شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات وخوارق مراد رکہتے ہین) بچشم خود ملاحظہ کرے - پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانون پر یہ حق نہین ہے کہ فی کس نہی فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اسکی اونی قیمت دیکر خرید کر (لین) اور اسپر یہ شعر پڑہین - **شعر**

بہاوے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ کہ بس ارزان خریدم

اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہین -

اے خدا اپنے طالبون کے رہنما اُن پر اُنکی ذات سے انکے ماں باپ سے تمام جہان کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما - تو اس کتاب کی محبت لوگون کے دلون مین ڈالدے اور اسکے برکات سے مالا مال کر دے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیضیاب کر آمین - وللارض من کاس الکرام نصیب [illegible]

(خر)یداری کتاب التماس ذیل سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے - قیمت کتاب فی نسخہ تمام و کمال جسقدر جلدین ہون صہ
(۱) جناب مولف مرزا غلام احمد سے بہ نشان قادیان ضلع گورداسپورہ -
(۲) میر عباس علی شاہ صوفی سے - لودھیانہ محلہ صوفیان